بیوی کے حقوق
اور
شوہر کی ذمّہ داریاں

www.KitaboSunnat.com

مؤلف
مولانا ھارون معاویہ

بیت العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے حقوق اور شوہر کی ذمہ داریاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے حقوق اور شوہر کی ذمہ داریاں

مؤلف
مولانا ھارون معاویہ

بیت العلوم
۲۰۔ ناجہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب

بیوی کے حقوق
اور
شوہر کی ذمہ داریاں

مؤلف

مولانا ھارون معاویہ

باہتمام

مولانا محمد ناظم اشرف

طباعت بار اول

جون ۲۰۰۹ء

ناشر

بیت العلوم

ہیڈ آفس: ۲۰ - تاجپورہ روڈ پوسٹ پرانی انارکلی، لاہور فون 7352083
برانچ دکان نمبر ۱۲ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ، نزد اردو بازار لاہور فون 7232886
www.baitululoom.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجمالی فہرست

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
۱	پہلا باب	۲۳
۲	﴿بیوی کے حقوق﴾	۲۳
۳	دوسرا باب	۵۰
۴	﴿بیوی کے حقوق سے متعلق شوہر کی ذمہ داریاں﴾	۵۰
۵	ذمہ داری نمبر.....۱	۵۰
۶	اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے	۵۰
۷	ذمہ داری نمبر.....۲	۶۰
۸	اپنی بیوی کے ساتھ محبت سے رہئیے	۶۰
۹	ذمہ داری نمبر.....۳	۷۱
۱۰	اپنی بیوی کی کبھی کبھی تعریف بھی کیجئے	۷۱
۱۱	ذمہ داری نمبر.....۴	۷۶
۱۲	اپنی بیوی کا حق مہر ادا کیجئے	۷۶
۱۳	ذمہ داری نمبر.....۵	۸۹
۱۴	اپنی بیوی سے زیادہ توقعات نہ رکھیئے	۱۰۵
۱۵	ذمہ داری نمبر.....۷	۱۰۷
۱۶	بیوی پر خرچ بھی کرتے رہئیے	۱۰۷
۱۷	ذمہ داری نمبر.....۸	۱۲۵
۱۸	بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کیجئے	۱۲۵
۱۹	ذمہ داری نمبر.....۹	۱۳۰
۲۰	اپنے دینی واخلاقی فرائض کو بھی پورا کیجئے	۱۳۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱	ذمہ داری نمبر.....۱۰	۱۳۸
۲۲	بیوی کی غلطیوں پر عفوودرگزر کا معاملہ کیجئے	۱۳۸
۲۳	ذمہ داری نمبر.....۱۱	۱۴۸
۲۴	بیوی سے پردے کا اہتمام کرایئے	۱۴۸
۲۵	ذمہ داری نمبر.....۱۲	۱۵۰
۲۶	اپنی بیوی کا ہر طرح سے خیال رکھئے	۱۵۰
۲۷	ذمہ داری نمبر.....۱۳	۱۵۶
۲۸	بیوی کے لئے نفاست کا اہتمام کیجئے	۱۵۶
۲۹	ذمہ داری نمبر.....۱۴	۱۷۰
۳۰	بیوی کی قدردانی کیجئے	۱۷۰
۳۱	ذمہ داری نمبر.....۱۵	۱۷۹
۳۲	بیوی کو دینی مسائل اور تہذیب بھی سکھایئے	۱۷۹
۳۳	ذمہ داری نمبر.....۱۶	۱۸۵
۳۴	بیوی بچوں کے نان نفقہ کی ذمہ داری کو بھی پورا کیجئے	۱۸۵
۳۵	ذمہ داری نمبر.....۱۷	۱۹۱
۳۶	اپنی بیوی کے ساتھ تعاون کیجئے	۱۹۱
۳۷	ذمہ داری نمبر.....۱۸	۱۹۷
۳۸	عدل اور برابری کا سلوک کیجئے	۱۹۷
۳۹	ذمہ داری نمبر.....۱۹	۲۰۱
۴۰	نرمی وشفقت کا رویہ اختیار کیجئے	۲۰۱
۴۱	ذمہ داری نمبر.....۲۰	۲۰۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۲	بیوی کی حوصلہ افزائی کیجئے	۲۰۳
۴۳	ذمہ داری نمبر.....۲۱	۲۰۹
۴۴	بیوی کی عادات پر صبر وضبط کرنا سیکھئے	۲۰۹
۴۵	ذمہ داری نمبر.....۲۲	۲۱۱
۴۶	بیوی کو اپنے لئے ایک مخلص دوست سمجھئے	۲۱۱
۴۷	ذمہ داری نمبر.....۲۳	۲۲۲
۴۸	اپنی بیوی کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ پیش آیئے	۲۲۲
۴۹	ذمہ داری نمبر.....۲۴	۲۳۱
۵۰	اپنی بیوی کے مزاج کو سمجھئے	۲۳۱
۵۱	ذمہ داری نمبر.....۲۵	۲۳۴
۵۲	بیوی کے جذبات کا لحاظ رکھئے	۲۳۴
۵۳	ذمہ داری نمبر.....۲۶	۲۴۱
۵۴	بیوی کے رشتہ داروں سے بھی اچھا برتاؤ کیجئے	۲۴۱
۵۵	ذمہ داری نمبر.....۲۷	۲۴۶
۵۶	بیوی پر بلا جواز بدگمان نہ ہوئیے	۲۴۶
۵۷	ذمہ داری نمبر.....۲۸	۲۶۰
۵۸	بیوی پر بے جا سختی نہ کیجئے	۲۶۰
۵۹	ذمہ داری نمبر.....۲۹	۲۸۳
۶۰	تنقید سے پرہیز کیجئے	۲۸۳
۶۱	ذمہ داری نمبر.....۳۰	۲۹۱
۶۲	غصہ پر کنٹرول رکھئے	۲۹۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیلی فہرست

۱	پہلا باب	۲۳
۲	﴿بیوی کے حقوق﴾	۲۳
۳	علیحدہ رہائش بیوی کا حق	۲۶
۴	مرد کے مزید فرائض	۲۹
۵	عورت بحیثیت بیوی	۳۲
۶	بیوی کے حقوق کی حق تلفی نہ کیجئے	۳۳
۷	میاں بیوی کے حقوق	۳۵
۸	عورتوں کی دیکھ بھال اور ان کی ضرورتوں کی تکمیل کرنا مرد کی ذمہ داری ہے	۳۸
۸	عورت کے خاوند پر پانچ قسم کے حقوق	۳۹
۹	مرد کے فرائض	۴۰
۱۰	مہر	۴۰
۱۱	مہر مؤجل	۴۱
۱۲	مہر معجّل	۴۱
۱۳	نفقہ (خرچ) اور گھر	۴۲
۱۴	گذارے کا خرچ، لباس، رہنے کے لیے گھر	۴۳
۱۵	ازواج میں عدل	۴۴
۱۶	حق زوجیت کے کچھ ضروری آداب	۴۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷	دوسرا باب	۵۰
۱۸	بیوی کے حقوق سے متعلق شوہر کی ذمہ داریاں	۵۰
۱۹	ذمہ داری نمبر.....۱	۵۰
۲۰	اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے	۵۰
۲۱	بیوی سے حسن سلوک کی اہمیت	۵۳
۲۲	بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت وفوائد	۵۴
۲۳	اللہ تعالیٰ سے سفارش بیویوں سے حسن سلوک کیلئے	۵۸
۲۴	شوہر کے اخلاق دیکھ کر امریکی لڑکی مسلمان ہوگئی	۵۹
۲۵	ذمہ داری نمبر.....۲	۶۰
۲۶	اپنی بیوی کے ساتھ محبت سے رہئے	۶۰
۲۷	آپس کی محبت آنکھوں کی روشنی بڑھاتی ہے	۶۲
۲۸	میاں بیوی کے لئے آپس میں پیار ومحبت پیدا کرنے کے نسخے	۶۲
۲۹	میاں بیوی میں پیار ومحبت کا اجر وثواب	۶۳
۳۰	آپ ﷺ کا فرمان، تمہاری اہلیہ کا بھی تم پر حق ہے	۶۴
۳۱	بیوی کی نااتفاقی کی وجہ سے تکلیف اٹھانا بھی مجاہدہ ہے	۶۴
۳۲	بیوی سے تعلق	۶۶
۳۳	بیوی سے محبت کا غیر مضر ہونا	۶۶
۳۴	بیوی کی موت سے صدمہ کا علاج	۶۸
۳۵	محبت کرنے سے محبت بڑھتی ہے	۶۸
۳۶	ذمہ داری نمبر.....۳	۷۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۷	اپنی بیوی کی کبھی کبھی تعریف بھی کیجئے	۷۱
۳۸	بیوی کی تعریف کا فائدہ اور جدید تحقیق	۷۳
۳۹	سچی تعریف اور ہمت افزائی	۷۴
۴۰	ذمہ داری نمبر.....۴	۷۶
۴۱	اپنی بیوی کا حق مہر ادا کیجئے	۷۶
۴۲	مہر کی شرعی حیثیت	۷۹
۴۳	مہر کی مقدار کا مسئلہ	۸۱
۴۴	مہر ادا کرنے کا آسان حل	۸۴
۴۵	حق مہر کے بارے میں احادیث مبارکہ	۸۵
۴۶	ذمہ داری نمبر.....۵	۸۹
۴۷	اپنی بیوی کو وقت دیجئے	۸۹
۴۸	بیوی سے باتیں کرنا اور اس کو خوش رکھنا بھی اس کا حق ہے	۹۰
۴۹	گھریلو جھگڑے کی وجہ شوہر کا بیوی کو اہمیت اور وقت نہ دینا	۹۱
۵۰	ایک نکتہ جسے تم اگر سمجھ لو تو عورت تم پر فریفتہ ہو جائے گی	۹۳
۵۱	جہاں محبتیں ہیں وہاں وقت دینا پڑتا ہے	۹۵
۵۲	بے تکلفی اور مزاج شناسی	۹۶
۵۳	یک دوسرے کے لئے وقت نکالئے دوستوں میں گم رہنا کم کیجئے	۹۷
۵۴	ایک دوسرے کو زیادہ بہتر سمجھنے کی کوشش کیجئے	۹۹
۵۵	رات کا کھانا ہمیشہ ساتھ کھایئے	۱۰۰
۵۶	شوہروں کی خود غرضی	۱۰۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۷	اپنی عقلی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیے	۱۰۳
۵۸	باہمی عزت اور رواداری کا خیال رکھیے	۱۰۴
۵۹	ذمہ داری نمبر.....۶	۱۰۵
۶۰	اپنی بیوی سے زیادہ توقعات نہ رکھیے	۱۰۵
۶۱	اپنی بیوی سے پختہ کاری کی زیادہ امید نہ رکھئے	۱۰۶
۶۲	ذمہ داری نمبر.....۷	۱۰۷
۶۳	بیوی پر خرچ بھی کرتے رہیے	۱۰۷
۶۴	نفقہ میں اللہ کی خوشنودی کو مدنظر رکھا جائے نفقہ کی مقدار	۱۰۸
۶۵	نفقہ کا بوجھ برداشت نہ کرنے والا مرد حق حاکمیت کھو دیتا ہے	۱۰۹
۶۶	بے وقت کھانا دینے کی ممانعت	۱۱۰
۶۷	گھریلو اخراجات اور اعتدال پسندی..	۱۱۱
۶۸	ابدال کا عمل کون سا ہے؟	۱۱۴
۶۹	بیوی، بچوں کی خبر گیری کرنا افضل عمل ہے	۱۱۴
۷۰	بیوی بچوں پر خرچہ کرنے کا ثواب	۱۱۴
۷۱	چار قسم کا خرچ	۱۱۵
۷۲	بیوی کا خرچہ رزق حلال سے دینا چاہئے	۱۱۵
۷۳	فرشتوں کی دعا	۱۱۶
۷۴	جیب خرچ بھی بیوی کا حق ہے	۱۱۶
۷۵	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر والوں پر خرچ کرنا	۱۱۷
۷۶	خرچ کی عادت ڈالنا باعث رحمت ہے	۱۱۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۷	بیوی کو تھوڑے بہت روپے دینے کا فائدہ	۱۱۸
۷۸	بیوی کے اخراجات کا بندوبست کرنا	۱۱۹
۷۹	نفقہ میں فراخی کا صلہ	۱۲۰
۸۰	اہل وعیال پر خرچ کرنے کا اجر	۱۲۱
۸۱	اہل وعیال پر خرچ کرنے کی تاکید	۱۲۱
۸۲	بیوی کو کھلانا اللہ کی راہ میں دینے کی مانند ہے	۱۲۲
۸۳	خاوند کے مال سے کھانے کا حق	۱۲۲
۸۴	بخل کی مذمت	۱۲۲
۸۵	خرچ کی ابتداء اہل وعیال سے کی جائے	۱۲۲
۸۶	اہل وعیال پر خرچ کرنا صدقہ کی مثل ہے	۱۲۳
۸۷	افضل دینار	۱۲۳
۸۸	زیر کفالت پر خرچ کرنا ضروری ہے	۱۲۴
۸۹	اپنی بیوی کو آمدنی سے آگاہ کیجئے	۱۲۴
۹۰	ذمہ داری نمبر.....۸	۱۲۵
۹۱	بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کیجئے	۱۲۵
۹۲	ازدواجی زندگی میں اعتماد کی ضرورت	۱۲۶
۹۳	اعتماد گہری رفاقت کی بنیاد بنتا ہے	۱۲۸
۹۴	ذمہ داری نمبر.....۹	۱۳۰
۹۵	اپنے دینی واخلاقی فرائض کو بھی پورا کیجئے	۱۳۰
۹۶	بیوی سے مناظرانہ روش کے بجائے داعیانہ اسلوب اختیار کیجئے	۱۳۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۷	ذمہ داری نمبر.....۱۰	۱۳۸
۹۸	بیوی کی غلطیوں پر عفو و درگزر کا معاملہ کیجئے	۱۳۸
۹۹	عورت کا ٹیڑھا پن ایک فطری تقاضہ ہے	۱۴۰
۱۰۰	صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے	۱۴۱
۱۰۱	بیوی کو مارنے پیٹنے اور گالی دینے سے پرہیز کیجئے	۱۴۲
۱۰۲	اگر بیوی نافرمان ہو تو شوہر کیا کرے	۱۴۵
۱۰۳	آیت کریمہ کی وضاحت	۱۴۵
۱۰۴	بیوی سے درگزر کرکا معاملہ کیجئے ذمہ داری نمبر.....۱۱	۱۴۷
۱۰۵	بیوی سے پردے کا اہتمام کرایئے	۱۴۸
۱۰۶	ذمہ داری نمبر.....۱۲	۱۵۰
۱۰۷	اپنی بیوی کا ہر طرح سے خیال رکھئے	۱۵۰
۱۰۸	کیا آپ اپنی بیوی کا خیال رکھتے ہیں؟	۱۵۲
۱۰۹	بیوی کی بہت رعایت کرنی چاہئے	۱۵۴
۱۱۰	بیوی کو سر پر چڑھالینا بھی حماقت ہے	۱۵۴
۱۱۱	مجھے بیوی کے کام کاج میں ہاتھ بٹانے سے بیوی کی قدر منزلت کا احساس ہوا	۱۵۵
۱۱۲	ذمہ داری نمبر.....۱۳	۱۵۶
۱۱۳	بیوی کے لئے نفاست کا اہتمام کیجئے	۱۵۶
۱۱۴	اللہ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے	۱۵۷
۱۱۵	بدن اور لباس کی گندگی ناپسندیدہ ہے	۱۵۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۶	بیوی کا حق ہے کہ شوہر اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھے	۱۵۸
۱۱۷	مہندی کے طبی فوائد	۱۶۰
۱۱۸	جسم کی صفائی اور غسل	۱۶۰
۱۱۹	غسل کے فوائد	۱۶۱
۱۲۰	بغل اور زیر ناف کے بال	۱۶۲
۱۲۱	ناخنوں کی صفائی	۱۶۲
۱۲۲	ناخن کے امراض	۱۶۳
۱۲۳	ناخنوں کی فزیالوجی	۱۶۳
۱۲۴	دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک وخلال	۱۶۳
۱۲۵	غرارہ	۱۶۳
۱۲۶	خلال مسوڑھوں کا پیپ، یا یوریا	۱۶۴
۱۲۷	مسواک صحت کی ضمانت	۱۶۵
۱۲۸	منہ صاف رکھنے (کلی) کا حکم	۱۶۶
۱۲۹	ڈینٹل سرجن کی نصیحت	۱۶۶
۱۳۰	بدبو سے جنسی قوتوں کی کمزوری	۱۶۷
۱۳۱	آئینہ دیکھنا	۱۶۷
۱۳۲	سرمہ لگانا	۱۶۷
۱۳۳	خوشبو کا استعمال	۱۶۸
۱۳۴	بالوں کی درستگی	۱۶۸
۱۳۵	عورت اپنے شوہر سے کیوں نفرت کرتی ہے؟	۱۶۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۶	بیوی کے سامنے حسین رہنے کی خواہش	۱۶۹
۱۳۷	ذمہ داری نمبر.....۱۴	۱۷۰
۱۳۸	بیوی کی قدر دانی کیجئے	۱۷۰
۱۳۹	بیویاں شوہر سے کیوں دور ہوتی ہیں؟	۱۷۱
۱۴۰	تعریف کا چھوٹا سا کلمہ بھی عورت کو خوش کر دیتا ہے۔	۱۷۱
۱۴۱	بیوی کے ہر کام کی قدر کریں	۱۷۲
۱۴۲	اگر تم چاہو کہ تمہیں اچھی سے اچھی غذا بروقت ملے تو تم کیا کرو؟	۱۷۴
۱۴۳	اگر تم ایسا کرو گے تو بہت سے جھگڑوں سے بچ جاؤ گے	۱۷۶
۱۴۵	عورتوں کی ہٹ دھرمی ختم کرنے کا ایک نسخہ	۱۷۶
۱۴۶	ذمہ داری نمبر.....۱۵	۱۷۹
۱۴۷	بیوی کو دینی مسائل اور تہذیب بھی سکھایئے	۱۷۹
۱۴۸	اپنی بیوی کو تحفظ کا احساس دلایئے	۱۸۰
۱۴۹	اپنی بیوی کی صلاحیتوں کو ابھاریئے	۱۸۰
۱۵۰	چیخنے سے پرہیز کیجئے	۱۸۱
۱۵۱	زندگی کے بوجھ کو اثر انداز ہونے سے روکیئے	۱۸۱
۱۵۲	نشونما کا ماحول بنایئے	۱۸۲
۱۵۳	تبدیلی سے نہ گھبرایئے	۱۸۲
۱۵۴	معمولی مسئلے کو نظر انداز نہ کیجئے	۱۸۳
۱۵۵	ذمہ داری نمبر.....۱۶	۱۸۵
۱۵۶	بیوی بچوں کے نان نفقہ کی ذمہ داری کو بھی پورا کیجئے	۱۸۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵۷	بیوی کے اخراجات برداشت کرنا اسلام نے شوہر کے ذمہ لگائے ہیں	۱۸۷
۱۵۸	ذمہ داری نمبر.....۱۷	۱۹۱
۱۵۹	اپنی بیوی کے ساتھ تعاون کیجئے	۱۹۱
۱۶۰	بیوی کی خوب رعایت کرنی چاہیئے	۱۹۲
۱۶۱	بیوی کے گھر کے کام کاج کو قدر کی نگاہ سے دیکھئے	۱۹۳
۱۶۲	اپنی بیوی کی لباس کی ضرورت کو پورا کیجئے	۱۹۳
۱۶۳	بیوی کے مسائل کو سنئے	۱۹۳
۱۶۴	کبھی کبھی تفریح کا بھی اہتمام کیجئے	۱۹۴
۱۶۵	حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ	۱۹۵
۱۶۶	ذمہ داری نمبر.....۱۸	۱۹۷
۱۶۷	عدل اور برابری کا سلوک کیجئے	۱۹۷
۱۶۸	ذمہ داری نمبر.....۱۹	۲۰۱
۱۶۹	نرمی وشفقت کا رویہ اختیار کیجئے	۲۰۱
۱۷۰	لونڈی پر احسان کرنے کا واقعہ	۲۰۲
۱۷۱	ذمہ داری نمبر.....۲۰	۲۰۳
۱۷۲	بیوی کی حوصلہ افزائی کیجئے	۲۰۳
۱۷۳	حوصلہ افزائی کی اہمیت وفوائد	۲۰۴
۱۷۴	بیوی کی حوصلہ شکنی سے پرہیز کیجئے	۲۰۵
۱۷۵	اپنی بیوی کی حوصلہ افزائی اور اس کی قدر کیجئے	۲۰۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷۶	حوصلہ افزائی کا چھوٹا سا کلمہ بھی عورت کو خوش کر دیتا ہے	۲۰۸
۱۷۷	ذمہ داری نمبر.....۲۱	۲۰۹
۱۷۸	بیوی کی عادات پر صبر وضبط کرنا سیکھئے	۲۰۹
۱۷۹	بیوی کی بدمزاجی پر صبر	۲۱۰
۱۸۰	ذمہ داری نمبر.....۲۲	۲۱۱
۱۸۱	بیوی کو اپنے لئے ایک مخلص دوست سمجھئے	۲۱۱
۱۸۲	ذمہ داری نمبر.....۲۳	۲۲۲
۱۸۳	اپنی بیوی کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ پیش آیئے	۲۲۲
۱۸۴	جب تک بیوی سے ہمدردی نہیں ہوگی زندگی پُر لطف نہیں ہوگی	۲۲۴
۱۸۵	عورتوں کو ہمدردی کی ضرورت ہے	۲۲۶
۱۸۶	بیوی سے باتیں کرنا اور اس کو خوش رکھنا بھی اس کا حق ہے	۲۲۸
۱۸۷	باہمی ہمدردی اور قربانی کا جذبہ	۲۲۸
۱۸۸	ذمہ داری نمبر.....۲۴	۲۳۱
۱۸۹	اپنی بیوی کے مزاج کو سمجھئے	۲۳۱
۱۹۰	بیوی کے مزاج کو نہ سمجھنے کا نقصان	۲۳۱
۱۹۱	ذمہ داری نمبر.....۲۵	۲۳۴
۱۹۲	بیوی کے جذبات کا لحاظ رکھئے	۲۳۴
۱۹۳	بیوی کی پسند کو سامنے رکھ کر خریداری کیجئے	۲۳۵
۱۹۴	اپنے شریکِ حیات کی خواہش کا احترام کیجئے	۲۳۷
۱۹۵	بیوی کی رازداری کو قائم رکھئے	۲۳۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۶	بیوی کی جائز باتوں میں دلچسپی لیجئے	۲۳۹
۱۹۷	ذمہ داری نمبر.....۲۶	۲۴۱
۱۹۸	بیوی کے رشتہ داروں سے بھی اچھا برتاؤ کیجئے	۲۴۱
۱۹۹	عورت سب کچھ برداشت کر لیتی ہے، لیکن؟	۲۴۳
۲۰۰	بیوی کے رشتہ داروں کا احترام کریں	۲۴۴
۲۰۱	بیوی کے والدین کی عزت کیجئے	۲۴۶
۲۰۱	ذمہ داری نمبر.....۲۷	۲۴۶
۲۰۳	بیوی پر بلا جواز بدگمان نہ ہوئیے	۲۴۶
۲۰۴	اپنے موجودہ اور گزشتہ فعل پر ذرا سا غور کیجئے	۲۵۳
۲۰۵	شوہر کی شکی عادت طلاق کا سبب بن گئی	۲۵۴
۲۰۶	شوہر کا اپنی بیوی پر بدگمانی کرنے عبرت انگیز واقعہ	۲۵۵
۲۰۷	باہمی جھگڑوں سے بچنے کی کوشش کیجئے	۲۵۸
۲۰۸	اخلاقی کمالات رکھنے والے شوہر	۲۵۸
۲۰۹	ذمہ داری نمبر.....۲۸	۲۶۰
۲۱۰	بیوی پر بے جا سختی نہ کیجئے	۲۶۰
۲۱۱	بعض شوہروں کی خام خیالی	۲۶۲
۲۱۲	بیوی پر ظلم اور مار پیٹ سے گریز کیجئے	۲۶۴
۲۱۳	ظالمانہ رویہ ایک مسلمان شوہر کے کردار کے منافی ہے	۲۶۴
۲۱۴	شوہر درج ذیل امور کو ملحوظ رکھے	۲۶۶
۲۱۵	اسے ہر روز ستر مرتبہ معاف کرو	۲۶۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱۶	بیوی کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور بے صبرے پن کو برداشت کیجئے	۲۶۸
۲۱۷	انسان اپنے ظلم کا بدلہ اسی دنیا میں پالیتا ہے	۲۶۹
۲۱۸	بیوی پر تشدد اور مار کا نقصان	۲۶۹
۲۱۹	بے جا شک	۲۷۳
۲۲۰	ظلم وتشدد۔	۲۷۳
۲۲۱	ناجائز پابندیاں	۲۷۴
۲۲۲	اپنی بیوی کو بیمار نہ کیجئے	۲۷۵
۲۲۳	فحش کلامی سے بچئے۔	۲۸۱
۲۲۴	اچھا عمل	۲۸۱
۲۲۵	ایک سبق آموز واقعہ	۲۸۱
۲۲۶	نکتہ چینی سے گریز کیجئے۔	۲۸۲
۲۲۷	ذمہ داری نمبر.....۲۹	۲۸۳
۲۲۸	تنقید سے پرہیز کیجئے	۲۸۳
۲۲۹	بیوی کو سمجھاتے وقت تنقید کے بجائے تدبیر سے کام لیجئے	۲۸۵
۲۳۰	ازدواجی زندگی سے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب	۲۸۸
۲۳۱	ذمہ داری نمبر.....۳۰	۲۹۱
۲۳۲	غصہ پر کنٹرول رکھئے	۲۹۱
۲۳۳	ایک غصہ ور شوہر کا بیوی کو جان سے مار دینے کا واقعہ	۲۹۱
۲۳۴	غصے کو ضبط کرنے والوں کے واقعات	۲۹۲
۲۳۵	حضرت شاہ ابوالحسن خرقانیؒ کا واقعہ	۲۹۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳۶	حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ کا واقعہ	۲۹۳
۲۳۷	غصہ دور کرنے کی تدابیر	۲۹۵
۲۳۸	غصہ دور کرنے کا عجیب واقعہ	۲۹۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض مؤلف

یاد رکھئے! خاندانی نظام کا آغاز شوہر اور بیوی کی پاکیزہ ازدواجی زندگی سے ہوتا ہے کہ اس کائنات میں سب سے پہلے انسانوں کے درمیان پہلا رشتہ ازدواجیت کا ہی قائم کیا گیا، باقی تمام رشتے اس بنیادی رشتے کی پیداوار ہیں ماں ہو یا باپ، بہن ہو یا بھائی، بیٹا ہو یا بیٹی، ازدواجی رشتے کے بغیر ان میں سے کسی رشتے کا وجود میں آنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ اب یقیناً اس ازدواجی رشتے کی خوشگواری اور پائیداری اسی وقت ممکن ہے جب شوہر اور بیوی دونوں ہی ازدواجی زندگی کے آداب وفرائض سے بخوبی واقف بھی ہوں اور عمل کرنے کا عزم جواں بھی رکھتے ہوں۔

آپ کے ہاتھ میں موجود ہماری کتاب ''بیوی کے حقوق اور شوہر کی زمہ داریاں'' بھی اسی جذبے کے تحت مرتب کی گئی ہے۔ کیونکہ ہمارے معاشرے کے موجودہ بگاڑ کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بسنے والے افراد کی ازدواجی زندگی کو سنوارا جائے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب ہم سب ایک دوسرے کے حقوق کو پورا کریں گے۔

چنانچہ اس کتاب میں اسی بات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور بیوی کے حقوق کی وضاحت کے ساتھ ساتھ شوہر پر ان حقوق کو پورا کرنے کے لئے کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ان کی تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے۔ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ یہ کتاب بیوی کے حقوق اور شوہر کو ان کی اہم اہم ذمہ داریاں سمجھانے کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوں گی، انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے ذمے عائد ہر قسم کے حقوق کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العلمین۔

دعا کیجئے کہ میں جس نیک مقصد کے تحت یہ کتابیں لکھ رہا ہوں، اس میں مجھے کامیابی نصیب ہو جائے۔ اور میں اپنے اللہ وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ قدسی میں یہ دعا بھی کرتا ہوں کہ وہ ذات پاک اس کتاب کو میری پہلی کتابوں کی طرح مفید اور کارآمد بنا دے اور ہم سب کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلوص نیت کے ساتھ دین کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

آخر میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کہ جنھوں نے اس کتاب کی ترتیب سے لے کر کمپوزنگ تک میرے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کیا، میرے ساتھ معاونت کرنے والے میرے مخلص ساتھی مولانا ظہورالاسلام صاحب، مولانا عمر فاروق صاحب، مولانا محمد عادل شیخ صاحب، اور مولوی محمد کاشف صاحب۔ اور اسی طرح خصوصاً اس کتاب کے ناشر بیت العلوم لاہور کے مالک مولانا ناظم اشرف صاحب کا بھی دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس کتاب کو بڑے اہتمام سے شائع کر رہے ہیں۔

میری دل سے ان حضرات کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو دونوں جہانوں کی شادمانیاں نصیب فرمائے۔ آمین یارب العلمین۔

اور تمام قارئین سے بھی درخواست ہے کہ وہ مجھے، میرے والدین، اساتذہ کرام کو اپنی خصوصی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں، اور اگر آپ کو اس کتاب میں کوئی خامی اور کمزوری نظر آئے تو ضرور آگاہ فرمائیں آپ کا بہت شکریہ ہوگا۔ آپ کے ہر مشورے کا دلی خیر مقدم ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا عطا فرمائے۔ آمین!

والسلام آپ کا خیر اندیش

محمد ہارون معاویہ

فاضل جامعہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی

ساکن میر پور خاص سندھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

﴿بیوی کے حقوق﴾

میاں بیوی کی خوشگوار زندگی بسر ہونے کے لئے جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اسی طرح مردوں کو بھی لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا خیال رکھیں، ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے، اسی طرح عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لئے وبال جان ہو جاتی ہے۔

☆ مرد کو چاہیئے کہ کبھی بھی اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے، ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہو جائے گا کہ شائد میرے شوہر کا اس عورت سے کوئی نہ کوئی تعلق ہے۔

☆ مرد بلاشبہ عورت پر حاکم ہے۔ لہٰذا مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی پر اپنا حکم چلائے، مگر پھر مرد کے لئے ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ اس کام کو انتہائی ناپسند کرتی ہو۔

☆ مرد کو چاہیئے کہ عورت کی غلطیوں پر اصلاح کے لئے روک ٹوک کرتا رہے۔ کبھی سختی اور غصہ کے انداز اور کبھی محبت اور پیار اور ہنسی خوشی کے ساتھ بات چیت کرے۔

☆ شوہر کو یہ بھی چاہیئے کہ سفر میں جاتے وقت اپنی بیوی سے انتہائی پیار و محبت کے ساتھ ہنسی خوشی سے ملاقات کر کے مکان سے نکلے اور سفر سے واپس ہو کر کچھ نہ کچھ سامان بیوی کے لئے ضرور لائے اور بیوی سے یہ کہے کہ یہ خاص تمہارے ہی لئے لایا ہوں۔ شوہر کی اس ادا سے عورت کا دل بڑھ جائے گا۔

☆ عورت اگر میکہ سے کوئی چیز لا کر یا خود بنا کر پیش کرے تو مرد کو چاہیئے کہ اگرچہ وہ چیز بالکل ہی گھٹیا درجے کی ہو۔ مگر اس پر خوشی کا اظہار کرے اور نہایت ہی تپاک اور انتہائی چاہ کے ساتھ اس کو قبول کرے اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے سامنے کہہ دے تا کہ عورت کا دل بڑھ جائے اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ عورت اگر بیمار ہو جائے تو شوہر کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ عورت کی غم خواری اور تیمارداری میں ہرگز ہرگز کوتاہی نہ کرے، بلکہ اپنی دلداری و دلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل پر یہ نقش بٹھا دے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بے حد محبت ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت شوہر کے اس احسان کو یاد رکھے گی، اور وہ بھی شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی جان لڑا دے گی۔

☆ شوہر کو چاہیئے کہ اپنی بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرے۔ گھریلو معاملات اس کے سپرد کر دے، تاکہ بیوی اپنی حیثیت کو پہچانے اور اس میں خود اعتمادی پیدا کرے اور وہ نہایت ہی دلچسپی اور کوشش کے ساتھ گھریلو معاملات کے انتظام کو سنبھالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں اور محافظ ہے اور اس معاملہ میں عورت سے قیامت میں خداوند قدوس پوچھ گچھ فرمائے گا۔

☆ عورت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے بیان نہ کرے۔ بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے دل ہی میں رکھے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے تو پھر اس کی پردہ کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرے اور اپنی بیوی کو دوسروں کی نگاہوں میں رسوا کرے۔

☆ شوہر کو چاہیئے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کچیلے گندے کپڑوں میں نہ آئے، بلکہ بدن اور لباس و بستر وغیرہ کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے۔ کیونکہ شوہر جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے۔ اسی طرح عورت بھی یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچیلا نہ رہے۔ لہٰذا میاں بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ آدمی میلا کچیلا بنا رہے اور اس کے بال الجھے رہے۔

☆ عورت کا اس کے شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ عورت کی نفاست اور بناؤ سنگھار کا سامان یعنی صابن، تیل، کنگھی، مہندی، خوشبو وغیرہ فراہم کرتا رہے، تاکہ عورت اپنے آپ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاف ستھری رکھ سکے اور بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے۔

☆ شوہر کو چاہیئے کہ معمولی معمولی، بے بنیاد باتوں پر اپنی بیوی کی طرف سے بدگمانی نہ کرے، بلکہ اس معاملہ میں ہمیشہ احتیاط اور سمجھداری سے کام لے۔ یاد رکھو کہ معمولی شبہات کی بناء پر بیوی کے اوپر الزام لگانا یا بدگمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

☆ اگر میاں بیوی میں کوئی اختلاف یا کشیدگی پیدا ہو جائے تو شوہر پر لازم ہے کہ طلاق دینے میں ہرگز ہرگز جلدی نہ کرے، بلکہ اپنے غصہ کو ضبط کرے اور غصہ اتر جانے کے بعد ٹھنڈے دماغ سے سوچ بچار کر اور لوگوں سے مشورہ لے کر یہ غور کرے کہ کیا میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر بناؤ اور نباہ کی کوئی شکل نکل آئے تو ہرگز ہرگز طلاق نہ دے۔ کیونکہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

☆ اگر خدانخوستہ ایسی سخت ضرورت پیش آجائے کہ طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کی اجازت ہے۔ ورنہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔

☆ اگر کسی کے پاس دو بیویاں یا اس سے زیادہ ہوں تو اس پر فرض ہے کہ تمام بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کا سلوک اور برتاؤ کرے، کھانے، پینے، مکان، سامان، روشنی۔ بناؤ سنگھار کی چیزوں غرض تمام معاملات میں برابری برتے۔ اسی طرح ہر بیوی کے پاس رات گزارنے کی باری مقرر کرنے میں بھی برابری کا خیال ملحوظ رکھے۔ یاد رکھو کہ اگر کسی نے اپنی تمام بیویوں کے ساتھ یکساں اور برابر سلوک نہیں کیا تو وہ حق العباد میں گرفتار اور عذاب جہنم کا حقدار ہوگا۔

☆ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ”جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان عدل اور برابری کا برتاؤ نہیں کیا تو وہ قیامت کے دن میدانِ محشر میں اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کا آدھا بدن مفلوج (فالج لگا ہوا) ہوگا۔ اگر بیوی کے کسی قول و فعل، بدگوئی، بداخلاقی، سخت مزاجی، زبان درازی وغیرہ سے شوہر کو کبھی کچھ اذیت اور تکلیف پہنچ جائے تو شوہر کو چاہیئے کہ صبر و تحمل اور برداشت سے کام لے۔ کیونکہ عورتوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیڑھا پن ایک فطری چیز ہے۔

☆ شوہر کو چاہیئے کہ عورت کے اخراجات کے بارے میں بہت زیادہ بخیلی اور کنجوسی نہ کرے، نہ حد سے زیادہ فضول خرچی کرے۔ اپنی آمدنی کو دیکھ کر بیوی کے اخراجات مقرر کرے۔ نہ اپنی طاقت سے بہت کم، نہ اپنی طاقت سے بہت زیادہ۔

☆ شوہر کو چاہیئے کہ اپنی بیوی کو گھر کی چار دیواری کے اندر قید کر کے نہ رکھے۔ بلکہ کبھی کبھی والدین اور رشتہ داروں کے یہاں آنے جانے کی اجازت دیتا رہے۔ اور اس کی سہیلیوں اور رشتہ داری والی عورتوں اور پڑوسنوں سے بھی ملنے جلنے پر پابندی نہ لگائے۔ بشرطیکہ ان عورتوں کے میل جول سے فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہو اور اگر ان عورتوں کے میل ملاپ سے بیوی کے بدچلن یا بداخلاق ہو جانے کا خطرہ ہو تو ان عورتوں سے میل جول پر پابندی لگا دینا ضروری ہے اور یہ شوہر کا حق ہے۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از میاں بیوی کے حقوق)

علیحدہ رہائش بیوی کا حق:

شوہر پر لازم ہے کہ وہ بیوی کی رہائش کے لئے علیحدہ کوارٹر کا بندوبست کرے۔ کوارٹر جو بیوی کی رہائش کے لئے مخصوص ہو اس میں خاوند کا کوئی عزیز بھی مقیم نہ ہوتا تا کہ وہ بغیر کسی دخل اندازی کے مکمل خلوت محسوس کرے۔ اگر بیوی سسرال والوں کے ساتھ مل جل کر اور اکھٹے رہنا چاہے تو اس کی اجازت ہے۔

ایک ہی بلڈنگ یا گھر میں اگر کئی خاندان رہتے ہیں تو اس میں بیوی کی رہائش کے لئے چند کمرے مخصوص کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اس کا اپنے کوارٹر یا کمروں پر مکمل اختیار ہو اور اس کے سوا کسی کو ان میں داخل ہونے یا خلل اندازی کی اجازت نہ ہو۔ سسرال والوں کا قطعاً کوئی حق نہیں ہے کہ اس کے کمرے یا کمروں میں داخل ہوں۔ بعض گمراہ خوش دامنیں اس بری عادت میں ملوث ہوتی ہیں۔

بے شک بیوی اپنی رہائش کے لئے علیحدہ کوارٹر کی مستحق ہے لیکن وہ اس پر اصرار نہیں کر سکتی کہ وہ کسی خاص گھر یا علاقہ یا شہر میں رہے گی۔ رہائش کے لئے جہاں اور جو کمرے خاوند اس کے لئے مہیا کر دے گا وہ ان سے مطمئن ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح بیوی کو حق ہے کہ وہ اپنے سسرالی رشتہ داروں کو اپنے کوارٹر یا کمروں میں آنے سے روک دے اسی طرح شوہر کا بھی حق ہے کہ وہ بیوی کے عزیزوں کو گھر میں داخلے سے منع کر دے۔ عام طور پر خاوند اپنے اس فرض کی ادائیگی میں ناکام رہتے ہیں اور بیوی کو اس کی علیحدہ رہائش کے حق سے محروم رکھتے ہیں۔ وہ اپنے والدین کے زیر اثر ہوتے ہیں جن کا اصرار ہوتا ہے کہ شادی شدہ بچے بھی ان کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہیں اور ایک چھت کے نیچے رہیں جہاں ان کا مکمل اختیار ہوتا ہے اور ان کی بہو کو اپنے سسرال والوں سے دب کر رہنا پڑتا ہے۔ اسلامی اقدار کی رو سے یہ غیر اخلاقی، غیر قانونی اور انصاف کے منافی ہے۔

شوہر کے والدین کو احساس ہونا چاہیے کہ ناانصافی کے اس رویے سے وہ اپنی بہو کے حقوق پر جو شریعت اسلامیہ کی طرف سے اسے ملے ہیں ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ خاوند اور ان کے عزیزوں کا خیال ہوتا ہے کہ اکٹھے رہنے کے بہت سے فوائد ہیں۔ لیکن جہاں مسئلہ دوسروں کے حقوق کا ہو وہاں انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود غرضی سے اپنے فائدے سوچیں۔ اسلامی قوانین کے مطابق سسرال والوں کی خدمت کرنا بیوی کے فرائض میں شامل نہیں ہے۔ اگر وہ خود اپنی مرضی سے ان کا کام کاج کر دیتی ہے تو یہ اس کی سعادت مندی ہے۔ ایسا کر کے وہ بہت بڑے ثواب کی حقدار ہو جاتی ہے۔ لیکن کسی صورت میں بھی ان کی خدمت کرنا اس کے سر پر تھوپا نہیں جا سکتا اور نہ ہی وہ ایسا کرنے پر مجبور کی جا سکتی ہے۔ سسرال والے تو کجا خود شوہر بھی اس معاملے میں بیوی کو حکم دینے کا مجاز نہیں ہے۔ شوہر اور اس کے عزیزوں کو چاہیئے کہ اس مسئلہ کو غور سے پڑھیں، سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔

اکثر شوہروں کی مائیں اپنی بہوؤں کے لئے مصیبتیں کھڑی کر دیتی ہیں۔ وہ ان کو اپنے زیر اثر اور محتاج رکھنے کے لئے اپنے بیٹوں پر ناجائز دباؤ ڈالتی ہیں۔ اس قسم کا رویہ حالات کو خراب کرنے کا باعث بنتا ہے۔ لڑائی جھگڑوں کے بعد گھر کے ٹوٹنے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اگر بیوی کے حقوق کا آغاز میں ہی خیال رکھ لیا جائے تو بہت سے ازدواجی مسئلے اور پیچیدگیاں پیدا ہونے سے بچ جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوہر کی والدہ ماضی کی طرف جھانک کر دیکھ لے۔ آج وہ ساس ہے لیکن کل وہ اسی گھر میں بہو بن کر آئی تھی۔ اس وقت جو اس سے سلوک کیا گیا تھا اسے اچھی طرح یاد ہوگا۔ ایسی باتیں اور ایسے واقعات ذہن پر انمٹ پختہ نشانات چھوڑ جاتے ہیں۔ اگر اسے اپنے سسرال والوں سے تکلیفیں پہنچی تھیں جن کی تلخی وہ آج بھی محسوس کر رہی ہے کیا وہ چاہے گی کہ اس کی بہو بھی تلخ یادوں کو دل میں بٹھالے اور دل میں ہر وقت بددعائیں دیتی رہے۔ اگر آغاز میں اس کے شوہر کے رشتہ داروں کا اس سے سلوک بہتر تھا تو حلاوت آج بھی وہ محسوس کرتی ہے۔ کیا وہ نہ چاہے گی کہ اس کے حسن سلوک سے اس کی بہو بے دام غلام بن جائے اور اسے ماں کی طرح چاہے؟ اپنی بیٹی کو تو وہ کسی کی بیوی بنا کر رخصت کر چکی ہے۔ اب تو اسے بہو کے ساتھ ہی رہنا ہے۔ تو کیوں نہ اسے اپنی بیٹی بنالے اور پیار سے اس کا من جیت لے۔

خاوند کے والدین ذرا سوچیں کہ شادی کے بعد عورت اپنے والدین کی بھی خدمت نہیں کرتی تو اس سے یہ امید کیونکر رکھی جاسکتی ہے کہ وہ ان کی خدمت کرے گی۔ اگر وہ ان کی خدمت کرتی ہے تو یہ اس کی نیکی ہے اور اپنے شوہر کے ساتھ محبت کا اظہار۔

والدین کا صرار کہ بیٹا ان کی بات مانے اور بیوی کے اپنے مطالبات۔ والدین کی خواہش کہ بہو ان کے ساتھ رہے اور اس میں ان کے اپنے وزنی دلائل کے اخراجات میں کمی ہوگی، گھر کی حفاظت بہتر طور پر ہو سکے گی۔ اکٹھے رہنے سے محبت بڑھے گی وغیرہ وغیرہ۔ جبکہ بیوی کی مرضی کہ وہ الگ رہے گی۔ جو چاہے کھائے پکائے اور جس طرح چاہے رہے بسے۔ ان دو پاٹوں کے درمیان شوہر بیچارہ پس کر رہ جاتا ہے۔ ایسے متضاد حالات میں شوہر کو چاہئے کہ شریعت کے قوانین اور ضابطہ اخلاق سے مدد لے۔ اگر والدین کی ہدایت ماننے اور ان کی خواہشات پر عمل کرنے سے بیوی کے جائز اور واجب حقوق تلف ہوتے ہیں تو اس پر لازم ہے کہ اس معاملے میں ان کا حکم ماننے سے انکار کر دے۔ جبکہ دوسرے لوگ بہو کو صبر کی تلقین کر سکتے ہیں۔ اور اسے شوہر کی خواہشات، جو شریعت کے منافی نہ ہوں، کا احترام کرنے کے لئے کہہ سکتے ہیں۔ بیوی کے حقوق کے غاصب افراد کو اسے نصیحت کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ انہیں تو چاہیئے کہ خود اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں اور اپنی زیادتیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خامیوں کا جائزہ لیں جو انہوں نے معصوم جان پر آزمائی تھیں۔ قیامت کے دن ان کی بہو اپنے شوہر اور انکے خلاف استغاثہ دائر کرے گی کہ ان لوگوں نے انکے حقوق پامال کئے وہ حقوق جو خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے دیئے گئے تھے۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از صالح خاوند)

مرد کے مزید فرائض:

(۱) عورت شادی ہونے کے بعد شوہر کے لئے بنا کسی ہچکچاہٹ اپنا سب کچھ مہیا کر دیتی ہے۔ ایسی کون سی چیز ہے جسے وہ اپنے شوہر کے دل کی خواہش کے لئے مہیا نہیں کر تی۔ شوہر کو بھی عورت کی خواہش کا دھیان رکھنا چاہیئے۔ اگر کسی طرح اس کے دل کو دکھ پہنچتا ہے۔ تو وہ آپ سے خوش نہیں رہ سکے گی۔ اس لئے بات چیت کرتے وقت اسے خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کھانے، پہننے اور میٹھا بولنے میں تو کبھی بھول نہیں کرنی چاہیئے۔

(۲) بیوی کو اپنی خادمہ، نوکر یا کھلونا نہیں سمجھنا چاہیئے۔ وہ آپ کی شریکِ حیات ہے۔ اس کے بغیر آپ اور اس کی گرہستی زندگی نامکمل ہے۔ شادی شدہ زندگی کی گاڑی چلانے کے لئے اگر آپ ایک پہیہ ہیں۔ تو وہ دوسرا پہیہ ہے۔ اس کے بغیر گاڑی ایک قدم بھی نہیں چل سکتی۔ آپ کا فرض ہے کہ زندگی کے ہر کام میں اس کی رائے اور تعاون حاصل کریں۔

(۳) بیوی کی برائی اپنی برائی ہے۔ اگر اس کے اندر کسی طرح کوئی کمی آپ دیکھتے ہیں تو دوسرے سے کہنے سے وہ دور نہیں ہوگی۔ آپ ہی ایک دوسرے کی خواہشات کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکتے ہیں اور اپنی غلطیوں کی مناسب اصلاح کر سکتے ہیں۔

(۴) عورت کو جھڑکنا اور مارنا بہت برا ہے۔ اس سے عورت بے حیاء اور ڈھیٹ بن جاتی ہے ہمیشہ اپنی قابلیت اور حسن سلوک سے اسے اپنا ہم خیال بنانا چاہیئے۔

(۵) اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری عورتوں سے دلچسپی، محبت کرنا سخت نادانی ہے۔ غیر عورت کی طرف کبھی خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ عورت شوہر کی محبت میں کسی غیر کا دخل کبھی برداشت نہیں کر سکتی۔

(۶) عورت کے رشتہ داروں اور ماں باپ کی عزت کرنی چاہیئے۔

(۷) عورت سے اگر کسی فعل کی غلطی ہو جائے تو اسے نظر انداز کر دینا چاہیئے اور غصہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ غلطی انسان سے ہوتی ہے۔ جو غلطی ہوئی ہے اسے پیار و محبت سے سمجھانا چاہئے کہ ایسی غلطی آئندہ نہ کرے۔

(۸) نئے شادی شدہ شوہر کو اپنی عورت کے سامنے ہوائی قلعے نہیں بنانے چاہئے۔ یہ عمر ہی خوشیوں اور ضرورتوں کی ہوتی ہے۔ لیکن اپنی حیثیت سے زیادہ شیخی نہ بھگاریے نہیں تو اسے پورا نہ کر سکنے کی حالت میں آپ کو سودا مہنگا پڑے گا اور شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔

(۹) عورت ایک ایسا دوست ہے جو تمام عمر آپ کا ساتھی اور آپ کے دکھ درد کا شریک ہے۔ شادی کا مطلب ہمیشہ خوشی سے ہے۔ شادی کا مطلب اسی سکھی جیون سے ہے۔ جس کا چراغ کبھی نہ بجھے، انسانی نسل کی بڑھوتری ہو اور قوم ترقی کرے۔ اس لئے اپنے اس حقیقی دوست سے ہمیشہ محبت اور عزت سے پیش آؤ۔ آپ کی دولت کی اسے اتنی پرواہ نہیں ہے۔ جتنی کہ آپ کی محبت سے ہے۔

(۱۰) جب بھی بیوی نے نیا لباس اور بناؤ سنگھار کیا ہو یا کوئی لذیذ کھانا وغیرہ بنایا ہو تو شوہر کا فرض ہے کہ اس کی بھرپور تعریف کرے۔ اس سے اُسے خوشی ملے گی۔ جو آپ دولت سے بھی نہیں دے سکتے۔

(۱۱) اولاد ہو جانے کے بعد یہ مت سوچو کہ اسے تمہارے ساتھ اب محبت کی ضرورت نہیں ہے۔ یاد رکھیں بڑھاپے کی عمر میں بھی مرتی ہوئی بیوی آخری سانس تک شوہر کی محبت کی بھوکی رہتی ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ نوجوانوں کی محبت اور بڑھاپے کی محبت میں خواہشات کا فرق ضرور ہوتا ہے لیکن محبت ہوتی ضرور ہے۔ اس سلسلہ میں جانبین کو آخری دم تک ایک دوسرے سے پیار و محبت میں زندگی گزارنا چاہئے۔

(۱۲) گندے ناول، سینما، فلم اور آوارہ عورتوں کی صحبت سے عورت کو بچانا چاہئے۔ آج کل کی گندی فلمیں، میڈیا وغیرہ عورت اور مرد کی آوارگی کا اکثر باعث بنتے ہیں۔ اس لئے ٹی وی، ڈش وغیرہ اور اس طرح کے دوسرے ذرائع سے احتراز کرنا چاہئے۔

(۱۳) مرد کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ عورت کے بستر کا حق ادا کرے۔ شریعت میں اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ مگر کم سے کم اس قدر تو ہونا چاہئے کہ عورت کی خواہش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری ہو جایا کرے اور وہ ادھر ادھر تانک جھانک نہ کرے جو مرد شادی کر کے بیویوں سے الگ رہتے ہیں اور عورت کے ساتھ اُس سے بستر کا حق ادا نہیں کرتے۔ حق العباد یعنی بیوی کے حق میں گرفتار اور بہت بڑے گنہگار ہیں۔

چنانچہ ان تمام حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ شوہر۔

☆ اپنی بیوی کی ضروریات کا خیال رکھے اور اس کے حسن کو سراہتا رہے۔ عورت خواہ سانولی سلونی ہو یا گوری چٹی اپنی تعریف سے خوش ہو جاتی ہے۔

☆ عورت کو جھڑکنے، ڈانٹنے یا مار پیٹ سے گریز کریں۔ اس سے عورت ڈھیٹ ہو جاتی ہے۔ اور ویسے بھی یہ ظلم ہے اور بری بات ہے۔

☆ بیوی کے رشتہ داروں پر نکتہ چینی نہ کرے اور انہیں برا بھلا نہ کہے۔

☆ کبھی بھی اپنی بیوی کو کم جہیز کا طعنہ نہ دے۔

☆ بیوی کے ماضی کے بارے میں طنز آمیز گفتگو نہ کرے۔

☆ بیوی کی خوبیوں کا اعتراف کرتا رہے۔

☆ عورت ایک سچا ساتھی اور حقیقی دوست ہے اس کی قدر کرے۔

☆ ہمیشہ اس کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آئے۔

☆ اپنی بیوی کے علاوہ دوسری عورتوں کے بارے میں نہ سوچے۔

☆ اپنی بیوی کے سامنے دوسری عورتوں کا ذکر یا ان کے حسن کی تعریف نہ کرے۔

☆ روزانہ بیوی کو چھوٹے موٹے سبق آموز واقعات سناتا رہے۔

☆ بری اور بدکردار عورتوں سے خود بھی بچے اور بیوی کو بھی محفوظ رکھے۔

☆ ماں اور بیوی کے درمیان کھچڑا نہ ہونے دے۔

☆ عورت سے محبت سے بات منوائے کیونکہ عورت دلیل کو نہیں پیار کو مانتی ہے۔

☆ کوئی بھی کام کرنا ہو تو بیوی سے بھی رائے لے لے۔

☆ ہر وقت کاروباری الجھنوں میں نہ الجھا رہے بلکہ تھوڑا سا وقت بیوی کو بھی دے۔

☆ ہفتے میں ایک آدھ بار بیوی کے ساتھ کسی اچھی جگہ گھوم پھر آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت بحیثیت بیوی:

میاں بیوی کا تعلق ایک باہمی معاہدہ یعنی نکاح سے قائم ہوتا ہے۔ نکاح کا مقصد اور مطلب یہ ہے کہ وہ گواہوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے نام پر ایک دوسرے کے ساتھ زندگی بسر کرنے اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونے کا عہد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی دونوں کے کچھ فرائض اور حقوق مقرر فرمائے ہیں اور دونوں کو ان کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ (دیکھئے سورۂ بقرہ، سورۃ النساء، سورۃ الروم، سورۃ الاحزاب، سورۃ النور)۔ چونکہ عورت کی خوشگوار اور پرسکون زندگی کا دارومدار اکثر و بیشتر شوہر کے طرز عمل پر ہوتا ہے اس لئے مردوں کو خاص طور پر حکم دیا گیا ہے:

وَعَاشِرُوْ هُنَّ بِا لْمَعْرُوْفِ. (النساء۔ آیۃ ۱۹)

(یعنی ان (عورتوں) کے ساتھ حسن سلوک کی (بھلے طریقے کی) زندگی بسر کرو)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ (بیوی یا بیویوں) کے ساتھ حسن سلوک کی بے حد تاکید فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ کے چند ارشادات ملاحظہ فرمایئے:

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایمان والا شوہر اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا۔ اگر اس کی کوئی عادت ناپسندیدہ ہوگی تو دوسری کوئی عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔ (بحوالہ صحیح مسلم شریف)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں وہ شخص کامل الایمان ہے جس کا اخلاق برتاؤ سب کے ساتھ بہت اچھا ہو اور (خاص کر) بیوی کے ساتھ جس کا سلوک لطف و محبت کا ہو۔ (بحوالہ جامع ترمذی)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں ان آدمیوں کا ایمان زیادہ کامل ہے جن کے اخلاق بہتر ہیں اور تم میں اچھے اور خیر کے زیادہ حامل وہ آدمی ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں زیادہ اچھے ہیں۔ (بحوالہ جامع ترمذی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہے۔

(بحوالہ جامع ترمذی)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی تم میں زیادہ اچھا اور بھلا ہے جو اپنے گھر والوں (بیوی یا بیویوں) کے حق میں اچھا ہو ..... اور میں اپنے گھر والوں (اپنی بیویوں) کے حق میں اچھا ہوں۔

(بحوالہ جامع ترمذی)

مسند دارمی اور سنن ابن ماجہ میں یہی حدیث حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں میری وصیت مانو (یعنی ان کے ساتھ نرمی اور لطف و محبت کا برتاؤ رکھو) ان کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی کے اوپر کے حصے میں زیادہ کجی ہوتی ہے اگر تم اس کجی کو (زور) بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر سے یونہی اپنے حال پر چھوڑ دو گے تو پھر وہ ہمیشہ ویسی ہی ٹیڑھی رہے گی اس لئے بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی میری وصیت کو قبول کرلو۔

(بحوالہ صحیح بخاری و صحیح مسلم)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بیوہ خواتین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل ہوا ہے کہ بیوہ عورت اور مسکین کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا (یعنی ان کی خبر گیری کرنے والا) مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور اس کے برابر ہے جو دن بھر روزہ رکھے اور رات بھر نماز پڑھا کرے۔

بیوی کے حقوق کی حق تلفی نہ کیجئے:

اسلام نے عورت کو چادر اور چار دیواری کے اندر احترام کا خاص مقام عطا کیا ہے اور ہر لحاظ سے اس کے حقوق مقرر فرما دیے ہیں تاکہ اس کی کسی قسم کی حق تلفی نہ ہو، عورت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ پیدائشی لحاظ سے صنف نازک ہے اس لیے اس کی دلجوئی حقوق کی ادائیگی اور عمدہ اخلاق سے پیش آنا چاہیے ارشاد ربانی ہے۔

اور عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی بسر کرو پھر اگر تم ان سے نفرت کرو تو شاید تمہیں کوئی چیز پسند نہ آئے اور اللہ نے اس میں بہت بھلائی رکھی ہے۔ (سورۃ النساء ۱۹)

اس فرمان خداوندی میں یہی تاکید کی گئی ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرو کیونکہ میاں بیوی کی خانگی زندگی میں جب دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اچھے طریقے سے ہیں گے تو لامحالہ دونوں کو راحت، مسرت اور سکون حاصل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کے بارے میں جو احکام نازل فرمائے ہیں ان میں واضح طور پر اسی بات پر زور دیا ہے کہ آپس میں پیار محبت سے رہو ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے!

جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی پر زندہ کرینگے اور ضرور انہیں ان کا اجر دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہوں۔

(پ ۱۴، نحل، ۹۷)

یہاں بتایا گیا ہے کہ مرد ہو یا عورت جب وہ نیک کام کریں گے تو اس کا ہم بہتر اجر دیں گے مرد کو عورت کے ساتھ اچھے طریقے سے رہنا زندگی کے صالح اعمال میں سے ہے اس لیے مرد کو چاہیے کہ احسن طریقے سے عورت کے حقوق ادا کرے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ!

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی بیشک اس میں نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لیے۔ (پ ۲۱، روم، ۲۱)

اللہ کے اس فرمان میں یہی بات بتائی گئی ہے کہ میاں بیوی آپس میں صلح امن، دلی محبت اور یک جہتی کے ساتھ رہیں اور آپس کے تعلقات میں ایک دوسرے کے لیے فیضانہ رویہ اختیار رکھیں ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے۔

تو ان کو بھلائی کے ساتھ روک رکھو یا اچھائی کے ساتھ چھوڑ دو اور انہیں ضرور دینے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

(پ۲، بقرہ، ۲۳۱)

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر میاں بیوی سلوک اتفاق سے اپنی زندگی نہ گزار سکتے ہوں تو پھر بھی خاوند کو چاہیے کہ احسن طریقے سے نیکی کے ساتھ یا تو بیوی کو روک لے یا اسے علیحدہ کر دے غرضیکہ بیوی کے ساتھ ہر وقت بھلائی کرنے کا درس دیا گیا ہے۔

میاں بیوی کے حقوق:

اب ذیل میں برکت کے لئے میاں بیوی کے حقوق سے متعلق شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا ایک گراں قدر مضمون پیش کیا جا رہا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

"قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خيركم خيركم لاهله وانا خيركم لاهلي." (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے اچھا اور بھلا آدمی وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں اچھا ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے حق میں تم سب سے اچھا ہوں"

"عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اكمل المؤمنين ايمانًا احسنهم خلقًا وخياركم خياركم لنسائهم. رواه الترمذى" (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے کامل الایمان وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش خلق ہو اور تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں زیادہ اچھے ہوں۔"

تشریح: اس مضمون کی اور بھی احادیث وارد ہوئی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کی اچھائی، بھلائی کا خاص معیار اور نشانی یہ ہے کہ اس کا برتاؤ اپنی بیوی کے ساتھ کتنا اچھا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے ازدواجی تعلق کو میاں بیوی دونوں کی راحت وسکون اور عفت وعصمت کا ذریعہ بنایا ہے، اور اس تعلق کو اپنے خاص انعامات میں سے شمار فرمایا ہے، اگر میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے حق کی رعایت کریں تو یہ ازدواجی تعلق پورے ماحول کو خوشگوار اور گھر کو رشکِ جنت بنا دیتا ہے، اور اگر خدانخواستہ اس تعلق میں کجی آجائے تو ماحول میں تلخی گھول دیتا ہے، زندگی ایک بوجھ بن کر رہ جاتی ہے اور رفتہ رفتہ میاں بیوی کی راحت وسکون ہی کو نہیں بلکہ دین وایمان اور دنیا وآخرت کو برباد کر دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شیطان کو جتنی خوشی میاں بیوی کے درمیان منافرت پھیلانے اور ایک دوسرے کے خلاف ابھارنے سے ہوتی ہے، اتنی اور کسی چیز سے نہیں ہوتی۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ:

"عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان ابليس يضع عرشه على الماء ثم يبعث سرايا ه يفتنون الناس فادناهم منهٗ منزلة اعظم فتنة يجئ احدهم فيقول: فعلت كذا كذا، فيقول: ماصنعت شيئًا!، قال: ثم يجئ احدهم فيقول. ما تركته حتى فرقت بينهٗ وبين امرأتهٗ، قال: فيدنيه منهٗ ويقول: نعم! انت." (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: "شیطان پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے، پھر اپنے چیلوں کو لوگوں کے بہکانے کے لئے بھیجتا ہے، جو جس قدر لوگوں کو زیادہ بہکائے اسی قدر شیطان کی بارگاہ میں کامیابی پاتا ہے، شیطان ان سب کی کارگزاری سنتا ہے، ایک آکر کہتا ہے کہ میں نے آج فلاں فلاں گناہ کرادیئے ہیں، شیطان کہتا ہے: "تو نے کچھ نہیں کیا!" پھر دوسرا آتا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں فلاں شخص کے پیچھے پڑا رہا، اور اسے بیوی کے خلاف اور بیوی کو اس کے خلاف بہکاتا رہا، یہاں تک کہ ان کے درمیان تفریق کرا کے آیا ہوں، شیطان یہ سن کر اس کو گلے لگالیتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کہتا ہے: ''شاباش! تو نے کام کیا۔''

شیطان کو میاں بیوی کی تفریق سے اسی لئے خوشی ہوتی ہے کہ ان کے ازدواجی تعلق کا بگاڑ ان کی، ان کے اہل وعیال کی، ان کے خویش واقربا کی اور ان کے دوست احباب کی زندگی میں زہر گھول دیتا ہے، اور اس کے نتیجے میں بیسیوں خرابیاں جنم لیتی ہیں۔

ازدواجی تعلق کی اسی اہمیت کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ایسی ہدایات دی ہیں کہ اگر ان پر ٹھیک ٹھیک عمل کیا جائے تو میاں بیوی کی گھریلو الجھنوں سے نجات مل سکتی ہے۔ اور یہ تعلق ہزاروں سعادتوں کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

ان میں سب سے اہم تر ہدایت یہ ہے کہ آدمی اہل خانہ کے ساتھ خوش خلقی کے ساتھ پیش آئے، گھر میں قانون کی حکومت نہیں چلتی بلکہ الفت ومحبت اور اخلاق ومروت کا سکہ چلتا ہے، جو لوگ گھر میں ذرا ذرا بات پر قانون کی مین میخ نکالتے ہیں اور درشتی اور دھمکی کے زور سے ازدواجی پہیئے کو گردش دینا چاہتے ہیں وہ خشک دماغی کے عارضے میں مبتلا ہیں، خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آنا بیوی کا سب سے بڑا حق ہے، اور کمالِ ایمان کی علامت ہے۔

آنحضرت ﷺ کی یہ ہدایت اگرچہ براہ راست مردوں کو ہے، اور گھر میں خوش اخلاقی کی فضا پیدا کرنے کی ذمہ داری بھی سب سے بڑھ کر انہی پر عائد ہوتی ہے، مگر خواتین اسلام بھی اس مقدس ہدایت سے راہنمائی حاصل کر سکتی ہیں، اور انہیں کرنی چاہئے، میاں بیوی میں سے کامل الایمان وہی ہوگا جو دوسرے سے بڑھ کر خوش اخلاقی کو شعار بنائے، خوش اخلاقی کا ایک تقاضہ یہ ہے کہ اپنے حقوق طلب کرنے کے بجائے دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرے، اگر میاں بیوی میں سے ایک کسی موقع پر رنجیدہ اور آزردہ خاطر ہو تو دوسرا فریق بھی مقابلے میں تندی وتیزی کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ نرمی وخوش اسلوبی سے تحمل کرے۔ علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے شیخ سے بیوی کی زبان درازی کی شکایت کی، جواب میں شیخ نے لکھا کہ ''جو شخص بیوی کی ایذاؤں پر صبر نہیں کر سکتا وہ اس سے برتری کا دعویٰ کیسے کرتا ہے؟'' ازدواجی زندگی میں خوش خلقی کا عنصر جتنا غالب ہوگا اس کے نتائج اسی قدر خوشگوار ہوں گے۔ اور میاں بیوی میں سے جو شخص بھی خوش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقی کے زیور سے آراستہ ہوگا اس کی تخصیت دوسرے سے زیادہ وزنی اور پرکشش ہوگی۔ خوش اخلاقی ہی وہ نسخہ کیمیا ہے جس سے ازدواجی راحت وسکون کی اکسیر میسر آسکتی ہے۔ (بحوالہ از نور نبوت صفحہ اقرأ روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۸ء)

عورتوں کی دیکھ بھال اور ان کی ضرورتوں کی تکمیل کرنا مرد کی ذمہ داری ہے

قرآن کریم میں ہے:

"الرجال قوامون علی النسآء" (سورۃ النساء)

(مرد عورتوں پر حاکم ہیں) کا مفہوم یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ عورت "مجبور محض" ہے اس کی مرد کے سامنے کوئی حیثیت نہیں، میرے خیال میں اسلام کے ازدواجی نظام کا ڈھانچہ ایسا نہیں ہے جس میں عورت کو مرد کا بالکل تابع بنایا گیا ہو، اصل صورت حال اس کے برخلاف ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"وعاشرُوھن بالمعروف" (القرآن)

"عورتوں کا اچھی طرح خیال رکھو"

یہ ہدایت واضح طور پر مردوں کے لیے ہے کیونکہ اسلامی شریعت کے مطابق عورتوں کی دیکھ بھال اور ان کی ضرورتوں کی تکمیل کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔

اس کے جواب میں عورت کے لیے لازم ہے کہ وہ احترام سے پیش آئے، لیکن اس احترام کا مطلب غلامانہ اطاعت گزاری ہرگز نہیں ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے خاندانی معاملات میں مردوں اور عورتوں کو باہم مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے، خود آنحضرت ﷺ نے اس پر عمل کیا اور عورتوں کے ساتھ بہترین سلوک کی مثالیں قائم کر کے دکھائیں۔

ایک مصدقہ حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو بتایا کہ میں اپنے اہل خانہ کی خدمت کرتا ہوں اور یہ سب کو معلوم ہے کہ رسول خدا ﷺ کے اہل خانہ میں ازواج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطہراتؓ اور آپ ﷺ کی صاحبزادیاں تھیں اور کوئی مرد نہ تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی ازواج مطہراتؓ کو گھر کے کاموں کے بارے میں کوئی (سخت) حکم نہیں دیا۔ اس کے برخلاف آپ ﷺ ان کی دیکھ بھال فرماتے اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتے، اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کا اتباع ہر مسلمان پر فرض ہے اور شوہر کو اپنی ازدواجی زندگی میں رسول ﷺ کے اس طریقہ کار پر عمل کرنا چاہئے۔ (بحوالہ خواتین کا اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

مخالفین کا اکثر یہ سوال ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات اور مسلمانوں کے عمل میں فرق پایا جاتا ہے۔ اس کی وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے۔

ہمارے نام ونہاد مسلمانوں میں سے بعض لوگ عورت کو ایک غمگسار دوست نہیں بلکہ ایک لونڈی تصور کرتے ہیں، مسلمانوں کے قول وعمل کے تضاد کا ذمہ دار اسلام کو قرار نہیں دیا جاسکتا، یہ تو وہ لوگ ہیں جو اسلام پر کم عمل کرتے ہیں یا اسے کم اہمیت دیتے ہیں۔ یا نام کے مسلمان ہیں احکام اسلام سیکھتے نہیں اس لیے عمل کی ذمہ واری ان لوگوں پر ہے شریعت پر نہیں ہے، مرد اور عورت کے درمیان مساوات کے بارے میں متعدد قرآنی آیات موجود ہیں، ان قرآنی احکامات کی موجودگی میں عورتوں کو مردوں کے تابع رکھنے کی ذمہ داری اسلامی تعلیمات پر نہیں بلکہ تعلیمات کے خلاف عمل کرنے والوں پر عائد ہوتی ہے۔ بہرحال! باہمی مشورہ اور ہم آہنگی سے ہی ''ایک گھر کی تشکیل'' ہوسکتی ہے۔

عورت کے خاوند پر پانچ قسم کے حقوق:

فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شوہر پر عورت کے پانچ طرح کے حق لازم ہیں ایک یہ کہ گھر سے باہر اس کے کام کاج سنوارے اور اسے گھر سے باہر نہ جانے دے کہ وہ عورت ہے جس کا بلاوجہ نکلنا گناہ اور بے مروتی ہے، دوسرے یہ کہ نماز وروزہ وغیرہ احکام کے متعلق بقدر ضرورت مسائل اسے سکھائے اور اسے گھر سے باہر نہ جانے دے، تیسرے یہ کہ اسے حلال کھانا کھلائے کیونکہ حرام غذا سے پیدا ہونے والا گوشت دوزخ میں پگھلایا جائے گا، چوتھے یہ کہ اس پر کوئی ظلم نہ کرے کہ وہ اس کے پاس امانت ہے، پانچویں یہ کہ وہ اگر اس پر کچھ زیادتی بھی کر بیٹھے تو محض اس کی ہمدردی میں اسے برداشت کرے کہ کہیں اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھ کر کوئی بات نہ کر بیٹھے۔ (بحوالہ تنبیہ الغافلین)

یہ بات بھی خاوند کے اخلاقی فرائض میں شامل ہے کہ اگر عورت بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری میں ہرگز ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرے بلکہ اپنی دلداری و دلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل پر نقش بٹھا دے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بیحد محبت ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت شوہر کے اس احسان کو یاد رکھے گی اور وہ شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی جان لڑا دے گی۔

مرد کے فرائض:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" الرجال قوامون علی النسآء" (نسآء)

"مرد عورتوں پر قوام (نگہبان) ہیں"

اسلامی قانون کے ماتحت ازدواجی زندگی کا جو ضابطہ مقرر کیا گیا ہے اس آیت میں مرد کی حیثیت قوام کی ہے، عربی میں قوام اس شخص کے لیے استعمال ہوتا ہے جسے کسی نظام چلانے کی ذمہ داری سونپی جائے شوہر کی اس حیثیت میں اس پر حسب ذیل فرائض عائد ہوتے ہیں۔

مہر:

مرد کا ایک فرض یہ کہ وہ عورت کا مہر ادا کرے، کیونکہ اس کو عورت پر جو حقوق زوجیت حاصل ہوتے ہیں وہ مہر کا معاوضہ ہیں، اوپر جو آیت نقل کی گئی ہے اس میں یہ تصریح موجود ہے، کہ اگرچہ اصل فطرت کے لحاظ سے مرد ہی قوامیت کا مستحق ہے مگر بالفعل یہ مرتبہ اس کو اس مال کے معاوضہ میں ملتا ہے جو وہ مہر کی صورت میں خرچ کرتا ہے اس کی تشریح دوسری آیت میں بھی کی گئی ہے، مثلاً:

" واتو النسآء صدقتھن نحلة" (سورۃ النساء ۴)

دوسری جگہ اسی فریضے کی اہمیت کو یوں اجاگر کیا گیا ہے۔

" واحلّ لکم ماورآء ذٰلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مسٰفحین فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فریضة" (سورۃ النساء ۲۴)

"ان محرمات کے سوا باقی سب عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں ہیں تا کہ اپنے اموال (مہر) کے بدلے تم ان کو حاصل کرنے کی خواہش کرو، قید نکاح میں لانے کے لیے، نہ آزاد شہوت رانی کے لیے، پس ان سے تم نے جو تمتع کیا ہے، اس کے بدلے میں مقرر کردہ کے مطابق ان کے مہر ادا کرو۔"

نکاح کے وقت عورت اور مرد کے درمیان مہر کی جو مقدار مقرر ہوئی ہو، اس کو پورا کرنا مرد پر لازم ہے، اگر وہ اس مقرر کردہ کو پورا کرنے سے انکار کر دے تو عورت کو حق ہے کہ اپنے نفس کو اس سے روک لے، یہ ایسی ذمہ داری ہے جس سے سبکدوش ہونے کی کوئی صورت مرد کے لیے بجز اس کے نہیں کہ عورت یا تو اس کو مہلت دے یا معاف ہی کر دے۔ لیکن معافی کا زبانی سلسلہ درست نہیں اس لیے کہ عورت شرما شرمی میں کہہ دیتی ہے "معاف کیا" خاوند پورا حق مہر ادا کرے پھر عورت معاف کرے یا دوسری شکل یہ ہے کہ عورت دل سے معاف کر دے، تا کہ اس کا خاوند سخت گناہ گار نہ ہو۔

مہر مؤجل:

فوری ادا نہ ہونے کو مہر مؤجل کہتے ہیں، مگر آج مہر موجل کا مفہوم یہ ہو گیا ہے کہ نکاح کے وقت ہزاروں لاکھوں کی دستاویز یہ سمجھ کر لکھ دی جاتی ہے کہ "کون لیتا ہے کون دیتا ہے۔" گویا ابتدا ہی سے ادا کرنے کی نیت نہیں ہوتی، حالانکہ اس نیت کے ساتھ جو نکاح کیا جائے وہ عنداللہ فاسد ہے، حقیقی مہر مؤجل وہ ہے جس میں واضح طور پر مدت کا تعین کیا گیا ہو کہ مرد اتنی مدت میں اسے ادا کرے گا، اور جس مہر کی قرار داد میں مدت کا تعین نہ ہو وہ عند الطلب لازمی ہے۔

مہر معجّل:

مہر، اصطلاحی طور پر اس رقم (یا کسی متعین چیز) کا نام ہے جو مرد نکاح کے وقت اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کو ادا کرتا ہے۔ اس مہر کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ اس کو نکاح کے وقت فوراً ادا کر دیا جائے۔ مہر کی اس قسم کو مہر معجّل کہتے ہیں، معجّل کا لفظ عجلت سے بنا ہے یعنی جلد یا بلا تاخیر ادا کیا جانے والا مہر۔

رسول خدا ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں عام رواج مہر معجّل ہی کا تھا، وہ لوگ مختصر مہر باندھتے اور نکاح کے وقت ہی اس کو ادا کر دیتے۔

مہر کی دوسری صورت یہ ہے کہ مرد یہ وعدہ کرے کہ وہ قریبی مدت میں اس کو ادا کر دے گا، اس دوسری قسم کے مہر کا شرعی نام مہر مؤجل ہے، مؤجل کا لفظ اجل (مدت) سے بنا ہے، مہر مؤجل کا مطلب یہ ہے کہ وہ مہر جس کی ادائیگی قریبی مدت میں کرنی ہو۔

مہر مؤجل کسی قسم کے غیر متعین مہر کا نام نہیں ہے۔ شرعی اعتبار سے مہر مؤجل وہ ہے جس کی ادائیگی قریبی مدت میں بوقت نکاح نہ ہو اور وہ قریبی مدت میں پوری طرح ادا کر دی جائے۔

مہر کا اصل شرعی طریقہ یہ ہے کہ ان کو نکاح کے وقت فوراً ادا کر دیا جائے، اسی پر اکثر صحابہ ؓ کا عمل رہا ہے، گویا اصل مہر وہی ہے جو مہر معجّل ہو، مہر کی دوسری قسم (مہر معجّل) کے برابر درجے کا طریقہ نہیں ہے، یہ صرف رخصت کا طریقہ ہے، اصل مہر کی ایک ہی قسم ہے اور وہ فوراً ادا کر دینا ہے، تاہم بطور رخصت یہ دوسرا طریقہ بھی رکھا گیا ہے تاکہ آدمی ضرورت نکاح کے بعد بھی قریبی مدت پر اس کو ادا کر کے بری الذمہ ہو سکے۔ اسی غرض کے لیے ترغیب بھی اتنا مہر رکھنے کی ہے کہ شوہر آسانی سے ادا کر سکے۔

حدیث طیبہ بھی اسی طرف اشارہ کر رہی ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہتر عورت وہ ہے جس کا مہر سب سے آسان ہو۔'' (بحوالہ تفسیر مظہری (ترمذی)

نفقہ (خرچ) اور گھر:

شوہر کا دوسرا فرض نفقہ ہے، قانون اسلام نے زوجین کے حدود عمل کی واضح طور پر تقسیم کر دی ہے، عورت کا کام گھر میں بیٹھنا اور خانگی زندگی کے فرائض انجام دینا ہے۔

'' وقرن فی بیوتکن'' (الایۃ)

''اور تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مرد کا کام کمانا اور اپنے اہل کے لیے ضروریات زندگی فراہم کرنا ہے، یہ دوسری چیز ہے جس کی بناء پر شوہر کو اپنی بیوی پر فضیلت کا ایک درجہ دیا گیا ہے اور یہ چیز قوامت کے عین مفہوم میں داخل ہے، قوام کہتے ہیں اس شخص کو جو کسی شئے کی نگہبانی اور خبر گیری کرنے والا ہو اور اسی حیثیت سے اس شئے پر اقتدار رکھتا ہے۔

قرآن مجید کی آیت ہے:

"الرجال قومون علی النسآء سے وبما انفقوا من أموالهم" (سورۃ النساء)

اس سے جس طرح مہر کا وجود ثابت ہوتا ہے اسی طرح نفقہ کا وجود بھی ثابت ہوتا ہے، اگر شوہر اس ذمہ داری کو ادا نہ کرے تو قانون اس کو ادا کرنے پر مجبور کرے گا، اور بصورت انکار یا بصورت عدم استطاعت اس کا نکاح فسخ کر دے گا، لیکن نفقے کی مقدار کا تعین عورت کی خواہشات پر مبنی نہیں ہے، بلکہ مرد کی استطاعت پر ہے۔

قرآن مجید نے اس بارے میں ایک قاعدہ کلیہ بیان کر دیا ہے کہ

"علی الموسع قدره، وعلی المقتر قدره"

مالدار پر اس کی استطاعت کے مطابق نفقہ ہے اور مفلس پر اس کی استطاعت کے مطابق۔

یہ نہیں کہ غریب آدمی سے وہ نفقہ وصول کیا جائے جو اس کی حیثیت سے زیادہ ہو، یا مالدار آدمی وہ نفقہ دے جو اس کی حیثیت سے کم ہو۔ جو خاوند اپنی حیثیت کے مطابق اخراجات کا فریضہ ادا نہ کرے اس پر بخل کی مذمت والی تمام روایت صادق آتی ہیں۔

گذارے کا خرچ، لباس، رہنے کے لیے گھر:

ارشاد نبوی ﷺ ہے "حکیم بن معاویہ قشیری کی روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا ہم مردوں پر عورتوں کا کیا حق ہے.....؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب اور جو تم کھاؤ، اسے کھلاؤ جو تم پہنو!، اسے پہناؤ!!! اسے چہرے پر مت مارو! اور اسے گالی مت دو! اور اسے گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ نہ چھوڑو!" (بحوالہ مشکوۃ شریف)

دوسری روایت میں ان حقوق کی تاکید اس طرح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عمر بن الاحوص کی روایت میں ہے کہ (حجۃ الوداع کے موقعہ پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ان عورتوں کا تمہارے اوپر یہ حق ہے کہ تم ان کے لیے کھانے اور کپڑے کا اچھی طرح خیال رکھو۔'' (بحوالہ ابن ماجہ، ترغیب ج۔۳)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صرف عورتوں پر ہی مردوں کے حقوق نہیں بلکہ مردوں پر بھی عورتوں کے حقوق ہیں وہ ان کے آرام و راحت اور اکرام کا خیال رکھیں، ان سے جانوروں کی طرح کام لینا، بلاوجہ ڈانٹ ڈپٹ کرنا، ہمیشہ سخت سست کہنا، بات بات پر ان کو طعنہ دینا اس کے خاندان کو برا بھلا کہنا، معمولی غلطی پر آگ بگولہ ہو جانا، خود باہر ہوٹلوں میں چائے خانوں میں مزے اڑانا، اسے گھر میں معمولی گزارہ پر چھوڑ دینا، خود قسم قسم کے پوشاک ملبوس کرنا، اس بیچاری کو معمولی کپڑے دینا، یہ امور شرعاً درست نہیں۔

حدیث پاک میں تاکید ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق اچھے کپڑوں اور اچھے کھانے کا انتظام کرنا ضروری ہے، معلوم ہونا چاہئے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے، اس لیے اس کے مزاج میں کچھ ٹیڑھا پن رہتا ہی ہے، مردوں کو چاہئے کہ جہاں ان سے بہت سے فوائد وابستہ ہیں وہاں ان سے (ٹیڑھے پن کی وجہ سے) اگر کچھ خلاف مزاج گفتگو ہو جائے یا کوئی فعل سرزد ہو تو برداشت سے کام لینا چاہیے۔ لیکن ایک مسلم گھرانے کی چشم و چراغ سے یہی امید رکھی جا رہی ہے کہ گھر کے نظام کو اس انداز سے چلائے کہ آپس میں تعلقات بہتر ہی ہوتے چلے جائیں۔

ازواج میں عدل:

متعدد بیویاں ہونے کی صورت میں کسی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری بیوی یا بیویوں کو معلق رکھ چھوڑنا ظلم ہے جسے قرآن مجید نے صاف الفاظ میں ناجائز ٹھہرایا ہے۔

" فلا تميلوا كل الميل فتذروها كا لمعلقة" (سورۃ النساء ۱۲۹)

''کسی ایک کی طرف بالکل نہ جھک پڑو، کہ دوسری کو گویا معلق رکھ چھوڑو''

قرآن مجید میں کئی بیویں کی اجازت عدل کی شرط کے ساتھ دی گئی ہے، اگر کوئی شخص عدل نہ کرے تو اسے اس مشروط اجازت سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں ہے، خود اس آیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی جہاں تعدادِ ازواج کی اجازت دی گئی ہے، صاف حکم موجود ہے کہ اگر عدل نہ کر سکو، تو ایک ہی بیوی رکھو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"فان خفتم الا تعدلوا فواحدة أوما ملكت ايمانكم ذلك ادنى الا تعولوا" (سورۃ النساء ۳)

"پھر اگر تم کو خوف ہو کہ عدل نہ کر سکو گے، تو ایک ہی بیوی رکھو، یا لونڈی جو تمہارے قبضہ میں ہو تو زیادہ تر قرین مصلحت ہے تاکہ تم حق سے متجاوز نہ ہو جاؤ۔"

متعدد بیویوں میں ناانصافی کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ صرف نان ونفقہ و مکان ایک ہی جیسے دے دیئے جائیں، بلکہ لازمی ہے کہ شوہر تمام ازواج کو اپنا وقت بھی ایک ہی طرح تقسیم کرے۔ ہدیہ تحائف وغیرہ میں کسی طرف جھکاؤ نہ ہو۔ اسی طرح اگر بچے ہوں تو ان پر اخراجات تعلیم وتربیت میں بھی انصاف سے کام ہے۔

الغرض ایک سے زائد نکاح کرنا اور حقوق کی ادائیگی بڑا کٹھن معاملہ ہے جس میں عذاب الٰہی سے بچنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

سچ تو یہ کہ ایک دوسرے سے درگذر اور باہمی موافقت ہی وہ راز ہے جو "گھر" جوڑے رکھتا ہے۔

حق زوجیت کے کچھ ضروری آداب:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حیا کو پسند فرمایا ہے اس لیے بیوی کے پاس جانے میں حیا کو ملحوظ حاضر رکھنا چاہیے۔

۲۔ بیوی کے ساتھ علیحدگی میں سوتے وقت اسلام کے مقرر کردہ آداب پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

۳۔ صحبت سے قبل میاں بیوی کا جسم پاک ہونا چاہیے۔

۴۔ بیوی کے ساتھ صحبت ایسے مقام پر کرنی چاہیے جہاں کسی کی نظر نہ پڑ سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ بند کمرے میں بیوی کے ساتھ سونا بہتر ہے۔

۶۔ صحبت کے وقت روشنی کو بند کر لینا چاہیے ایک دوسرے کی شرمگاہوں کی طرف بالکل نہ دیکھا جائے۔

۷۔ ہمبستری کے وقت چادر یا کوئی اور چیز اپنے اوپر رکھنا بہت اچھا ہے۔

صحبت کے لیے نصف شب کے بعد کا وقت بہت موزوں ہے۔

کھانا کھانے کے فوراً بعد صحبت سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ صحت متاثر نہ ہونے پائے۔

کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ صحبت کرنے میں قبلہ کی طرف سے منہ پھیر لے اور اس سے محبت بھری باتیں کرے، پھر اظہار محبت سے اس کی حوصلہ افزائی کرے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، مرد کو چاہیے کہ اپنی عورت پر جانور کی طرح نہ گرے، صحبت سے پہلے قاصد ہوتا ہے لوگوں نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ قاصد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، بوس وکنار جب کرنا چاہے تو کہے بسم اللّٰہ العلی العظیم اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اور اگر قل ھواللہ پڑھ لے تو بہتر ہے اور کہے۔ ''اللھم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان مما رزقتنا''

اے اللہ! دور رکھ مجھے شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو اس چیز سے جو تو نے مجھے عطا کی۔

حدیث شریف میں ہے جو شخص یہ دعا پڑھے گا، اس کے ہاں جو فرزند پیدا ہوگا شیطان سے محفوظ رہے گا اور انزال کے وقت اس آیت کریمہ کا دھیان رکھے۔

اَلحمدُ لِلّٰہِ الذی جَعلَ مِنَ الماءِ بَشراً فَجَعلہ نَسباً وَصِھراً''

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے آدمی کو پانی سے پیدا کیا پس کر دیا اس کو نسب اور سسرال والا''

اور جب منزل ہونے لگے تو رُکے تاکہ عورت کو بھی انزال ہو جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں مرد کی عاجزی کی نشانی ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ کسی کو دیکھے کہ اس سے دوستی رکھتا ہے اور اس کا نام دریافت نہ کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ دوسری یہ کہ کوئی بھائی اس کی تعظیم و تکریم کو رد کر دے۔

۳۔ تیسری یہ کہ بوس و کنار سے پہلے بیوی سے صحبت کرنے لگے اور جب اس کی حاجت روائی ہونے لگے تو صبر نہ کرے کہ عورت کی بھی حاجت روائی ہو جائے۔

(بحوالہ کیمیائے سعادت)

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہ اور حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ چاند رات اور پندرھویں شب اور مہینے کی آخر رات صحبت کرنا مکروہ ہے کہ ان راتوں میں صحبت کرنے کے وقت شیطان حاضر ہوتے ہیں اور حالت حیض میں صحبت سے اپنے آپ کو بچائے رکھے، لیکن حیض والی عورت کے ساتھ برہنہ سونا درست ہے اور حیض کے بعد غسل سے پہلے بھی صحبت نہ کرنی چاہیے، جب ایک بار صحبت کر چکے اور دوبارہ ارادہ کرے، تو چاہیے کہ اپنا بدن دھو لے، اگر ناپاک آدمی کوئی چیز کھانا چاہے تو چاہیے کہ وضو کر لے اور اگر سونا چاہے تو بھی وضو کر لے اگرچہ نجس رہے گا کہ سنت یہی ہے اور غسل سے پہلے بال نہ منڈوائے، ناخن نہ کٹوائے تاکہ جنابت کی حالت میں اس سے بال و ناخن جدا نہ ہوں۔

بیوی سے خلوت کے بارے میں چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی گئی ''تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو اپنی اپنی کھیتیوں میں۔

آگے یا پیچھے سے لیکن مقعد اور حیض والی سے بچتے رہنا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی بیوی کے پاس جائے تو یہ کہے:

''اللھم جنبنی الشیطان و جنب الشیطان ما رزقتنی''

پھر اگر ان کا لڑکا ہوگا تو اللہ اس پر شیطان کو مسلط نہ کرے گا یا شیطان اسے نقصان نہ پہنچائے گا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے اگر اس وقت اللہ کا نام لے کر یوں کہے اے اللہ! مجھے شیطان سے دور رکھ اور اسے بھی شیطان سے دور رکھنا جو تو ہمیں مرحمت فرمائے، پھر اگر ان کے مقدر میں ہے اور انہیں کوئی اولاد دی گئی تو شیطان کبھی اسے ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

(بحوالہ بخاری شریف)

حضرت خزیمہ بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا، لہٰذا عورتوں سے ان کی دُبروں میں صحبت نہ کیا کرو۔

(بحوالہ احمد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملعون ہے جو اپنی عورت کے پاس اس کی دُبر میں آئے۔ (بحوالہ ابوداؤد)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نہیں دیکھے گا جو کسی آدمی یا عورت کے پاس اس کی دبر سے آتا ہے۔

(بحوالہ ترمذی شریف)

حکیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری شرمگاہوں میں ہمیں کس بات کی اجازت ہے اور کس بات کی ممانعت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنی پیشاب گاہ اپنی بیوی اور باندی کے علاوہ اوروں سے محفوظ رکھو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر لوگ بیٹھے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر ممکن ہو کہ کوئی دوسرا نہ دیکھے تو ایسا ہی کرو میں نے عرض کیا اگر میں اکیلا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ لوگوں سے زیادہ شرم کا مستحق ہے۔ (بحوالہ ابن ماجہ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت شیطان کی صورت میں آتی اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے جب تم میں سے کسی کو کوئی عورت پسند آجائے اور اس کی صورت دل میں سما جائے تو اسے اپنی بیوی کے پاس جا کر اس سے صحبت کرنی چاہیے کیونکہ ایسا کرنا اس کے دلی خیال کو دور کر دے گا۔ (بحوالہ مسلم شریف)

الغرض جماع کے متعلق مستحب اور سنت یہ ہے کہ بسم اللہ سے اس عمل کو شروع کرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

، پہلے سورہ اخلاص کی تلاوت کرے پھر اپنی بیوی سے ہم بستری شروع کرے اور دعا پڑھے جو حدیث پاک میں بیان ہو چکی ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو اپنی بیوی کے پاس جائے اور مذکورہ دعا پڑھ لے اور اسی صحبت سے اللہ کوئی اولاد بخش دے تو اس کے اور اس کی اولاد کے سانس کی گنتی کے برابر تیرے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گئیں۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب مرد اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت نیک نیتی کے ساتھ کرتا ہے تو دنیا و مافیہا سے افضل ہو جاتا ہے جب مباشرت کے بعد غسل کرتا ہے تو بدن کے جس بال پر سے پانی گزرتا ہے اس ہر بال کے عوض میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے، اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور غسل کرنے کے بعد اگر اللہ کی خوشنودی کے لیے دو رکعت نفل نماز اس انداز سے پڑھے کہ ہر رکعت میں دس مرتبہ الحمد کے بعد سورہ اخلاص پڑھے تو اس کے عوض میں جو چیز اسے دی جاتی ہے وہ دنیا سے اور جو کچھ اس دنیا میں سے سب سے افضل ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس پر فخر کرتا ہے اور فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندے کی طرف دیکھو کہ اس سرد رات میں غسل جنابت کے لیے اٹھا ہے اور مجھے یاد کیا ہے۔ (بحوالہ غنیۃ الطالبین)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے خاوند کے لیے بنی سنوری رہے گی تو دو سو برس کی عبادت کا ثواب پائے گی بشرطیکہ خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ ہو۔ (بحوالہ بیہقی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

﴿بیوی کے حقوق سے متعلق شوہر کی ذمہ داریاں﴾

یقیناً ہر انسان کی زندگی میں ایک مرحلہ شادی کا بھی آتا ہے اور پھر شادی کے بعد اس کی زندگی کا ایک نیا رخ سامنے آتا ہے یا یوں کہا جائے کہ شادی کے بعد اس کی زندگی ایک نئی انگڑائی کے ساتھ جنم لیتی ہے، پہلے وہ اکیلا تھا اب اس کے دامن کے ساتھ ایک اور معصوم زندگی وابستہ ہو جاتی ہے اور پھر نئی نئی ذمہ داریاں اس کی طرف متوجہ ہوتی ہیں، جنہیں پورا کرنا اس کے لئے فرض کا درجہ رکھتا ہے۔

کامیاب شوہر وہی ہے جو بحیثیت شوہر کے اپنے اوپر آنے والی ذمہ داریوں کو بخوبی احسن پورا کر کے اپنے گھر کو جنت کا ایک حصہ بنالے، اور جو نادان شوہر اپنی ان ذمہ داریوں کو پورا نہیں کرے گا اور اپنی بیوی کے حقوق کا خیال نہیں رکھے گا تو یقیناً اس کا گھر ایسا بے سکون ہوگا کہ گویا جہنم کا حصہ ہے۔ اب شوہر کی مرضی ہے چاہے تو اپنے گھر کو جنت بنالے اور چاہے تو جہنم بنالے۔ بہر حال ہر شوہر کیلئے ضروری ہے کہ وہ زندگی کے ہر مرحلے پر اسلام کی تعلیمات کو سامنے رکھے، چنانچہ آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اسلام مردوں کو بحیثیت شوہر کے کیا کیا ذمہ داریاں سونپتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....ا

﴿اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے﴾

ہر شوہر کی یہ ذمہ داری ہے کہ بیوی کے ساتھ ہمیشہ اچھے سلوک سے پیش آئے، اس کے حقوق کشادہ دلی سے پورے کرے اور ہر معاملے میں احسان اور ایثار کی روش کو مدنظر رکھے، اس سے متعلق خالق قدوس کا فرمان ہے۔ **!وعاشروھن بالمعروف ....** اور ان کے ساتھ (یعنی بیوی کے ساتھ) اچھے طریقے سے زندگی گزارو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ف: اس آیت میں بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے، اسی طرح حسن سلوک سے متعلق متعدد احادیث میں بھی یہی مضمون وارد ہوا ہے، جن میں سے چند احادیث یہاں ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث نمبر ۱: رسول اقدس ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک بڑے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے ہدایت فرمائی لوگو سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں، تمہیں ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے کا کوئی حق نہیں سوائے اس صورت کے جب ان کی طرف سے کوئی کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے، اگر وہ ایسا کر بیٹھیں (یعنی کوئی نافرمانی یا کوئی غلط کام وغیرہ) تو پھر خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ ہو جاؤ (تاکہ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے) اور (اگر پھر بھی نہ مانیں) انہیں مارو (یعنی انتہائی ضرورت کے وقت) تو بھی ایسا نہ مارو کہ کوئی شدید چوٹ آئے۔ اور پھر جب وہ تمہارے کہنے پر چلنے لگیں تو ان کو خوامخواہ ستانے کے بہانے نہ ڈھونڈو، دیکھو سنو! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تمہارے اوپر ہیں، ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ان لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو، اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو! انکا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ (بحوالہ ریاض الصالحین)

حدیث نمبر ۲: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ کامل ایمان والا شخص کونسا ہے حضور ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک میں سے سب سے اچھا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

حدیث نمبر ۳: حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! تمام مومنوں میں ایمان کے اعتبار سے سب سے زیادہ کامل وہ شخص ہے جو اخلاق کے اعتبار سے ان میں سب سے اچھا ہو، جو شخص جتنا زیادہ خوش اخلاق ہوگا وہ اتنا ہی کامل ایمان والا ہوگا اس لئے کامل ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان دوسروں کے ساتھ حسن اخلاق کا معاملہ کرے اور تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیوی اور اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہوں، ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ اچھا سلوک کرنے والے ہوں۔ (بحوالہ ترمذی شریف)

حدیث نمبر ۴: حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو اور تم میں سے سب سے بہتر اپنے گھر والوں سے حسن سلوک کرنے والا میں خود ہوں۔

(بحوالہ ترمذی شریف)

ف: مندرجہ بالا تمام احادیث کے مطالعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا اسلام نے کس قدر اہتمام کیا ہے اور کیوں نہ ہو، کہ یہ معصوم جان اپنے تمام رشتوں ناتوں کو چھوڑ کر تمہارے گھر کی زینت بن گئی ہے اور اب تم ان سے ناروا سلوک کرو تو یہ کس قدر ظالمانہ حرکت ہے۔ اس لئے فرمایا گیا کہ کامیاب شوہر وہی ہے جو اپنی بیوی کے حقوق کو سامنے رکھتے ہوئے اس سے اچھا سلوک روا رکھے۔

حدیث نمبر ۵: ایک موقع پر رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آج محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس ستر عورتوں نے چکر لگایا ہے، ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی (میں تم لوگوں سے کہہ دینا چاہتا ہوں) جن لوگوں کی شکایت آئی ہے وہ تم میں سے اچھے لوگ نہیں ہیں۔ (بحوالہ ابوداؤد شریف)

ف: یعنی جن شوہروں نے اپنی بیویوں سے ایسا سلوک روا رکھا ہوا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ شکایت کرنے پر مجبور ہوئی ہیں اور جس سے ان کا قلبی سکون واطمینان جاتا رہا ہے تو وہ لوگ اچھے لوگوں میں سے نہیں ہیں۔

آج ہمارے معاشرے میں بیویوں کے ساتھ اچھے سلوک کا پلڑا کافی ہلکا ہو گیا ہے، آج کے شوہر اپنی حاکمیت کے مظاہرے کے لئے ہر وقت تیار نظر آتے ہیں لیکن حسن سلوک کرنے کے معاملہ میں تہی دست و دامن ہیں اور یہ معاملہ گھر کے سکون کو تباہ کر دینے کا باعث ہے اس لئے اس کی اصلاح بھی انتہائی ضروری ہے۔

بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ ازدواجی رشتوں کو استوار کرنے، گھریلو زندگی میں عافیت وسکون کا رنگ بھرنے اور گھر کو محبت والفت کا مسکن بنانے کے لئے بیوی کے ساتھ حسن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلوک سے پیش آنا شوہر کی اہم ذمہ داری ہے۔

بیوی سے حسن سلوک کی اہمیت:

مردوں کو چاہیے کہ اپنی عورتوں سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خانہ کے ساتھ ہمیشہ بہت عمدہ سلوک کیا بلکہ آپ کا حسن سلوک تو بے مثل ہے اور امت کے لیے مشعل راہ ہے، عموماً بیوی کی صلاحیت کسی نہ کسی لحاظ سے مرد سے کمزور ہوتی ہے اس کے باعث بیوی سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں عورتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

''وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں'' (سورۃ نساء:۲۱)

سورۃ بقرہ میں خاوند بیوی کے تعلق کو انتہائی بلیغ الفاظ میں اس طرح سمویا گیا ہے۔ عورتیں تمہارے لیے لباس ہیں اور تم عورتوں کا لباس ہو، (سورۃ بقرہ، ۱۸۷)

انسانی عظمت حسن اخلاق میں ہے کہ کیونکہ اچھائی اور نیکی اخلاق ہی سے پہچانی جاتی ہے اس لیے اسلام میں دوسروں کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آنے پر بہت زور دیا گیا ہے اس لیے بیوی سے ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے اور نیکی روز قیامت کو کام آنے والی ہے بیوی بچوں سے حسن سلوک کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے کامل ایمان والے وہ ہیں جن کا اخلاق اچھا ہے اور اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ (بحوالہ ترمذی شریف)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں میں کامل ایمان والے وہ ہیں جو اپنے اہل و عیال کے حق میں خوش اخلاق اور مہربان ہوں لہٰذا بیوی پر شفقت کا رویہ رکھنا کمال ایمان کی دلیل ہے یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان فرمائی گئی ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں میں سے اچھا ہو اور میں تم میں سے بہترین ہوں اپنے گھر والوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے۔ (بحوالہ ترمذی شریف)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اللہ اور اس کی مخلوق کے نزدیک تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی اپنے بچوں، اپنے عزیز و اقارب اور اپنے خدمتگاروں و ماتحتوں کے ساتھ بھلائی اور اچھا سلوک کرتا ہے کیونکہ اس کا بھلائی اور اچھا سلوک کرنا، اس کی خوش اخلاقی و خوش مزاجی پر دلالت کرتا ہے، یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں ان سے اچھا ہے اور تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ (بحوالہ ترمذی شریف)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ مؤمنین میں کامل ترین ایمان اس شخص کا ہے جو ان میں بہت زیادہ خوش اخلاق ہوں (یعنی پوری مخلوق خدا کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کریں) اور تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہے (کیونکہ عورتیں اپنے عجز و انکساری اور کمزوری کی بناء پر زیادہ مہربانی اور مروت کی مستحق ہیں) پس مردوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئیں، ان کی کم عقلی کے پیش نظر عفو و درگزر سے کام لیں اور اگر کسی بات پر ان سے تکلیف اور رنجش پہنچ جائے تو اس سے ناراضگی کا اظہار نہ کریں۔

بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت و فوائد:

حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ''کوئی مسلمان شوہر اپنی مسلمان بیوی سے نفرت نہ کرے۔ اگر اس کی ایک عادت پسند نہیں آتی تو دوسری اور عادتیں پسندیدہ ہوں گی۔''

اس حدیث مبارکہ میں شوہر کو بیوی کی معمولی لغزشوں اور زبان درازیوں کو کمال نرم دلی سے برداشت کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ بیوی کے احمقانہ افعال اور چبھتی ہوئی باتوں کے جواب میں ویسا ہی ردعمل ظاہر کرنے کی شوہر کو اجازت نہیں ہے۔

شوہر یہ بات ذہن میں رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو ناقص العقل بنایا ہے۔ عورت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فطرتاً ناعاقبت اندیش ہے۔ اکثر اوقات وہ اپنی گفتگو اور طرزِ عمل کے نتائج سے بے خبر ہوتی ہے۔ شوہر کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ ذہانت سے نوازا ہے۔ وہ عورتوں کی مانند احمقانہ رویہ اپنا کر اپنی عقل پر حرف نہ آنے دے۔

بعض شوہر بڑا سخت ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔ وہ اپنی بیویوں کی ناعاقبت اندیشی کو برداشت نہیں کرتے۔ غصہ میں اندھے ہو کر مار پیٹ پر اتر آتے ہیں اور انہیں بری طرح زخمی کر دیتے ہیں۔ ایسے شوہروں کو علم ہونا چاہئے کہ بیویوں کے ساتھ ان کا تشدد آمیز رویہ کوئی بہادری کا کارنامہ نہیں ہے۔ اس کے برعکس وہ اپنی بزدلی کا شرمناک مظاہرہ کرتے ہیں۔ گالی گلوچ یا مار پیٹ سے بیوی کو خاموش کر دینا قطعاً کوئی کمال نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''بہادر وہ نہیں جو ہر ایک کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے''

بیوی بیچاری تو پھر بھی اس کی کوئی دشمن نہیں ہے۔ مسلمان شوہر کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ردعمل کا اظہار پُر وقار' باعزت اور نرم دلی سے کرے۔ شریعت کی طرف سے اسے تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنے غصے کو پی جائے اور ایک اچھا اور سچا حکمران بن کر ابھرے جو بادشاہوں کے بادشاہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ذہن میں رکھتا ہو۔

کل قیامت کے روز اسے ان تمام ناانصافیوں اور زیادتیوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہوگا جو وہ اپنی ناتواں بیوی کے ساتھ روا رکھتا رہا تھا' بیوی جو ایک امانت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت میں دی تھی۔

شوہر اس بات کو ذہن نشین کر لے کہ بیوی اس کی ملک نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ملک ہے اور اللہ ہی کے نام پر اس کے لئے حلال ٹھہرائی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں اس کا واشگاف الفاظ میں اظہار فرما دیا تھا۔ کہ شوہر کو چاہئے کہ اس امر کا احساس کر لے کہ اللہ تعالیٰ کی ملک پر اسے اپنا غصہ اتارنے کا نہ کوئی حق ہے اور نہ ہی اجازت۔ اسے تو دل و جان سے اس امانت کی عزت و توقیر اور حفاظت کرنی چاہئے جو اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے اس عارضی و دنیوی زندگی میں اس کو آرام وسکون پہنچانے کے لئے اس کے سپرد کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

''دنیا میں بڑائی مال سے ہے حالانکہ ساری زندگی کی بزرگی اور شرافت تقویٰ پر منحصر ہے''۔ عمدہ کردار پارسائی ہے۔ ہر فرد اپنے عمدہ اور روحانی کردار کی بدولت پارسائی حاصل کرسکتا ہے۔ منفی اور غیر منصفانہ کردار بھوت پریت اور جنوں کا ہوتا ہے جو درندوں کی حیوانیت کو بھی مات کر دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق جو مسلمان اپنی بیوی پر مہربان ہے وہ سب سے اچھے کردار کا حامل ہے۔

عورتوں کے چلن میں بلاشبہ کچھ ایسی خامیاں ہوتی ہیں جو شوہروں کے لئے ناگواری کا باعث ہوتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے عورت میں بہت سی اچھائیاں اور خوبیاں بھی رکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ شوہر کو تلقین کرتا ہے کہ بیوی کی نفرت انگیز عادات کو اپنے دل میں پذیرائی نہ دے بلکہ اس کی خوبیوں پر نظر رکھے۔

شوہر کو بیوی کی طرف سے اس کی قدرتی خامیوں کی وجہ سے نافرمانی اور ناعاقبت اندیشی کی توقع رکھنی چاہیئے۔ اگر وہ اپنے ذہن میں یہ توقع رکھتا ہے تو جب اس کی بیوی اس کی خواہشات کے برعکس اس سے الجھے گی تو وہ مایوس نہیں ہوگا اور نہ ہی بددل۔ جب کبھی وہ اسے اپنے لاابالی پن اور بے پروائی کے طرزِ عمل سے ناراض کردے تو وہ اس کی اچھائیوں اور خوبیوں کو ذہن میں لاکر اپنے غصے کو ٹھنڈا کرلے۔ نیز یہ بات بھی ذہن میں رکھے کہ وہ اس کی زرخرید لونڈی نہیں ہے، ایک آزاد فرد ہے۔ وہ اس کے ساتھ من مانی نہیں کرسکتا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور جو اپنے بیوی بچوں کے لئے زیادہ شفیق ہو۔

ایمان کی تکمیل کے لئے بیوی کے ساتھ نرم دلی کا سلوک شرط ہے۔ قرآن اور احادیث سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ بیوی کے ساتھ حسن سلوک نیکی کا ایک جداگانہ فعل ہے۔ یہ بیوی کی اطاعت اور وفاشعاری کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔ شوہر کا اچھا برتاؤ بیوی کے پیار و محبت اور اطاعت کے طرزِ عمل کا مرہون منت نہیں ہے۔ شوہر کو ہمیشہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے ساتھ مشفقانہ اور ہمدردانہ رویہ اپنائے رکھنا چاہئے خواہ کسی وقت وہ خود سری، ضد اور سرکشی کا مظاہرہ ہی کیوں نہ کرے۔ بیوی کے ساتھ اس کا حسن سلوک انشاء اللہ اس کے بہت سے گناہوں کا کفارہ ثابت ہوگا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مہربان اور رحم دل شوہر کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ۔

''وہ آدمی تم میں زیادہ اچھا اور بھلا ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہو۔ (اسی کے ساتھ فرمایا) اور میں اپنی بیویوں کے لئے بہت اچھا ہوں''۔ (بحوالہ ترمذی شریف)

یوں ایک آدمی کی شرافت اس کی اپنی بیوی کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ وابستہ کردی گئی۔ ایک نامہربان اور لاپرواہ شوہر پارسائی کا دعویٰ نہیں کرسکتا خواہ وہ دن رات نفلی عبادت میں مصروف رہتا ہو۔ اس کی پارسائی تبھی سچی پارسائی ہوگی جب وہ اپنی بیوی کے لئے بھی ایک شریف اور ہمدرد شوہر ثابت ہوگا۔

بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ثواب کا کام ہے۔ بیوی کے منہ میں خوراک کا ایک لقمہ اپنے ہاتھ سے ڈالنا بھی ثواب ہے۔ اس کی غلطیوں پر درگزر کرنا، گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانا، اسے تحفے دینا، اس کی ضروریات کا خیال رکھنا اور احسن طریقے سے انہیں پورا کرنا، اس پر غیر ضروری مطالبات اور فرائض کا بوجھ نہ ڈالنا اور اس کے ساتھ ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آنا، یہ سب کام اسلام کی نظر میں بڑے ثواب کے کام ہیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

''لوگو سنو! عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا اس لئے کہ وہ تمہارے پاس قیدی کی طرح ہیں''

www.KitaboSunnat.com

بیوی مکمل طور پر اپنے خاوند کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔ وہ ہر لحاظ سے اس کی دست نگر ہوتی ہے۔ وہ اپنی مرضی اور خواہش کے برخلاف شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کرتی ہے اور ہر طرح سے اس کی ضروریات اور آرام کا خیال رکھتی ہے۔ ایک مسلمان شوہر کو زیب نہیں دیتا کہ بیوی کے ساتھ بدسلوکی روا رکھے۔ ایک بزدل اور اخلاقی اقدار سے بے بہرہ شخص ہی اپنی بیوی سے غیر انسانی اور غیر مہذب سلوک کرے گا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ۔

اللہ تعالیٰ سے سفارش بیویوں سے حسن سلوک کیلئے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"وعاشروھن بالمعروف"

اے دنیا کے انسانو! تمہارا پیدا کرنے والا تمہیں ہدایت دے رہا ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ۔ اللہ تعالیٰ کی سفارش کو جو رد کرتا ہے اس سے زیادہ بے حس اور بے عقل اور کون ہوسکتا ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے کی سفارش فرمائی ہے۔ اگر ایس پی کی، ڈی آئی جی کی، کمانڈر انچیف کی سفارش آجائے کہ دیکھو تمہاری بیوی جو ہے میری بیٹی کی سہیلی ہے ساتھ پڑھتی ہے۔ اگر تم نے اپنی بیوی کو ستایا تو میں ڈی آئی جی ہوں، کمانڈر انچیف ہوں، کمشنر ہوں تو وہ آدمی کیا کہتا ہے دیکھو بیگم اپنا خیال رکھنا۔ کوئی تکلیف تو نہیں ہے آپ کو۔ دیکھو خدا کے لئے ڈی آئی جی صاحب سے کچھ نہ کہنا۔ اللہ تعالیٰ سفارش نازل فرمارہے ہیں اپنی بندیوں کے حقوق میں کہ "وعاشروھن بالمعروف" اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ تمہاری بیوی ہے تو میری بندی بھی ہے ذرا اس کا خیال رکھنا۔ خدا تم سے سفارش کررہا ہے میرے بندو! میری بندیوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا۔

عارف باللہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں کہ وہ مرد نہایت بے غیرت ہے جو اللہ تعالیٰ کی سفارش کو رد کرتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے اپنی بیوی کو اتنا تنگ کرتا ہے کہ ان عورتوں کے کلیجے منہ کو آجاتے ہیں تو وہ پچھتاتی ہیں خصوصاً جبکہ داڑھی والا، نمازی جس کی اشراق و تہجد قضا نہ ہو جب یہ مارتا ہے، ڈانٹتا ہے اور بے جا تکلیف دیتا ہے تب اس کے دل میں یہی آتا ہے کہ اس سے اچھا تو وہ پتلون والا ہے جو اپنی بیوی سے اچھے سلوک سے پیش آتا ہے تو اس کے دل سے آہ نکل جاتی ہے کہ یا اللہ اس سے اچھا تو وہ ہے۔ کاش کہ یہ داڑھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا مجھے نہ ملا ہوتا۔ اپنے بُرے اخلاق سے ہم اپنی داڑھیوں سے انہیں نفرت دلاتے ہیں۔ داڑھی رکھنے کے بعد، صالحین کی وضع اور بڑھ جاتی ہے اور نماز روزہ کے بعد، اللہ والوں سے تعلق کے بعد ہماری ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے تاکہ ان کو دین کا شوق ہو۔ اپنی بیوی سے اتنے اچھے اخلاق سے پیش آیئے کہ وہ سارے محلے والوں سے کہے کہ ارے تم نے کسی اللہ والے سے شادی کی ہوتی، کسی نمازی اور بزرگوں سے تعلق رکھنے والے سے تم نے نکاح کیا ہوتا۔ ایسے اخلاق سے پیش آیئے کہ وہ آپ کی داڑھی کا پرچار کرے۔ غرض میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ جنہوں نے اپنی بیوی کو ستایا اور وہ ایسے سخت عذاب میں مبتلا ہوئے کہ میں کچھ بیان نہیں کرسکتا۔ اللہ پاک ہم سب کو حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

شوہر کے اخلاق دیکھ کر امریکی لڑکی مسلمان ہوگئی:

امریکہ میں ایک جماعت جس میں ملتان کے کچھ ساتھی تھے۔ انہوں نے واپس آکر ایک عجیب کارگزاری سنائی۔ امریکہ میں قیام کے دوران ایک پاکستانی نے جو وہاں نوکری کررہا تھا، جماعت کو گھر بلا کر ضیافت کی اور گزارش کی کہ اس کی بیوی غیر مسلم ہے۔ کئی دفعہ اس کے کہنے کے باوجود مسلمان نہیں ہوئی۔ چنانچہ ان ساتھیوں نے اس کی بیوی سے پردے کے پیچھے اسلام کی خوبیاں بیان کیں، مگر اس محترمہ نے مسلمان ہونے سے صاف انکار کردیا اور اس کی وجہ بتائی کہ میں اپنے شوہر اور غیر مسلم مردوں میں کوئی فرق نہیں پاتی۔ یہ غیر عورتوں سے تعلق رکھتے ہیں، شراب پیتے اور خنزیر کھاتے ہیں اور میں نے اپنے شوہر میں کوئی اسلام کی خوبی نہیں دیکھی۔ چنانچہ جماعت کے ساتھی مایوس ہوکر واپس چلے گئے۔ مگر اس پاکستانی کے دل میں بیوی کے مسلمان ہونے کی تڑپ دیکھ کر جماعت کے ساتھیوں نے اسے اللہ کے راستے میں نکل کر دین سیکھنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ اس کی بیوی نے اس کو جماعت کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔ کچھ دن جماعت کے ساتھ لگا کر جب یہ صاحب گھر واپس آئے تو اس کی بیوی نے اس کی موجودہ اور ماضی کی زندگی میں نمایاں فرق دیکھا۔ تو اس بی بی نے اپنے خاوند کو بھیج کر جماعت کے ساتھیوں کو اپنے گھر از خود بلایا اور کہا میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ جماعت کے ساتھیوں نے وجہ پوچھی تو بی بی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بتایا کہ چند دن جماعت میں گزارنے کے بعد میرا خاوند تو بالکل بدل گیا ہے۔ غیر عورتوں کے ساتھ میل جول کیا ان کو دیکھنا بھی نہیں اور خنزیر سے بالکل متنفر ہو گیا ہے۔ نماز جو اس نے کبھی نہیں پڑھی تھی پابندی سے پڑھ رہا ہے۔ میرے ساتھ اب اس کا رویہ بطور خاوند بہت ہمدردانہ ہے۔ اگر یہی اسلام ہے تو مجھے بھی اس کی ضرورت ہے۔ جماعت کے ساتھیوں نے بتایا کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے اخلاق اپنے اندر لے آئیں کیونکہ آپ ﷺ کے ایک ایک عمل میں اللہ تعالیٰ نے نورانیت رکھی ہے۔ یہ نمایاں تبدیلی جو آپ اپنے شوہر میں دیکھ رہی ہیں اسی ماحول ہی کا نتیجہ ہے۔

ذمہ داری نمبر.....۲

﴿اپنی بیوی کے ساتھ محبت سے رہیئے﴾

شوہر اپنی بیوی کے حق میں سراپا محبت والفت کا مجسمہ ہو اور جائز معاملات میں ان کی دلداری اور دلجوئی کرتا رہے۔ چند لمحات کے لئے دوسروں کے سامنے اچھا بن جانا کوئی مشکل کام نہیں۔ حقیقتاً نیک اور اچھا وہ ہے جو بیوی سے دائمی رفاقت کے دوران محبت وشفقت رکھنے والا ثابت ہو۔

ازدواجی تعلق کی بنیاد اگر پرسکون اور کامیاب بنانی ہو تو بیوی کے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آئیں اور بیوی کو بھی اپنی جیسی محبت کرنے کی عادت ڈالیں، جب آپس میں دونوں طرف سے یکساں محبت کے چراغ جلیں گے تو یقیناً ازدواجی زندگی ایسی گزرے گی کہ آپ کا گھر جنت کا نقشہ پیش کرے گا۔

بے شک ازدواجی تعلق کی سب سے مضبوط بنیاد جذبہ محبت ہے۔ یہ جذبہ موجود ہو تو میاں بیوی گلستان ہستی میں اکھٹے محو خرام ہوتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مقصد اعلیٰ یعنی تربیت اولاد پر اچھے اثرات بھی مرتب کرتے ہیں۔ محبت نہ ہو تو آپس کا تعلق ایسا ہو گا جیسے دو [redacted] کے دوران ریل گاڑی میں ملے ہوں اور ضرورتاً ایک دوسرے سے بات کر کے پھر خاموش ہو جاتے ہوں۔ دنیا انہیں اس سفر کا آپس میں رفیق کہے گی لیکن یہ رفاقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عارضی اور بے لطف ہوگی اسی طرح بغیر محبت کے ازدواجی زندگی بے مزہ، بے لطف اور بے سکون زندگی ہوگی۔ نکاح کے بعد آپس میں محبت کا نہ ہونا انتہائی کم عقلی کی دلیل ہے۔ کیونکہ نکاح تو محبت والفت کے راستے ہموار کرنے کا ذریعہ ہے۔

چنانچہ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ محبت کرنے والوں کے لئے نکاح کی صورت میں جو محبت رکھی گئی ہے اس کی مثال نہیں۔ (بحوالہ ابوداؤد شریف)

اسلام کی رو سے سچی اور پائیدار محبت نکاح کے بعد ہی میسر آسکتی ہے۔ یہ محبت پاک ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت آنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہ وہ محبت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ یہ ایسی محبت ہے جو میاں بیوی کے درمیان روحانی اقدار کو بلند کرتی ہے۔ چنانچہ نکاح کے بعد شوہر کو جو محبت نصیب ہوتی ہے۔ اب شوہر کی ذمہ داری ہے کہ اس محبت کو پروان چڑھانے کی کوشش کرے۔ میاں بیوی کے درمیان یہ متبرک محبت آپس کے اختلافات ختم کرنے کے لئے کافی ہے۔ شوہر کو چاہئے کہ ایسی محبت کی فضاء قائم کرے جو گھر میں چاروں طرف خوشیوں کے رنگ بکھیر دے بے شک خوشگوار محبت بھرا ماحول اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دعوت دیتا ہے۔

محبت و پیار کے اظہار میں کئے گئے چھوٹے چھوٹے فعل اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر کثیر کا باعث بنتے ہیں۔ اگر شوہر محبت سے روٹی کا ایک لقمہ اپنے ہاتھ سے بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے تو اسکا شمار بھی عبادت میں ہوگا۔ محبت سے کیا گیا یہ فعل اور ایسے ہی دوسرے فعل اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت پاتے ہیں۔ کتاب صالح خاوند میں ایک حدیث نقل ہے کہ حضرت ابوھریرہ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت رکھتا ہے جو اپنی بیوی کے لبوں پر مہر محبت ثابت کرتا ہے، دونوں میاں بیوی اس والہانہ رویئے کی بدولت ثواب کے حق دار ٹھہرتے ہیں اور ان کے رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔

بیوی کو پانی کا گلاس اپنے محبت بھرے ہاتھوں سے پلانا بھی شوہر کیلئے موجب ثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق جب ایک شوہر اپنی بیوی پر پیار بھری نظر ڈالتا ہے اور بیوی بھی اسکی نظر کا ویسا ہی جواب دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کی بارش برساتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوہر اگر وفورِ محبت سے بیوی کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر دباتا ہے تو ان کے گناہ ہاتھوں کی انگلیوں کے رخنوں سے گر کر جھڑ جاتے ہیں۔ میاں بیوی کا باہمی اختلاط ان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا! جب ایک شوہر مسکراتا ہوا گھر میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس خوشگوار رویہ کے نتیجے میں ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس شخص کی طرف سے قیامت کے دن تک متواتر استغفار کرتا رہتا ہے۔ (بحوالہ صالح خاوند)

آپس کی محبت آنکھوں کی روشنی بڑھاتی ہے:

میاں بیوی کے درمیان سچی محبت کے نتیجے میں آنکھوں کی روشنی بڑھ جاتی ہے علامہ سکاویؒ نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ بیوی کے چہرے کو نظر بھر کے دیکھنے سے آنکھوں کی روشنی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ صرف وہ شوہر جو ازدواجی اور دیگر ذمہ داریاں پوری کرتا ہے وہی بیوی کو اچھی اور سچی محبت دے سکتا ہے ایک نیک اور پارسا شوہر اپنے اچھے اخلاق اور کردار کی بدولت جو محبت اپنی بیوی کو دے سکتا ہے وہ دولت کی فراخدلی، جسمانی عیش و آرام اور دنیوی مفادات سے ممکن نہیں ہے۔ (بحوالہ صالح خاوند)

بہر حال شوہر اگر اپنا اور اپنے گھر والوں کا سکون بحال رکھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے لازمی ہے کہ بیوی کے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آئے۔

میاں بیوی کے لئے آپس میں پیار و محبت پیدا کرنے کے نسخے:

مرد کو عورتوں کا محسن بنایا گیا ہے یہ جتنا اس پر احسان کرے گا اتنا ہی اس کو پیار کرے گی۔ اگر احسان کرنے میں یہ بھی احتیاط رکھے کہ **ھل جزاء الاحسان اللاحسان**۔ کیا معنی کہ اگر وہ ذرا سی بھی خدمت کرے تو یہ اس کی اس سے کہیں زیادہ قدر کرے۔

غیر عورتیں ہر قسم کے دباؤ سے آزاد ہیں ان پر اگر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے تو صرف محبت اور اخلاق کا اور جبکہ نفس کے اغراض و مقاصد اس سے وابستہ ہوتے ہیں اور بدون حاصل چین نہیں آتا تو انسان اس کا شیدائی بن کر محبت کو درجۂ عشق تک پہنچا دیتا ہے۔ اور چونکہ یہ جذبہ نفس سے ہوتا ہے اس لئے وہ زیادہ محظوظ ہوتا ہے اور اس کی ملاقات نہایت گرم جوشی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث ہوتی ہے۔

عشق صرف ذات الٰہی اور اس کے واسطے کیلئے مخصوص و محدود ہے۔ غیر سے ناممکن العمل ہے۔ کل ولولۂ شیطانی اور خواہش نفسانی ہے۔ بیوی سے محبت بڑھانے کے لئے جس قوم نے قانونِ الٰہی کی ضد استعمال کرتے ہوئے اپنے قانون کی بناء پر اپنی زندگی خوش آئند بنانے کی کوشش کی ہے، اگر ان کی طرز معاشرت پر اگر باریک نگاہ ڈالی جائے اور خود اچھی طرح غور کیا جائے تو میرے نزدیک ان کی اچھی زندگی موت ہے۔ بیوی سے اگر خدا کے واسطے محبت کی جائے اور یہ خیال رکھے کہ خدا نے ایک بے بس کو میرے بس میں کیا ہے، اس کی دلجوئی اور اس کی جائز خواہشات کو پورا کرتا رہے تو میرے خیال میں اس سے بے ضرر محبت بڑھتی چلی جائے گی۔ اور اس کی زندگی کا مستقبل بہتر بلکہ بہتر سے بہتر ہوتا رہے گا۔ اس کے متعلق ایک حکمت میری سمجھ میں آئی ہے۔ وہ یہ کہ کسی خاص وقت میں جو غایت محبت اور بے تکلف کا ہو نہایت پیار کے لہجے میں یوں دریافت کرے، کیوں جی! اگر تم میاں ہوتیں اور میں بیوی تو تم میرے ساتھ کیا سلوک کرتی؟ میں سمجھتا ہوں اس ترکیب سے اس کو وہ نسخۂ کیمیا ہاتھ لگ سکتا ہے جس سے اپنی بیوی کی صحت کو اعلیٰ درجے پر لا کر کندن بنا سکتا ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ فریق ثانی کی طرف سے بھی یہی دریافت ہو جس کی معلومات دونوں کے لئے بہتر نتائج پیدا کریں گی۔ میاں بیوی میں بے لطفی کی وجہ اکثر ان کی جہالت ہوتی ہے۔ اگر دونوں اپنے فرائض سے واقفیت حاصل کر لیں تو انشاء اللہ ایک دوسرے کے محبوب ہو جائیں گے۔ (از منشی نور محمد صاحب)

میاں بیوی میں پیار و محبت کا اجر و ثواب:

محبت و پیار کے اظہار میں کئے گئے چھوٹے چھوٹے فعل بھی اللہ پاک کے ہاں اجر کثیر کا باعث بنتے ہیں۔ اگر شوہر محبت سے روٹی کا ایک لقمہ اپنے ہاتھ سے اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے تو اس کا شمار بھی عبادت میں ہوگا۔ محبت کا یہ فعل اور ایسے ہی دوسرے فعل اللہ کے ہاں شرفِ قبولیت پاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو اپنی بیوی کے لبوں پر مہر محبت ثبت کرتا ہے۔'' دونوں میاں [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ت کے اپنے اس رویے کی بدولت ثواب سے حقدار ٹھہرتے ہیں اور ان کے نامۂ اعمال میں شامل ہوتی ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان، تمہاری اہلیہ کا بھی تم پر حق ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک بار حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے مہمان ہوئے تو ام الدرداء کو دیکھا کہ وہ روکھی پھیکی خراب وخستہ حالت میں مٹھی سوئی میں تو پوچھا کہ آپ کا یہ حال کیوں ہے؟ کہا تمہارے بھائی کو رغبت نہیں ہے۔ جب ابوالدرداء رضی اللہ عنہ آئے تو آپ کے سلسلہ مواخات کے بھائی تھے، انہوں نے کھانا پیش کیا اور کہا کہ آپ تناول کیجئے، میں روزے سے ہوں، فرمایا کہ میں ہرگز نہیں کھاؤں گا جب تک کہ تم نہ کھاؤ گے، چنانچہ نفلی روزہ تھا توڑ دیا اور کھانے میں شریک ہوگئے، کچھ رات ہوگئی تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ عبادت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابھی سو جایئے پھر کچھ دیر کے بعد اٹھنے لگے تو فرمایا کہ ابھی نہیں سو جایئے۔ جب صبح کا وقت قریب ہوا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے پھر کہا:

یعنی تم پر تمہاری جان کا بھی حق ہے، خدا کا بھی حق ہے مہمانوں کا بھی حق ہے اور تمہاری اہلیہ کا بھی تم پر حق ہے۔ سو بھی، عبادت بھی کرو، مہمان و بیوی کے حقوق بھی ادا کرو۔ اس کے بعد دونوں حضرات آنحضرت ﷺ کے پاس گئے، رات کا واقعہ بیان فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سلمانؓ نے سچ کہا۔ امام ترمذی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا۔

(الاعتصام للشاطبی ج ۳)

بیوی کی نا اتفاقی کی وجہ سے تکلیف اٹھانا بھی مجاہدہ ہے

سوال ایک شخص نے سوال کرتے ہوئے حضرت تھانوی کو لکھا کہ جناب کی بزرگانہ شفقت پر بھروسہ کر کے اپنی دردناک حالت عرض کرتا ہوں۔ بدقسمتی سے میری عقد جس خاتون سے ہوا ہے وہ مجھ میں دونوں بالکل متضاد طبیعت کے واقع ہوئے ہیں۔ اس میں نہ اپنی شرکت قسمت کا الزام دیتا ہوں نہ حقیقتاً ان میں کوئی نقص ہے بلکہ میں ہی ایک روکھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبیعت کا شخص ہوں۔ اس مختلف الخیالی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم دونوں میں بجائے انس کے ایک ایسی بیگانگی و وحشت کی دیوار کھڑی ہوگئی کہ جو روز بروز مضبوط ہی ہوتی جارہی ہے۔ ان خانگی پیچیدگیوں نے جو میری زندگی اور کاروبار پر برا اثر ڈالا ہے اس کا ضبط تحریر میں آنا تقریباً ناممکن ہے۔ ایک دائمی افسردگی نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور روز بروز میری زندگی معرض اندیشہ میں ہوتی جاتی ہے۔ میں بچپن سے اپنے مستقبل کو تابناک سمجھتا رہتا تھا مگر میرا مستقبل اب بالکل تیرۂ تار (تاریک) ہوگیا ہے۔ اس مایوسی اور ناامیدی کی حالت نے میری دنیا اور دین، دونوں کو تباہ کر رکھا ہے، کوئی چارہ کار سمجھ میں نہیں آتا۔ جناب بزرگ ہیں، دعا کیجئے، خدا مجھے اس پریشانی سے نجات دے، کسی صورت سے سکون قلب حاصل ہو جائے۔ ۳ سال سے برابر اس عذاب میں مبتلا ہوں، اپنی موت کی آرزو کرتا ہوں۔ مجبور ہو کر یہ قصد کیا ہے کہ دنیا کو چھوڑ کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاؤں، مگر کوئی ایسا صاف باطن مجھے نہیں ملتا جو اپنے رنگ میں رنگ لے۔ ارادہ کر رہا ہوں کہ چند روز کے لئے خدمت والا میں حاضر ہو کر حضرت کی توجہات سے مستفید ہوں۔

جواب: آن عزیز کا خط آیا، برخوردار، ماشاء اللہ آپ ایک مستقل باہمت آدمی ہیں، پھر اس قدر بے صبری اور بے استقلالی؟ یہی تو مواقع ہوتے ہیں عزم و ہمت کے دیکھنے کے۔ یہاں آنے کو جو لکھا ہے، میرے سر آنکھوں پر، مگر یہ تو سمجھئے کہ جس غرض کے لئے ایسا خیال ہے وہ خود موقوف ہے مجاہدے پر اور جو ناگواری آپ کو پیش آرہی ہے یہ خود ایک بڑا مجاہدہ ہے۔ اگر آپ کو دوسرے رنگ کی طلب ہے تو اس کے لئے حالت موجودہ میں آپ خوب تیار ہو سکتے ہیں۔ پس برداشت کیجئے، پھر موقع پر یہاں آیئے کہ تھوڑی سی تدبیر میں کام بن جائے گا۔ (بحوالہ تربیت السالک حصہ اول)

بیوی سے محبت بڑھنا علامت تقویٰ ہے:

ایک اور صاحب لکھتے ہیں کہ کچھ عرصے سے بیوی کی طرف محبت زیادہ ہوگئی ہے، یہ میرے واسطے کوئی مضر تو نہیں ہے۔ طبیعت کو اس طرف زیادہ خیال ہو رہا ہے اور جو بات میرے واسطے مفید ہو اس سے مطلع فرما دیجئے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: عین سنت ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ثمرات نیک دونوں کو عطا فرمادے۔ جب تقویٰ بڑھتا ہے، بیوی سے محبت بڑھ جاتی ہے۔ (بحوالہ تربیت السالک حصہ اول)

بیوی سے تعلق:

سوال: بیوی سے تعلق ہے، مگر ایسا ہے کہ وبال معلوم ہوتی ہے۔ اکثر گھبراتا ہوں کہ بہت بڑا تعلق اور بھیڑ ہوگئی ہے، لیکن اس کے پاس جب رہتا ہوں تو مجھے بھی بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ ایک دفعہ بیمار تھی بہت سخت، تو اندر سے جی چاہتا تھا کہ مرجاتی تو نجات ملتی، مگر قصداً اس خیال کو دفع کرتا تھا کہ گناہ نہ ہو۔ خیر اچھی ہوگئی۔

جواب: ہاں ایسا خیال نہ کیا جائے بعض اوقات یہ خیال حد سے زیادہ نقصان پہنچاتا ہے وراللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہوتا ہے۔

سوال: وہ مجھ کو بہت مانتی ہے چونکہ دیدار، تمیز دار، لکھی پڑھی عقل مند بھی ہے، اس لئے کلفت زیادہ نہیں ہے، ورنہ خدا جانے کیا ہوتا۔ بہشتی زیور، تبلیغ دین کل دیکھ چکی اور اس پر حتی الوسع عامل بھی ہے۔

جواب: بندۂ خدا ایسی نعمت سے، جس کو حدیث میں "خیر المتاع" کہا ہے، گھبراتے ہو؟۔ (الترغیب والتربیت جلد ۳ صفحہ ۲۷)

بیوی سے محبت کا غیر مضر ہونا:

سوال: حضرت! آج کل میں ایک سخت مرض میں مبتلا ہوگیا ہوں۔ وہ یہ کہ اپنی بیوی سے زیادہ محبت ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے معمولات میں حرج واقع ہوتا ہے، جس کا علاج ضروری معلوم ہوتا ہے، اور وہ یہ کہ اس محبت کو مائل الی اللہ کردیا جائے، معمولات کو گرتے پڑتے کسی طرح ادا کئے جاتا ہوں اور کبھی ناغہ بھی ہوجاتا ہے، جس کی وجہ وہی محبت ہے۔

جواب: بیوی سے خواہ کتنی ہی محبت ہو، مذموم ومضر نہیں، ہاں وہ محبت دین واعمالِ دین سے مانع نہ ہونا چاہئے۔ سو یہ امر اختیاری اور متعلق ہمت کے ہے۔

سوال: عرض یہ ہے کہ معمولات بحمداللہ تعالیٰ بخوبی ادا ہو رہے ہیں۔ ایک بات اکثر خیال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آتی ہے، اسی سے متفکر ہوں کہ دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اہلیہ کے انتقال کو ساڑھے دس ماہ کا عرصہ ہوگیا ہے مگر ان کا خیال کسی وقت دور نہیں ہوتا، جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ سے اس قدر بھی تعلق نہیں، کیونکہ حق تعالیٰ کے تعلق کے ہوتے ہوئے غیر اللہ کی مفارقت کا افسوس کیا معنی رکھتا ہے۔ اگر اسی حالت میں موت آگئی تو کس منہ سے حاضری ہوگی؟ چاہیئے یہ تھا کہ غیر اللہ سے محض ضابطہ کا تعلق ہوتا اور تعلق قلبی حق تعالیٰ جل شانہ سے ہی ہوتا۔ یہاں اس کا عکس ہے۔ نماز میں اس قدر حضور نہیں ہوتا جس قدر قبرستان میں جی لگتا ہے۔ مرحومہ کی قبر پر جمعہ کے جمعہ جاتا ہوں، وہاں سے واپسی کو دل ہی نہیں چاہتا۔ ابھی عید کا واقعہ ہے، صبح بعد تلاوت مکان سے چلا گیا۔ راہ میں قبرستان ہے، وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ پونے سات بجے سے ساڑھے آٹھ بجے تک بیٹھا رہا۔ اول تو کچھ پڑھ کر بخشا، اس کے بعد خاموش بیٹھ جایا کرتا ہوں بیٹھ گیا۔ ایک دیوار ہے چھوٹی سی قبر کے پاس، اس پر بیٹھ جایا کرتا ہوں، اسی طرح بیٹھ گیا۔ وہاں اس قدر مستغرق ہوا کہ کسی کے آنے جانے کا بھی پتہ نہیں رہا اور اس کا علم یوں ہوا کہ شام کو حافظ..... صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا تو قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا، میں نے کئی آوازیں دیں مگر تو نے کچھ جواب نہیں دیا، آخر میں چلا گیا، تجھے تیرے حال پر چھوڑ کر۔ اس کو سن کر اور بھی فکر ہے کہ نماز میں تو آہستہ کی آواز بھی کان میں پڑ جاتی ہے اور قبرستان میں کئی آوازیں دی جاویں اور وہ کان میں بھی نہ پریں۔ لہٰذا عرض ہے کہ خدا کے واسطے خادم کا علاج تجویز فرمائیں۔ احقر تو بالکل گیا گزرا ہے، اسی حالت میں موت آگئی تو کیا ہوگا، اللہ خیر کرے۔

جواب: حلال محبت میں ایسا انہماک اگر غیر اختیاری ہو جس سے اعمالِ ضروریہ دینیہ میں خلل نہ آوے، ذرا بھی دین میں مضر نہیں، نہ اس سے حق تعالیٰ کی محبت میں کمی ہوتی ہے۔ اور راز اس میں یہ ہے کہ محبت طبعی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت عقلی۔ تو یہ دونوں ایک قلب میں جمع ہو سکتی ہیں۔ اور اگر حق تعالیٰ کی محبت قلب میں نہ ہوتی یا کم ہوتی تو اس حالت سے فکر و غم ہی نہ ہوتا۔ بالکل اطمینان رہتا، اگر اس حالت پر موت بھی آگئی تو ذرہ برابر بھی خطرہ نہیں، البتہ دوسرے مصالح پر نظر کر کے اگر نکاح کر لیا جاوے تو انفع ہے۔ (بحوالہ تربیت السالک حصہ اول)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کی موت سے صدمہ کا علاج:

سوال: عرصہ ڈیڑھ دو برس کا گزرا کہ میری ایک بیوی تھی، جس سے مجھ کو کمال الفت تھی، بلکہ میں اس کا عاشق تھا، اس سے اولاد بھی اب تک موجود ہے اور وہ انتقال کر گئی۔ اس کے مرنے کا اس قدر رنج ہے کہ زبان قلم سے بیان نہیں ہو سکتا۔ اتنا عرصہ گزرا اب تک وہی حالت ہے۔ بس مجنوں کی تشبیہ کافی نہیں ہے۔ نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام۔ میرے درود وظائف بالکل چھوٹ گئے ہیں۔ بمشکل نماز پنجگانہ ادا کرتا ہوں، لیکن خشوع وخضوع کا تو نام ہی نہیں ہے اس کے دفعیہ کی بہت سی ترکیبیں کیں لیکن کوئی کارگر نہ ہوئی میں اس قدر مجبور ہوں کہ میرے دین و دنیا دونوں خراب ہو رہے ہیں۔ چنانچہ میں قرض دار ہو گیا، جو اسباب میرے پاس تھا وہ رہن ہو چکا، فروخت ہو گیا۔ اور عاقبت کا انجام بھی بہتر نہیں سمجھتا، اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ میں بہت ہی خائف ولرازاں رہتا ہوں، مگر مجبور ہوں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ حضور دعا کریں کہ مجھے کوئی عورت ملے ویسی ہی، یا جو خیال ہے بلکل دفع ہو جائے اور ان دونوں میں جو بہتر ہو میرے لئے وہ آپ کریں اور مجھے بھی کوئی ترکیب تحریر کریں۔

جواب: دعائے خیر کرتا ہوں۔ نکاح کرنے سے نفع ہوگا، اگرچہ ویسی عورت نہ ہو۔ اگر کوئی امر مانع قوی نہ ہو تو نکاح کر لینا چاہئے اور جب تک نکاح کا سامان نہ ہو رسالہ تبلیغ دین میں مضمون ''زہد وذم دنیا'' کو مطالعہ میں رکھیں۔

(بحوالہ تربیت السالک حصہ اول) (افادات حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ)

محبت کرنے سے محبت بڑھتی ہے:

محبت کوئی ایسی شے نہیں کہ جب ایک بار ہو جائے تو تمام عمر رہے۔ یہی حال میاں بیوی کی محبت کا ہے۔ حالانکہ دونوں میں تمام عمر محبت ہونا بہت ضروری ہے۔ میرے نزدیک میاں بیوی میں اتفاقی محبت کے لئے شوہر کا یہ فرض ہے کہ وہ مندرجہ ذیل چند باتوں کا ہمیشہ خیال رکھے۔ ان میں نہ صرف دونوں میں ہمیشہ گہری محبت رہے گی بلکہ وہ خوش وخرم زندگی بسر کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ اپنی بیوی سے محبت کرتا رہے۔ محبت کرنے سے محبت بڑھتی ہے۔ جہاں تک میاں بیوی کی محبت کا تعلق ہے اس کو مذہبی رنگ دے دینا چاہئے تاکہ تقدس کا عنصر بھی ان میں شامل ہو جائے۔

ہر خاوند کا یہ فرض ہے کہ: وہ اپنی بیوی کی جوانی کو سدا بہار بنا دے۔ بظاہر یہ بات ناممکن دکھائی دیتی ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں۔ اگر بیوی ہر طرح مطمئن اور خوش ہو تو اس سے اس کی صحت بھی اچھی رہے گی اور محبت بڑھے گی۔ آپ کو علم ہے محبت بے اعتنائی اور سرد مہری نہیں چاہتی بلکہ محبت اپنا جواب محبت ہی کی صورت میں چاہتی ہے۔ اگر کوئی فریق بے اعتنائی برتے گا تو محبت یقیناً دم توڑ دے گی۔ لہٰذا ہر خاوند کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی سے بے پناہ محبت کا اظہار کرے اور اسے یقین دلائے کہ وہی اس کے خوابوں کی تعبیر ہے۔

ناکامیاں، پریشانیاں، مایوسیاں اور دکھ انسانی زندگی پر بہت سے برے اثرات ڈالتے ہیں ان سے بچنے کے لئے فریقین کو ہمیشہ ایک دوسرے سے محبت اور خلوص سے پیش آنا چاہئے تاکہ وہ خوش حال زندگی بسر کر سکیں۔

بعض مرد محبت اور خلوص کا اظہار اس وقت کرتے ہیں جب انہیں بیوی سے شہوانی رغبت ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ زندگی کی بہت بڑی غلطی بلکہ گمراہی ہے کیونکہ جماع کا عمل تو بذات خود محبت کا اظہار ہے اس سے لفظوں کا کوئی تعلق نہیں ہے اس سے آپ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ زبانی محبت کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ آپ بیشک اپنی محبت کا اظہار الفاظ سے بھی کریں۔

یاد رکھئے کہ محبت کو پھلنے اور پھولنے کے لئے مسلسل توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ دل و دماغ سے بھی اپنی بیوی کو چاہتے ہیں۔ یہ بات قابل تسلیم ہے لیکن یہ تو ممکن ہو سکتا ہے کہ۔ آپ کی بیوی آپ کے دل و دماغ اور جذبات کو سمجھنے کی اہلیت نہ رکھتی ہو تاوقتیکہ آپ اس کا بوسہ لیں آپ اسے آغوش میں لیں۔ اس سے چھیڑ چھاڑ کریں یا میٹھی میٹھی باتیں کریں۔ اس طرح گویا آپ اپنی محبت کا اظہار عملی طور پر کر رہے ہیں۔

محبت کے اظہار میں مردوں کو سخت الجھن ہوتی ہے اور ان کے نزدیک سب سے مشکل مسئلہ بھی یہی ہوتا ہے جو فطرتاً خاموش الطبع ہوں یا ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماحول میں ہوتی ہو جس میں جذبات اور احساسات کو کچلنا اخلاق میں داخل ہوتا ہے۔

یہ سمجھنا سخت غلطی ہے کہ عورت سے بار بار پیار جتانے میں محبت کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ پیار و محبت کا اظہار گویا ایک ٹانک ہے۔ جس سے میاں بیوی دونوں جوان رہتے ہیں۔ پیار کی گفتگو چاہے کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو کبھی بھی کافی نہیں ہوتی میاں بیوی جس قدر گفتگو کریں گے اسی قدر دونوں کو خوشی محسوس ہوگی۔

''تم آج کس قدر حسین اور خوبصورت دکھائی دے رہی ہو''

آپ اس کو بتائیں کہ اس کی ہستی کس قدر باعث راحت و تسکین ہے اور وہ آپ کے لئے آرام و آسائش کا کتنا خیال رکھتی ہے جس کا آپ کو پورا پورا احساس ہے۔

تسلی اور پیار کے یہ چند الفاظ ہی آپ کی بیوی کی تھکن دور کرنے کے لئے کافی ہوں گے۔ اگر آپ نے تعریف کے بجائے برائی کر دی تو اس سے نہ صرف اس کے جذبات مجروح ہونگے بلکہ اس کا دل بھی ٹوٹ جائے گا اور وہ شادی کو وبالِ جان سمجھنے لگے گی۔

ممکن ہے اس نے آپ کے لئے کوئی خاص فائدہ بخش کام نہ کیا ہو بلکہ صرف چند پیسوں کی بچت کی ہو یا جس وقت آپ سو رہے تھے اس نے بچوں کو خاموش رکھا ہو تا کہ ان کے شور و غل اور کھیل کود کی وجہ سے آپ کی نیند خراب نہ ہونے پائے۔

ظاہر ہے کہ یہ یا اسی قسم کی اور معمولی باتیں جو آپ کی بیوی نے آپ کی خاطر کر رکھی ہوں اگر آپ ان معمولی باتوں پر ہی اس کی تعریف کریں گے تو اسے انتہائی مسرت ہوگی اور اس کی یہی مسرت گھریلو زندگی اور سارے ماحول کو خوشگوار بنا دے گی۔

پیار کی صرف ایک بات اس کے لئے سرمایہ حیات ہے۔ اور وہ گھر کا نہ ختم ہونے والا کام کرنے میں بھی خوشی محسوس کرے گی۔ عورتیں عموماً مردوں کی نسبت جلد تھک جاتی ہیں۔ گھر کا کام جو بظاہر اس قدر نہیں ہوتا کہ عورتیں تھکن سے چور ہو جائیں۔

اس حالت میں بھی مرد کا فرض ہوتا ہے کہ وہ بیوی کی حوصلہ افزائی پیار و محبت اور تعریف سے کرتا رہے۔ تعریف کرنے سے اس کی قوت کارکردگی بڑھ جاتی ہے اور کام کرنے میں وہ خوشی محسوس کرتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۳

﴿اپنی بیوی کی کبھی کبھی تعریف بھی کیجئے﴾

جس کے ساتھ تعلق ہو، اس سے محبت ہو ہی جاتی ہے۔ نیز جس کو خوبیوں کا استحضار ہو، اس کی محبت بھی دل میں آتی ہے، لہٰذا اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھیں خود بخود اس کی محبت دل میں پیدا ہوگی۔ اس کی تعریف کیجئے، اس کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوگی۔ اسی وجہ سے ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے!

''جس کے دل میں یہ احساس ہو کہ یہ بیوی کھانے پکانے کی جو خدمت انجام دے رہی ہے، یہ اس کا حسن سلوک اور حسنِ معاملہ ہے جو وہ میرے ساتھ کر رہی ہے، تو وہ اس کے کھانے پکانے کی تعریف کرے گا، اس کی ہمت بندھائے گا، اس کا حوصلہ بڑھائے گا۔

لیکن جو شخص اپنی بیوی کو نوکرانی یا خادمہ سمجھتا ہو اور کھانا پکانا اس کی ذمہ داری سمجھتا ہو، ایسا شخص کبھی اچھے کھانے پکانے پر بھی اپنی بیوی کی تعریف نہیں کرے گا اور نمک کی زیادتی یا چینی کی کمی پر ہی گھر میں قیامت برپا کر دے گا اور لمبا چوڑا جھگڑا شروع کر دے گا۔''

عورت فطری طور پر نرم دل ہوتی ہے۔ تھوڑی سی تعریف پر پھولے نہیں سماتی۔ آئندہ اس کام کو (جس کی تعریف ہوئی ہے) اور اچھا کر کے دکھاتی ہے۔ لہٰذا ہر چیز مثبت انداز میں بیوی کو سمجھائیں، جتنا کام ہو اس پر اس کی تعریف کریں۔ جو عیب یا کوتاہی باقی رہ گئی ہو، اس طرح سمجھائیں کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ اور آج سے ہی معمول بنالیں کہ چھوٹے چھوٹے کام پر، بیوی کے چائے پکانے پر، پانی کا گلاس پیش کرنے پر اس کو ''جزک اللّٰہ خیرًا'' (اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے) کہئے، دل و زبان سے شکر گزار بنئے، پھر دیکھئے بیوی بھی آپ کی کیسی قدر دار بنتی ہے۔ دنیا ہی میں حور کا نمونہ آپ کے سامنے آجائے گا۔ ایسے ہی میاں بیوی کا گھر دنیا ہی میں جنت کا نمونہ بن جاتا ہے۔

یاد رکھیئے! انسان فطری طور پر یہ چاہتا ہے کہ اس کے اچھے کاموں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور حوصلہ افزائی کی خواہش زیادہ جب ہی ابھرتی ہے جب کہ اس کی اعلانیہ حوصلہ شکنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جارہی ہو۔ خصوصاً دیورانی، جیٹھانی، نندوغیرہ مسلسل اس کے کاموں میں رخنہ ڈال رہی ہوں اور ذرا ذرا سی بات پر اس کی پکڑ کی جاتی ہو، یہ ایک ظلم کے مترادف ہے۔ جس کے کام کی ستائش نہیں کی جاتی، اور اس کو شاباش نہیں کہا جاتا، یا ایک لفظ شکریہ کا ادا نہیں کیا جاتا، اس کی دل شکنی کی جاتی ہو، وہ اکثر ہمت ہار بیٹھتا ہے اور اس کی تمام صلاحیتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ بیوی کے کاموں کی تعریف کیجئے اور حوصلہ افزائی کیجئے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو دوسری طرف سے پورا تعاون حاصل ہوگا۔

یہ ایک ایک چھپا ہوا ظلم ہے کہ ہمارے ہاں گھر کی خاتون والدہ یا بیوی خواہ کتنا ہی عمدگی سے بہتر سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کریں پھر بھی ان کی دل شکنی یہ کہہ کر کی جاتی ہے کہ یہ تو عورت کے فرائض میں داخل ہے۔ اگر ہر شوہر اور اس کے بچے یہ سوچیں کہ بیوی یا ماں کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے کپڑے دھوئے، استری کرے اور ان کے لئے عمدہ عمدہ کھانے پکا کر کھلائے۔ ان کو توانا اور تندرست بنا کر رکھے یا وہ یہ سمجھتے رہیں کہ ان کا گھر خود بخود صاف ستھرا ہوتا رہتا ہے، تمام کوڑا کرکٹ، گندگیاں جو وہ پھیلاتے رہتے ہیں اپنے آپ سمٹ کر جھاڑ بٹور لی جاتی ہیں، صاف ستھرے کپڑے خود بخود چل کر اور الماریوں میں سلیقے سے تہہ ہو کر سج جاتے ہیں۔ اور یہ تمام گھر کی زیبائش، آرائش، آرام سب قدرتی طور پر بغیر کسی خوش سلیقہ، ہنرمند خاتون کے ہاتھ لگائے بغیر انجام پاتے رہتے ہیں۔ تو یہ کفرانِ نعمت اور ناشکری ہے۔ اس سے خود بھی بچئے اور دوسروں کو بھی بچائیے۔

یاد رکھیئے! یہ عورت ہی ہے جس کی ذات سے تمام امور خانہ داری کے تقاضے پورے ہوتے ہیں، اور خاندان کا وجود برقرار رہتا ہے۔ اگر اس کے حق میں چند حرف شکرگزاری اور احسان مندی کے زبان سے ادا کئے جائیں تو اس کی حوصلہ شکنی ہزاروں فتنوں اور گھریلو بدمزگیوں بلکہ ذہنی امراض کا سبب بنتی ہے۔ آج اکثر جو گھروں میں افراتفری اور اداسی کا ماحول نظر آرہا ہے، اس میں اس ناشکری، احسان فراموشی اور حوصلہ شکنی کا کس حد تک عنصر شاملِ حال ہے، آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں۔

فرض کریں کہ آپ کسی محکمہ میں ملازم ہیں اور دیانت داری اور محنت سے کام کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہیں اور آپ کی محنت اور کارکردگی کی کوئی تعریف کرتا ہے اور نہ سیدھے منہ بات کرتا ہے، تو کیا آپ کی حوصلہ شکنی نہ ہوگی؟ اس صورت میں کیا آپ بدستور دیانت داری اور محنت سے کام کرتے رہیں گے؟ یقیناً آپ کے لئے ایسا ممکن نہ ہوگا، بلکہ آپ اس ملازمت ہی کو خیر باد کہنے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے لگیں گے۔ اسی تناظر میں آپ ذرا اپنے گھر کی خواتین کو دیکھیں۔ آپ تو اس ملازمت کو آسانی سے خیر باد کہہ کر قطع تعلق کر سکتے ہیں، لیکن آپ کی شریک حیات، یا آپ کی ماں آپ کی بے رخی اور آپ کے ناشکرے پن سے دل شکستہ ہو کر کیا اسی طرح آسانی سے آپ سے چھٹکارا حاصل کر سکتی ہے، شاید کبھی نہیں۔

بہر حال! آپ کی بدسلوکی سے بداخلاقی سے، اس احسان فراموشی اور ناشکری سے ان بے چاریوں کو مایوس ہونے سے کون روک سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ انسان تو کام کی زیادتی سے اتنا نہیں تھکتا جتنا حوصلہ شکنی سے تھکتا ہے۔ اس کا سارا جوش و ولولہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے، اور اس کے تمام اعصاب ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ صنف نازک ہونے کے باعث عورت اس سے زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ تھکان محسوس کرتی ہے بلکہ اعصابی اور ذہنی مریضہ بن جاتی ہے لہٰذا آج سے آپ یہ اصول اپنا لیجئے کہ بیوی کے اچھے کاموں کی ضرور تعریف کریں گے۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از تحفہ دولہا)

بیوی کی تعریف کا فائدہ اور جدید تحقیق:

ہمارے ہاں شکایت کا فن عام ہے۔ ہر شخص ایک دوسرے کا گلہ کرتا نظر آتا ہے۔ مگر بہت کم لوگ ہیں جو دوسرے کی تعریف کرنا بھی جانتے ہیں۔ اکثر دکانداروں کو شکایت رہتی ہے کہ جونہی ان کا مال خراب آیا، شکایات کا انبار لگ جاتا ہے، مگر اچھے مال پر کبھی بھی کسی نے دو لفظ تعریف کے نہیں کہے۔

اب..... ذرا کتاب بند کر کے سوچئے..... آپ نے کبھی کسی کی تعریف کی تھی؟ کسی اچھی چیز کو سراہا ہے، آپ کو کتنی مدت گزر گئی..... ایسا کرتے ہوئے، کوئی پندرہ روز قبل کی اور کئی لوگ تو یاد ہی نہیں کر پائیں گے کہ کبھی انہوں نے کسی کی تعریف بھی کی ہو۔ آپ کی امی، بھابھی یا بیوی نے مزیدار کھانا پکایا ہو۔ مگر آپ نے کبھی تعریف کا ایک لفظ کہنا بھی گوارہ نہیں کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کبھی کسی نے آپ کو سفر کے دوران اپنی جگہ پیش کی ہو۔ یا دروازہ کھول کر آگے بڑھنے کا راستہ دیا ہو، آپ کی گری ہوئی کوئی چیز اٹھا کر دی ہو، تو کیا آپ نے اسے شکریہ کہا؟ یقین کیجئے۔

آپ سفر کے دوران اگر ٹکٹ کلکٹر اور کنڈیکٹر ٹکٹ لیتے وقت شکریہ کہہ دیا کریں تو وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں اور بھی مسرت محسوس کرنے لگے گا۔ اسی طرح سینکڑوں مثالیں ہیں۔ آپ صرف شکریہ کہہ دینے سے اگلے کا دل موہ لیں گے۔

شکریہ اور مہربانی کی عادت بچپن سے ہی ڈالی جانی چاہئے، تاکہ عمر کے ساتھ ساتھ وہ آپ کی زندگی کے دیگر اوصاف کی طرح ایک جزو بن جائے۔

کسی کی تعریف کرنے اور خوشامد کرنے میں بہت فرق ہے۔ آپ ہمیشہ اس فرق کو ملحوظ خاطر رکھئے اور قصیدہ گوئی سے پرہیز کیجئے۔ بلکہ جائز تعریف مناسب وقت پر ضرور کیجئے۔ شکریہ۔

بچوں کو خود اعتمادی بخشنے کے لئے ان کی حرکات وسکنات بلکہ ان کی پیاری شرارتوں کو بھی سراہتے رہئے۔ اس طرح بچے میں شروع ہی سے یہ احساس پیدا ہو جائے گا کہ وہ بھی ایک خاص شخصیت ہے۔ اس طرح وہ بہت کم احساسِ کمتری کا شکار ہوگا، دوسرے اس میں خود اعتمادی آئے گی اور پھر..... وہ سراہنے کے فن سے بھی شروع ہی سے آشنا ہو جائے گا۔ آپ دیکھ لیجئے، جب آپ کسی چیز پر بچے کی تعریف کریں تو اس کے بعد وہ آپ کی تعریف بھی ضرور کرے گا۔

سچی تعریف اور ہمت افزائی:

دوسروں کی پسندیدگی حاصل کرنے کے اس طریقے کا نام سنتے ہی بہت سے کرم فرما فوراً ہی صدیوں پرانا اعتراض کریں گے جو ہمیشہ تعریف کرنے کے خلاف استعمال ہوتا چلا آیا ہے۔ یعنی..... ''خوشامد۔ روغن قاز'' یہ چیزیں سمجھدار آدمیوں کے ساتھ کارگر نہیں ہوتیں لیکن حقیقت محض یہ ہے کہ آپ اس چیز کو ایک غیر منصفانہ زاویۂ نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشامد اور تعریف میں بہت فرق ہے۔ .....ایک بدنیتی پر مبنی ہے اور دوسرا نیک نیتی پر۔ تعریف سچی ہوتی ہے اور خوشامد جھوٹی اور ہر جھوٹی چیز کی طرح انتہائی نفرت اور ناکامی کی مستحق۔ جب ہم کسی اہم معاملے پر غور نہیں کر رہے ہوتے تو ایسی حالت میں عام طور پر ہم اپنی ذات کے متعلق سوچتے رہتے ہیں۔ اگر ہم اس عادت کو چھوڑ کر کبھی کبھار دوسروں کی اچھائیوں پر بھی غور کرنے کی زحمت گوارا کریں تو ہمیں بآسانی اندازہ ہو جائے گا کہ عوام میں اتنی نمایاں قابل تعریف خصوصیات موجود ہیں کہ خوشامد جیسی جھوٹی اور ذلیل چیز کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

ڈاکٹر کامران مرزا کا قول ہے "ہر شخص جس سے میں ملتا ہوں کسی نہ کسی بات میں مجھ سے بہتر ہوتا ہے اور اس لئے میں اس سے کچھ نہ کچھ سیکھ سکتا ہوں۔" اسی طرح اس کی فضیلتوں سے چپکے چپکے مستفید ہونے کے ساتھ اگر ان کا اعلانیہ اعتراف بھی کر دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ دوسروں کی کسی فضیلت کا اعتراف کرنا ہی سچی تعریف ہے۔ سچی تعریفوں سے صرف یہی نہیں کہ آپ دوسروں کی پسندیدگی حاصل کر سکتے ہیں، بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ ہی ساتھ اس سے بہت زیادہ اہم اور بلند مقاصد بھی حاصل ہوتے ہیں جو بعض اوقات آپ ہی کے نہیں بلکہ ملک وملت کے حق میں بھی انتہائی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

حقیقت یہ کہ ہم میں سے اکثر اس سے بدرجہا قابل ہیں جتنا کہ وہ اپنے کو سمجھتے ہیں ہوتا یہ کہ احساس کمتری کی وجہ سے وہ آگے قدم بڑھانے سے جھجکتے ہیں لیکن اگر ایسے لوگوں کے مزاج میں سے کسی طرح ایک دفعہ یہ تذبذب دور ہو جائے تو پھر وہ بآسانی ترقی کی اس منزل پر پہنچ جاتے ہیں جن کے وہ فطرتاً اہل ہوتے ہیں اور اس کا بہترین طریقہ ہے سچی تعریف اور پرخلوص ہمت افزائی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بڑے بڑے صاحب کمال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شریک ہوا کرتے تھے۔ ایسے بزرگوں کے سامنے نوعمر اپنی رائے کا اظہار کرتے جھجکتے تھے۔ لیکن آپؓ ہمیشہ ان کی ہمت افزائی کیا کرتے تھے۔ ان کا قول تھا کہ علم کا انحصار عمر کی کمی یا زیادتی پر نہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت بالکل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوجوان تھے اور اکثر صحابہؓ کو ان کی شرکت ناگوار ہوتی تھی۔ لیکن خلیفۃ المسلمین کی دور رس نظریں اس نوجوان کے جوہر اصلی کو پہنچان چکی تھیں۔ ایک مرتبہ ایسی ہی ایک علمی مجلس میں بڑے بڑے حفاظ قرآن اور جلیل القدر صحابی شریک تھے۔ ایک آیت کے معنی پر دیر تک بحث ہوتی رہی۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بھی کچھ کہنا چاہتے تھے، مگر پاس ادب سے خاموش بیٹھے تھے۔ آخر حضرت عمرؓ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا، صاحبزادے اپنے کو حقیر نہ سمجھو اور جو کچھ تم سمجھتے ہو بیان کردو۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے اس ذہانت سے اس آیت کی تشریح کی کہ سب کو اس سے متفق ہونا پڑا۔

ذمہ داری نمبر ۔۔۔ ۴

﴿اپنی بیوی کا حق مہر ادا کیجئے﴾

بیوی کے حقوق میں سب سے اہم حق "مہر" ہے جو شوہر کے ذمہ لازم ہوتا ہے۔ یوں تو کوئی نکاح بغیر مہر کے نہیں ہوتا لیکن اس کے تعین میں بہت سی کوتاہیاں اور بے احتیاطیاں سرزد ہوتی ہیں۔ ان کو ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کوتاہیوں اور بے احتیاطیوں سے بچنے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانی ومبارک طریقوں پر سو فیصد عمل کرنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

جب مسلمان فیصلہ کر لیتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے زندگی گزارنا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں رواج، معاشرہ، برادری، قوم کسی کو نہیں دیکھنا، صرف اور صرف اللہ جل جلالہ کے حکم کو دیکھنا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کے موافق اپنی زندگی گزارنی ہے، سارے خاندان والوں میں اپنی قوم میں محبت اور حکمت کے ساتھ ایسی محنت کرنی ہے، جس سے مسلمانوں کی شادیوں میں اور زندگی کے تمام مراحل میں سو فیصد سنتیں زندہ ہو جائیں، تو اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کی مدد فرماتے ہیں اور اس کو عالم میں ہدایت کے فروغ کا ذریعہ بناتے ہیں، اس کے ہر عمل سے سنتیں زندہ ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر زندہ رکھیں اور اسی پر موت عطا فرمائیں۔ (آمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عموماً مہر کے معاملہ میں یہ کوتاہیاں ہوتی ہیں۔

۱۔ ایک کوتاہی لڑکی کے والدین اور اس کے عزیز و اقارب کی جانب سے ہوتی ہے کہ مہر مقرر کرتے وقت لڑکے کی حیثیت کے لحاظ نہیں رکھتے، بلکہ زیادہ سے زیادہ مقدار مقرر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بسا اوقات اس میں تنازع اور جھگڑے کی شکل بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر بعض موقعوں پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اسی جھگڑے میں شادی رک جاتی ہے۔ لوگ زیادہ مہر مقرر کرنے کو فخر کی چیز سمجھتے ہیں، لیکن یہ جاہلیت کا فخر ہے، جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ ورنہ اگر مہر کا زیادہ ہونا شرف و سیادت کی بات ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا مہر زیادہ ہوتا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی اور کسی صاحب زادی کا مہر پانچ سو درہم سے زیادہ مقرر نہیں کیا۔ پانچ سو درہم کی ایک سو اکتیس تولے تین ماشے چاندی بنتی ہے۔ اسی کو ''مہر فاطمی'' کہا جاتا ہے۔

الغرض مسلمانوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہی لائق فخر ہونا چاہیے، اور مہر کی مقدار اتنی رکھنی چاہیے جتنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس ازواج اور پیاری صاحب زادیوں کے لئے رکھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کس کی عزت ہے؟ گو اس سے زیادہ مہر رکھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں، لیکن زیادتی کو فخر کی چیز سمجھنا، اس پر جھگڑے کھڑے کرنا اور باہمی رنجش کی بنیاد بنا لینا جاہلیت کے جراثیم ہیں، جن سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے۔

۲۔ ایک کوتاہی بعض دیہاتی حلقوں میں یہ ہوتی ہے کہ ''سوا بتیس روپے'' مہر کو ''شرعی محمدی'' سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ مقدار آج کل مہر کی کم سے کم مقدار بھی نہیں بنتی۔ مگر لوگ اسی مقدار کو ''شرع محمدی'' سمجھتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ خدا جانے یہ غلطی کہاں سے چلی ہے لیکن افسوس ہے کہ ''میاں جی'' صاحبان بھی لوگوں کو مسئلہ سے آگاہ نہیں کرتے۔ جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے۔ جس کے آج کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حساب سے تقریباً تین سو روپے (۳۰۰) بنتے ہیں اس سے کم مہر مقرر کرنا صحیح نہیں۔ اور اگر کسی نے اس سے کم مقرر کر لیا تو دس درہم کی مالیت مہر واجب ہوگا۔

۳۔ ایک زبردست کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ مہر ادا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ بلکہ رواج یہی بن گیا ہے کہ بیویاں حق مہر معاف کر دیا کرتی ہیں۔ یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ بیوی کا مہر بھی شوہر کے ذمہ اسی طرح کا ایک قرض ہے جس طرح دوسرے قرض واجب الادا ہوتے ہیں۔ یوں تو اگر بیوی کل مہر یا اس کا کچھ حصہ شوہر کو معاف کر دے تو صحیح ہے، لیکن شروع ہی سے اس کو واجب الادا نہ سمجھنا بڑی غلطی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ "جو شخص نکاح کرے اور مہر ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو وہ زانی ہے۔" (بحوالہ کنز العمال۔ جلد ۱۶)

۴۔ ہمارے معاشرے میں جو اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عورتوں کے لیے مہر لینا بھی عیب سمجھا جاتا ہے، اور میراث کا حصہ لینا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے وہ چار و ناچار معاف کر دینا ہی ضروری سمجھتی ہیں۔ اگر نہ کریں تو معاشرے میں "نکو" سمجھی جاتی ہیں۔

ہر مسلمان پر اور خصوصاً دیندار پر لازم ہے کہ وہ اس معاشرتی برائی کو مٹائیں اور لڑکیوں کو مہر بھی دلوائیں اور میراث کا حصہ بھی دلوائیں۔ اگر وہ معاف کرنا چاہیں تو ان سے کہہ دیا جائے کہ وہ اپنا حق وصول کر لیں اور کچھ عرصے تک اپنے تصرف میں رکھنے کے بعد اگر چاہیں تو واپس لوٹا دیں۔ اس سلسلے میں ان پر قطعاً جبر نہ کیا جائے۔

۵۔ مہر کے بارے میں ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ اگر بیوی فوت ہو جائے اور اس کا مہر ادا نہ کیا ہو تو اس کو ہضم کر جاتے ہیں۔ حالانکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر خانہ آبادی سے یعنی میاں بیوی کی یکجائی سے پہلے بیوی کا انتقال ہو جائے تو نصف مہر واجب الادا ہوگا اور اگر میاں بیوی کی خلوت صحیحہ کے بعد اس کا انتقال ہوا ہو تو پورا مہر ادا کرنا واجب ہوگا۔ اور یہ مہر بھی اس کے ترکہ میں شامل ہو کر اس کے شرعی ورثاء پر تقسیم ہوگا۔ اس کا مسئلہ علماء سے دریافت کر لینا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہمارے یہاں یہ ہوتا ہے کہ اگر لڑکی کا انتقال سسرال میں ہوا تو اس کا سارا اثاثہ ان کے قبضہ میں آجاتا ہے اور وہ لڑکی کے وارثوں کو کچھ نہیں دیتے۔ اور اگر اس کا انتقال میکے میں ہو تو وہ قابض ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور شوہر کو حق دینے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ حالانکہ مردے کے مال پر ناجائز قبضہ جمالینا انتہائی گری ہوئی بات ہے۔ اس کے علاوہ ناجائز مال ہمیشہ نحوست اور بے برکتی کا سبب بنتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات دوسرے جائز مال کو بھی ساتھ لے ڈوبتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل و ایمان نصیب فرمائے اور جاہلیت کے غلط رسوم و رواج سے محفوظ رکھے۔

مہر کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ترجمہ..... ''حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر اپنی ازواج مطہرات کے لئے کتنا تھا؟ فرمایا، ساڑھے بارہ اوقیہ اور یہ پانچ سو درہم ہوتے ہیں''

(بحوالہ مشکوٰۃ جلد ۲)

ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھو! عورتوں کے مہر زیادہ نہ بڑھایا کرو، کیونکہ یہ اگر دنیا میں عزت کا موجب اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کی چیز ہوتی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے زیادہ اس کے مستحق تھے۔ مجھے علم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی سے بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر پر نکاح کیا ہو، یا اپنی صاحبزادیوں میں سے کسی کا نکاح اس سے زیادہ مہر پر کیا ہو''

(ماخوذ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' از حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی جلد ۵)

مہر کی شرعی حیثیت:

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں ''ان دنوں ایک نکاح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامہ میری نظر سے گزرا جس میں 'مہر' والے خانے میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی ''مبلغ بتیس (۳۲) روپے مہر شرعی'' اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ لوگوں سے بات چیت کے دوران یہ اندازہ ہوا کہ وہ خدا جانے کس وجہ سے بتیس روپے کو ''مہر شرعی'' سمجھتے ہیں۔ اور یہ تاثر تو بہت زیادہ پھیلا ہوا ہے کہ مہر کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیاں لوگوں میں پائی جاتی ہیں، جن کا ازالہ ضروری ہے۔

''مہر'' دراصل ایک ''اعزازیہ'' ہے جو ایک شوہر اپنی بیوی کو پیش کرتا ہے اور اس کا مقصد عورت کا اعزاز و اکرام ہے۔ نہ تو یہ عورت کی قیمت ہے، جسے ادا کر کے یہ سمجھا جائے کہ شوہر کے ہاتھوں بک گئی، اور اب اس کی حیثیت ایک کنیز کی ہے۔ اور نہ یہ محض ایک فرضی کاروائی ہے، جس کے بارے میں یہ سمجھا جائے کہ اسے عملاً ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ شوہر کے ذمہ بیوی کا مہر لازم کرنے سے شریعت کی منشاء یہ ہے کہ جب کوئی شخص بیوی کو اپنے گھر میں لائے تو اس کا مناسب اکرام کرے اور اسے ایک ایسا ہدیہ پیش کرے جو اس کے اعزاز و اکرام کے مناسب ہو۔

لہٰذا شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ مہر کی رقم نہ تو اتنی کم رکھی جائے جس میں اعزاز و اکرام کا یہ پہلو بالکل مفقود ہو اور نہ اتنی زیادہ رکھی جائے کہ شوہر اسے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور بالآخر یا تو مہر ادا کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو جائے یا آخر میں بیوی سے معاف کرانے پر مجبور ہو۔

شرعی نقطۂ نظر سے ہر عورت کا اصل حق یہ ہے کہ اسے ''مہر مثل'' ادا کیا جائے۔ ''مہر مثل'' کا مطلب مہر کی وہ مقدار ہے جو اس عورت کے خاندان میں عام طور سے اس جیسی خواتین کے نکاح کے وقت مقرر کی جاتی رہی ہو، اور اگر اس عورت کے خاندان میں دوسری عورتیں نہ ہوں تو خاندان سے باہر اس سے ہم پلہ خواتین کا جو مہر عام طور سے مقرر کیا جاتا ہو، وہ اس عورت کا ''مہر مثل'' ہے۔ اور شرعی اعتبار سے بیوی ''مہر مثل'' وصول کرنے کی حق دار ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اگر نکاح کے وقت باہمی رضامندی سے مہر کا تعین نہ کیا گیا ہو، یا مہر ذکر کئے بغیر نکاح کر لیا گیا ہو تو ''مہر مثل'' خود بخود لازم سمجھا جاتا ہے اور شوہر کے ذمے شرعاً ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ بیوی کو اس کا ''مہر مثل'' ادا کرے۔ البتہ اگر بیوی خود ''مہر مثل'' سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کم پر خوش دلی سے راضی ہو جائے یا شوہر خوش دلی سے ''مہر مثل'' سے زیادہ مہر مقرر کر لے، تو باہمی رضامندی سے ''مہر مثل'' سے کم یا زیادہ مہر مقرر کر لینا بھی شرعاً جائز ہے۔

مہر کی مقدار کا مسئلہ:

لیکن یہاں بھی شریعت نے زیادہ سے زیادہ مہر کی تو کوئی حد مقرر نہیں کی البتہ کم سے کم مہر کی حد مقرر کر دی ہے اور وہ حد (حنفی فقہ کے مطابق) دس درہم ہے۔ دس درہم کا مطلب دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے جو آج کل کی قیمتوں کے لحاظ سے تقریباً تین سو روپے (۳۰۰) بنتے ہیں۔ اس کم سے کم مقدار کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اتنا مہر رکھنا شرعاً پسندیدہ ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس سے کم مہر پر اگر خود عورت بھی راضی ہو جائے تو شریعت راضی نہیں ہے، کیونکہ اس سے مہر کا مقصد، یعنی عورت کا اعزاز و اکرام پورا نہیں ہوتا۔ یہ کم سے کم حد بھی ان لوگوں کا خیال کر کے رکھی گئی ہے، جو مالی اعتبار سے کمزور ہیں اور زیادہ رقم خرچ کرنے کے متحمل نہیں۔ ان کے لئے یہ گنجائش پیدا کر دی گئی ہے کہ اگر عورت راضی ہو تو کم از کم اس مقدار پر نکاح ہو سکتا ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب لینا کسی طرح درست نہیں ہے کہ شریعت کو منظور ہی یہ ہے کہ مہر کی مقدار یہی رکھی جائے اور اسے اس معنی میں ''مہر شرعی'' قرار دیا جائے۔ جن لوگوں نے آج کے دور میں ''تیس روپے'' مہر باندھ کر اسے ''مہر شرعی'' قرار دیا، انہوں نے دو غلطیاں کیں، ایک غلطی تو یہ کی کہ دس درہم کی قیمت کسی زمانے میں تیس روپے رہی ہو گی انہوں نے اسے ہمیشہ کے لئے بتیس روپے ہی سمجھ لیا۔ دوسری غلطی یہ کی کہ شریعت نے مہر کی جو کم سے کم مقدار مقرر کی تھی اس کا مطلب یہ سمجھ لیا کہ شرعاً پسندیدہ ہی یہ ہے کہ اس سے زیادہ مہر مقرر نہ کیا جائے، حالانکہ یہ تصور قطعی طور پر بے بنیاد ہے۔

اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر پانچ سو درہم مقرر فرمایا تھا۔ جو ایک سو اکتیس تولہ تین ماشہ چاندی کے برابر ہوتا ہے جس کی مالیت آجکل کتنی بنتی ہے؟ اسے بازار سے معلوم کر لیا جائے کیونکہ بھاؤ میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی متعدد ازواج مطہرات کا مہر بھی اس کے قریب قریب ہی مقرر فرمایا، جو اوسط درجے کے لحاظ سے ایک قابل لحاظ مقدار ہے۔ بعض حضرات اس ''مہر فاطمی'' ہی کو ''مہر شرعی'' کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں اور غالباً ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شرعی اعتبار سے اس سے کم یا زیادہ مہر مقرر کرنا پسندیدہ نہیں۔ یہ تصور بھی صحیح نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر فریقین ''مہر فاطمی'' کے برابر مہر مقرر کریں اور نیت یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کی ہوئی مقدار بابرکت اور معتدل ہوگی، نیز یہ کہ اس سے اتباع سنت کا اجر ملنے کی توقع ہے، تو یقیناً یہ جذبہ بہت مبارک اور مستحسن ہے۔ لیکن یہ سمجھا درست نہیں ہے کہ یہ مقدار اس معنی میں ''مہر شرعی'' ہے کہ اس سے کم یا زیادہ مقرر کرنا شرعاً ناپسندیدہ ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس سے کم یا زیادہ مہر مقرر کرنے میں بھی شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

ہاں یہ اصول مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ مہر اتنا ہو جس سے بیوی کا اعزاز و اکرام بھی ہو اور وہ شوہر کی استطاعت سے باہر بھی نہ ہو۔ جن بزرگوں نے بہت زیادہ مہر باندھنے سے منع کیا، ان کا مقصد یہی تھا کہ اگر استطاعت سے زیادہ مہر مقرر کر لیا جائے تو وہ محض ایک کاغذی کاروائی ہو کر رہ جاتی ہے، حقیقت میں اسے دینے کی کبھی نوبت ہی نہیں آتی اور مہر ادا نہ کرنے کا گناہ شوہر کی گردن پر رہ جاتا ہے۔

دوسرے بعض اوقات بہت زیادہ مہر مقرر کرنے کے پیچھے دکھاوے کا جذبہ بھی کارفرما ہوتا ہے اور لوگ محض اپنی شان و شوکت کے اظہار کے لیئے غیر معمولی مہر مقرر کر لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں باتیں اسلام کے مزاج کے بالکل خلاف ہیں۔ اس لیے متعدد بزرگوں نے غیر معمولی مہر مقرر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں ایک مرتبہ تقریر کے دوران لوگوں سے کہا کہ وہ نکاح میں بہت زیادہ مہر نہ باندھا کریں۔ اس پر ایک خاتون نے اعتراض کیا کہ قرآن کریم نے ایک جگہ مہر کے لئے ''قنطار'' (سونے چاندی کا ڈھیر) کا لفظ استعمال کیا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ چاندی کا ڈھیر بھی مہر ہو سکتا ہے، پھر آپ زیادہ مہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقرر کرنے سے کیوں روکتے ہیں؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاتون کی بات سن کر فرمایا کہ واقعی خاتون کا استدلال درست ہے اور زیادہ مہر باندھنے سے کلی طور پر منع کرنا درست نہیں۔''

مطلب یہ تھا کہ اگر دکھاوا مقصود نہ ہو اور ادائیگی کی نیت بھی ہو اور استطاعت بھی ہو تو زیادہ مہر مقرر کرنا بھی جائز ہے۔ البتہ اس میں سے اگر کوئی ایک بات بھی نہ پائی جائے اور مہر زیادہ رکھ لیا جائے تو اس طرح رکھنا شرعاً درست نہیں۔ جب مہر کا ذکر چل نکلا تو ایک اور نکتے کی وضاحت بھی ہو جائے اور وہ یہ کہ۔

مہر کی دو قسمیں مشہور ہیں۔ ''مہر معجل'' اور مہر مؤجل''۔ یہ الفاظ چونکہ صرف نکاح کی مجلس ہی میں سنائی دیتے ہیں، اس لئے بہت سے لوگوں کو ان کا مطلب معلوم نہیں ہوتا۔

شرعی اعتبار سے ''مہر معجل'' اس مہر کو کہتے ہیں جو نکاح ہوتے ہی شوہر کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے اور یہ اس کا فریضہ ہے کہ یا تو نکاح کے وقت ہی بیوی کو ادا کر دے یا اس کے بعد جب بھی بیوی چاہے اس کا مطالبہ کر لے۔ چونکہ ہمارے معاشرے میں خواتین عام طور سے مطالبہ نہیں کرتیں، اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اس کی ادائیگی ہمارے لئے ضروری نہیں، بلکہ شوہر کا یہ فرض ہے کہ وہ عورت کا مطالبے کا انتظار کئے بغیر بھی جس قدر جلد ممکن ہو اس فرض سے سبکدوش ہو جائے۔

''مہر مؤجل'' اس مہر کو کہا جاتا ہے جس کی ادائیگی کے لئے فریقین نے آئندہ کی کوئی تاریخ متعین کر لی ہو۔ جو تاریخ اس طرح متعین کر لی جائے، اس سے پہلے اس کی ادائیگی شوہر کے ذمے لازم نہیں ہوتی۔ نہ ہی بیوی اس سے پہلے مطالبہ کر سکتی ہے۔

لہٰذا مہر مؤجل ہونے کا اصل مطلب تو یہی ہے کہ اس کی ادائیگی کے لئے کوئی تاریخ نکاح کے وقت ہی مقرر کر لی جائے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں عام طور سے کوئی تاریخ مقرر کئے بغیر صرف یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اتنا مہر مؤجل ہے، اور ہمارے معاشرے کے رواج کے مطابق اس کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ مہر کی یہ مقدار اس وقت واجب الادا ہوگی جب نکاح ختم ہوگا۔ چنانچہ اگر طلاق ہو جائے یا میاں بیوی میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی ادائیگی لازم سمجھی جاتی ہے۔

ایک اور نکتہ یہ قابل ذکر ہے کہ ہمارے معاشرے میں شوہر کی طرف سے دلہن کو جو زیور پہنایا جاتا ہے اس کا بذاتِ خود مہر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ہمارے معاشرے کے رواج کے مطابق یہ زیور دلہن کی ملکیت نہیں ہوتا، بلکہ عارضی استعمال کے لئے دیا جاتا ہے۔ چنانچہ بیوی اسے شوہر کی اجازت کے بغیر نہ فروخت کرسکتی ہے، نہ کسی کو تحفے میں دے سکتی ہے نہ کسی اور کام میں لگا سکتی ہے۔ نیز یہی وجہ ہے کہ اگر خدانخواستہ طلاق کی نوبت آجائے تو شوہر یہ زیور واپس لے لیتا ہے۔ لہٰذا اس زیور سے مہر ادا نہیں ہوتا۔ ہاں اگر شوہر بیوی سے صراحۃً یہ کہہ دے کہ یہ زیور میں نے بطور مہر تمہاری ملکیت میں دے دیا، تو پھر اسے مہر میں شمار کرسکتے ہیں۔ اس صورت میں بیوی اس زیور کی مالکہ بن کر اس میں ہر طرح کا تصرف کرسکتی ہے اور یہ زیور کسی بھی حالت میں اس سے واپس نہیں لیا جاسکتا۔ اس کے علاوہ اگر شوہر اس زیور کے بارے میں بیوی کو صراحت کردے کہ یہ تمہاری ملکیت ہے اور اس کو مہر میں شمار نہ کرے، تو پھر یہ بیوی کی ملکیت شمار ہوگا اور مہر الگ سے دینا ہوگا۔ بہرصورت! یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ۔

''مہر'' کا تعین محض ایک فرضی یا رسمی کاروائی نہیں ہے۔ جو سوچے سمجھے بغیر کرلی جائے۔ بلکہ یہ ایک دینی فریضہ ہے، جو پوری سنجیدگی کا متقاضی ہے۔ یہ ایک معاملے کی بات ہے۔ شرعاً اس کے تمام پہلو صاف اور واضح ہونے چاہئیں اور معاملے کے مطابق اس کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہئے۔

www.KitaboSunnat.com

یہ بڑی ناانصافی کی بات ہے کہ اس حق کی ادائیگی سے ساری عمر بے فکر رہنے کے بعد بستر مرگ پر بیوی سے اس کی معافی حاصل کرلی جائے: جب کہ ماحول کے جبر سے اس کے پاس معاف کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے۔''

(بحوالہ ذکر و فکر از مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ)

مہر ادا کرنے کا آسان حل:

یہاں پر ہم ان شوہروں کے لئے مہر ادا کرنے کے چند آسان حل تحریر کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کے نکاح کے وقت اتنی مقدار میں مہر مقرر کرلیا گیا، جو کہ ان کی مالی استطاعت سے بہت زیادہ تھا اور اب شوہر صاحب کو اس کتاب کو پڑھ کر یا کسی اور ذریعے سے مہر ادا کرنے کی فکر لگ گئی ہے۔

۱۔ عموماً جو زیور شادی کے موقع پر بیوی کو (استعمال کے لئے) دیا جاتا ہے اس کے مالک شوہر صاحب خود ہوتے ہیں اور زکوٰۃ بھی انہی پر واجب ہوتی ہے، لہٰذا اس زیور میں سے مہر کی رقم کے برابر کا زیور نکال کر بیوی کو دے کر اس کو مالکہ بنا دیا جائے اور وضاحت بھی کردی جائے کہ یہ آپ کے مہر کی ادائیگی ہے، اور ان کی زکوٰۃ اب آپ پر واجب ہوگی۔

۲۔ یا بیوی کو ہر ماہ کچھ رقم دے کر بتا دیا جائے کہ میں قسطوں میں آپ کا مہر ادا کروں گا۔ اور اسی سلسلے کی یہ ایک قسط ہے۔

۳۔ یا جو جیب خرچ آپ بیوی کو دیتے ہیں، اس میں مہر ادا کرنے کی نیت کرلی جائے اور بیوی کو بتا دیا جائے۔

۴۔ یا کسی خوشی کے موقع پر یا اسلامی طہوار کے موقع پر کوئی قیمتی ہدیہ جو آپ اپنی اہلیہ کو دیتے ہیں اس میں مہر ادا کرنے کی نیت کرلیں اور بیوی کو بتا دیں۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از تحفہ دولہا)

حق مہر کے بارے میں احادیث مبارکہ:

مہر اس معاوضے کو کہا جاتا ہے جو نکاح کے موقع پر شوہر کی طرف سے عورت کے لیے حقوق زوجیت کی بنا پر مقرر کیا جاتا ہے مہر نکاح کی ضروری شرائط میں سے ہے یعنی اگر کوئی شخص نکاح کے وقت یہ نیت کرلے کہ مہر نہیں دیا جائے گا تو اس کا نکاح صحیح نہیں ہوگا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''جن عورتوں سے تم نکاح کرو ان کے مقرر شدہ مہر ان کو ادا کردو''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تمام ازواج مطہرات ؓ کا مہر مقرر ہوا اس لیے حضور ﷺ کی اتباع میں مہر مقرر کرنا سنت ہے۔ شریعت اسلامیہ نے مہر کی کسی خاص مقدار کو معین کر کے واجب قرار نہیں دیا اور نہ اس کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کی گئی ہے بلکہ اسے خاوند کی حیثیت اور استطاعت پر موقوف رکھا ہے یعنی جو شخص جس قدر مہر دینے کی استطاعت رکھتا ہو اسی قدر مقرر کرے البتہ شریعت میں کم از کم مقدار مقرر کی گئی ہے تاکہ اس سے کم مقرر نہ کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اس کے بارے میں احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت ابوسلمہؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنا مہر دیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ آپ ﷺ کا اپنی ازواج مطہراتؓ کے لیے مہر بارہ اوقیہ اور نش ہوتا تھا، فرمایا آپ جانتے ہیں کہ نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں فرمایا کہ نصف اوقیہ، پس یہ پانچ سو درہم ہو گئے۔ (بحوالہ مسلم شریف)

حضرت انسؓ راوی ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ نے ام سلیمؓ سے نکاح فرمایا اور ان کا مہر اسلام تھا، حضرت ام سلیمؓ حضرت ابوطلحہؓ سے پہلے مسلمان ہوئیں بعد ازاں حضرت ابوطلحہؓ نے حضرت ام سلیمؓ کو پیغام بھیجا، ام سلیمؓ نے جواب دیا کہ میں تو مسلمان ہو چکی ہوں اگر تو بھی مسلمان ہو جائے تو میں تجھ سے نکاح کر لوں گی بعد ازاں حضرت ابوطلحہؓ مسلمان ہوئے اور ان کا مہر اسلام قرار پایا۔ (بحوالہ نسائی شریف)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت نے مہر یا بخشش پر یا بخشش کے وعدہ پر نکاح کیا تو یہ سب چیزیں عورت کی ہیں اور جو چیز عقد نکاح کے بعد ہوگی وہ دینے والے کا حق ہے اور انسان کی عزت و بزرگی بہن و بیٹی کے سبب سے ہے۔ (بحوالہ نسائی شریف)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے آپ کے نکاح کے وقت ارشاد فرمایا کہ آپ حضرت فاطمہ کو کچھ دیں حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے آپ ﷺ نے پوچھا تمہاری زرہ حطمیہ کہاں گئی۔ (بحوالہ نسائی شریف)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین عورتیں وہ ہیں جن کے مہر ہلکے پھلکے ہوں۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن شرطوں کو پورا کرنا ضروری ہے ان میں سے ان شرطوں کو پورا کرنا اور بھی ضروری ہے جن کے باعث تمہارے لیے شرمگاہیں حلال ہوتی ہیں۔ (بحوالہ بخاری شریف)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت عبدالرحمٰن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عوفؓ حاضر ہوئے اور ان کے اوپر زرد نشانات تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرلیا ہے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اسے مہر کیا دیا ہے؟ عرض کیا کہ ایک گٹھلی کے برابر سونا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ بھی کرو خواہ ایک بکری ہی میسر آئے۔ (بحوالہ بخاری شریف)

حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کردے کہ عورت میں برکت بھی ہے اور نحوست بھی، عورت کی برکت اور خوبی یہ ہے کہ اس کا مہر تھوڑا ہو نکاح دولت سے کم خرچ میں ہوا ہو اور وہ خوش اخلاق اور دیندار ہو، اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ مہر زیادہ ہو نکاح دشواری سے ہوا ہو اور بداخلاق و بے دین ہو۔ (بحوالہ ابوداؤد شریف)

حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی خدمت میں خود کو پیش کیا۔ فرمایا مجھے تو اب عورتوں کی ضرورت نہیں ہے پس ایک شخص عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ اس کا نکاح میرے ساتھ کردیجئے، فرمایا تمہارے پاس کیا ہے؟ عرض کیا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں فرمایا اسے کچھ دو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو، عرض گزار ہوا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں فرمایا تمہیں قرآن کریم کتنا یاد ہے؟ عرض کیا کہ اتنا، فرمایا میں نے تمہارے قرآن مجید جاننے کے باعث اس عورت کا تمہیں مالک بنادیا۔ (بحوالہ بخاری شریف)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں زیادہ برکت والی عورت وہ ہے جس کا مہر کم سے کم ہو اور دین میں زیادہ سے زیادہ ہو۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کو آزاد کردیا اور یہی آزادی ان کا مہر قرار دیا گیا۔ (بحوالہ بخاری شریف)

اسی بات کو ایک اور جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ تمہاری عورتوں میں سے بہترین عورت وہ ہے جو خوش رو اور بانجھ نہ ہو اور مہر میں کم ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مہر دس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوقیہ تھا۔ (بحوالہ نسائی شریف)

حضرت ابوعجفاء سلمیؓ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے ایک دفعہ خطبہ پڑھا جس میں انہوں نے یہ بیان فرمایا کہ اے لوگو! خبردار تم لوگ عورتوں کے مہر زیادہ مقرر نہ کیا کرو، اگر کثرت مہر دنیا میں بزرگی اور عنداللہ مقبولیت اور کامیابی کا سبب ہوتی اور مہر میں زیادتی مستحسن ہوتی تو ہم میں سب سے زیادہ اس کے لائق نبی کریم ﷺ تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے اپنی عورتوں کا مہر زیادہ مقرر نہیں کیا اور نہ ہی اپنی صاحبزادی کا مہر زیادہ متعین فرمایا۔

(بحوالہ ابوداؤد شریف)

مہر کم باندھنا سنت ہے اور دس درہم چاندی سے کم مہر جائز نہیں پس اگر کوئی دس درہم سے کم مہر مقرر کرے تو بھی دس درہم لازم آئے گا اور عورت پورے دس درہم مہر کی مستحق ہے لہذا مناسب یہی ہے کہ دس درہم سے کم مہر نہ باندھا جائے۔

قرآن کریم کا حکم ہے کہ اپنی بیویوں کو ان کے مہر خوش دلی سے ادا کر دیا کرو جو بھی مقرر ہوئے ہوں اور جن کو تم نے منظور کیا ہو ہاں اگر عورت خود اپنی مرضی اور خوشی سے سارا مہر یا تھوڑا مہر مرد کو معاف کر دے تو اسے اختیار ہے اور بغیر مہر کے نکاح کرنا جائز نہیں اگر کر لیا تو نکاح ہو جائے گا لیکن مہر مثل لازم ہوگا کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس کی نیت مہر کی رقم ادا کرنے کی ہوتی ہے اور وہ خوشی سے مہر ادا کر دیتا ہے تو اس کو ہر درہم کی ادائیگی کے بدلے ایک حج کا ثواب بھی ملتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب عورت اپنے شوہر کو مہر بخش دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اس کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے۔

عورت اگر اپنا سارا مہر خوشی سے اور صدق قلب سے شوہر کو معاف کر کے بخش دے تو یہ عمل مستحب ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کو مہر بخش دیتی ہے خدا تعالیٰ اس کے لیے بہشت واجب کر دیتا ہے اور عورت کو ہر درہم کے بدلے ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے۔

(بحوالہ جستہ جستہ از میاں بیوی کے حقوق)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۵

اپنی بیوی کو وقت دیجئے

کوئی سادہ سی بات چیت عورت اور مرد کے لئے مختلف واقع ہوسکتی ہے۔ مرد کے لئے گفتگو کسی مسئلے کا تعین کرنے کا فائدہ اور نقصان کی وضاحت کرنے اور مسئلے کا حل تلاش کرنے کا طریقہ ہے۔ اس لئے وہ عورت کی بات تحمل سے سننے کی بجائے بار بار اس کو ٹوکتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے نقطہ کو سمجھ جاتی ہے۔ عورت کی خواہش مختلف ہوتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ مرد صرف دلائل اور مشورے نہ دے، توجہ اور ہمدردی سے اس کی بات سنے۔ عورتوں کے لئے گفتگو ایک دوسرے کے جذبوں میں شریک ہونے ان کو بانٹنے کا وسیلہ ہوتی ہے۔ وہ اس وقت تک بولتی رہنا چاہتی ہے جب تک وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس نہ کرے۔

احقر نے ایک کتاب میں پڑھا اس کتاب کے مصنف لکھتے ہیں کہ!

میں ایک خاتون کو جانتا ہوں وہ ایک کالج میں پڑھاتی ہے۔ ان کا گھر شہر کے ایک کونے میں ہے اور کالج دوسرے کونے میں۔ یوں ان کو کالج آنے جانے کے لئے روزانہ طویل فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ موٹر وہ خود چلاتی ہیں۔ ایک دن شدید بارش ہوئی، شہر کی سڑکوں پر پانی کھڑا ہوگیا، گلیاں کیچڑ سے لت پت ہوگئیں، شام کو وہ گھر لوٹیں تو شوہر سے راستے کی مصیبتوں کا ذکر کرنے لگیں۔

بہتر تھا تم چکر کاٹ کر نہر کے کنارے کی سڑک کے ذریعے آتیں، اس طرح فاصلہ دو چار میل بڑھ جاتا۔ مگر راستہ زیادہ خراب نہیں ہوتا۔ شوہر نے ان کی بپتا سن کر جواب دیا۔ خاتون اپنا سا منہ لیکر رہ گئیں۔ ان کو یہ ترکیب معلوم تھی، وہ راستہ جاننے کے لئے نہیں بلکہ ہمدردی کے دو بول سننے کے لئے اپنی بپتائی سنا رہی تھیں۔ شوہر نے روکھا سا جواب دے کر ان کے جذبے پر اوس ڈال دی۔ باتوں کے ذریعے آپ کسی خاتون کے دل میں جگہ بنانا چاہیں تو اس کو صرف مسائل کا حل نہ بتاتے جایئے اس کی باتیں ہمدردی سے سنئے، اس کے جذبوں کو سمجھئے ان کو بانٹئے۔ اکثر اوقات مرد نجی اور جذباتی قسم کے مسائل سے دور رہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہیں۔ وہ ان میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے۔ عورتوں کے لئے ایسے ہی مسائل توجہ کا مرکز ہوتے ہیں۔ یہی ان کی گفتگو کا محور ہوتے ہیں۔ عورتوں کو کرداروں سے اور مردوں کو ایکشن سے زیادہ دلچسپی ہوتی ہے۔ دونوں ہی اپنی جگہ درست ہیں۔ ہم ان میں سے ایک کو صحیح اور دوسرے کو غلط قرار نہیں دے سکتے۔

ازدواجی زندگی میں میاں بیوی دونوں کو خاص طور پر شوہر کو جاننا چاہئے کہ الفاظ کو عموماً اس سے زیادہ منفی انداز میں قبول کیا جاتا ہے جتنا کہ بولنے والے کی نیت ہوتی ہے۔ چنانچہ دبے لفظوں میں کی جانے والی ستائش کو نوٹ نہیں کیا جاتا پھر اس کو غیر جانب دار بیان سمجھا جاتا ہے۔ جب کہ غیر جانبدار بیان کو منفی انداز میں لیا جاتا ہے۔ اس صورتحال کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے۔ اس کو ذہن نشین کر کے بہت سا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ کہ مثبت جملے بہت سی غلط فہمیوں سے بچا سکتے ہیں اور ازدواجی مسرتیں بڑھا سکتے ہیں۔

اکثر میاں بیوی، بچوں، پیسوں، رشتہ داروں، ہمسائیوں، گھر کی الجھنوں اور دنیا جہان کے مسئلوں پر باتیں کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایک دوسرے سے اپنے بارے میں باتیں نہیں کرتے۔ یہ روش درست نہیں۔ میاں بیوی کو اپنے بارے میں باتیں کرنے کے لئے وقت نکالنا چاہئے۔ اس دوران ان کو کسی اور موضوع کی طرف نہیں نکلنا چاہئے۔ یہاں تک کہ بچوں کو بھی بیچ میں نہ لانا چاہئے۔ یہ مشکل کام نہیں ہے۔ روزانہ نہ سہی تیسرے چوتھے دن یا ہفتے کے بعد ہی سہی میاں بیوی کو آپس کی باتیں کرنی چاہئیں۔

طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ بیوی بول رہی ہے اور میاں سن رہا ہے۔ پندرہ بیس منٹ بعد میاں بولتا ہے اور بیوی سنتی ہے۔ گفتگو کے یہ لمحے میاں بیوی کے مابین معمول کے عملی مکالمے کا جبر توڑتے ہیں۔ وہ ان کو ایک دوسرے کو جاننے بلکہ یوں کہئے کہ ازسرنو ایک دوسرے کو بہتر طور پر جاننے کے مواقع عطا کرتے ہیں۔ ان کی زندگی میں ایک نیا ولولہ بھر دیتے ہیں۔ (بحوالہ زندگی کا کھیل)

بیوی سے باتیں کرنا اور اس کو خوش رکھنا بھی اس کا حق ہے:

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ہر وقت کسی نہ کسی بزرگ کے مرید ہیں۔ نماز،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ، ذکر و شغل کے پابند ہیں اپنے نزدیک گویا جنت خرید رہے ہیں مگر بیوی کے حقوق سے غافل ہیں۔ یاد رکھو! بیوی کا یہ بھی حق ہے کہ ایک وقت میں اس سے بات چیت کی جائے اور اس کی تکلیف و راحت کی باتیں سنی جائیں اور دلجوئی کی باتوں سے اس کو خوش کیا جائے مگر اس حق سے دیندار و دنیادار سب ہی غافل ہیں۔ جس کی وجہ یہ کہ ان حقوق کو اپنے حقوق سمجھتے ہی نہیں بس کھانا کپڑا ہی اپنے ذمہ سمجھ لیا ہے۔

گھریلو جھگڑے کی وجہ شوہر کا بیوی کو اہمیت اور وقت نہ دینا:

آج کے مصروف دور میں چاہے عورت ہو یا مرد دونوں اپنا کچھ فارغ وقت اپنی مرضی سے گزارنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ بعض اوقات وہ اپنا وقت اس انداز سے گزارنا چاہتے ہیں جس کے متعلق وہ کسی کو جوابدہ نہ ہوں۔ عام طور پر شادی کے بعد ایک جوڑا آپس میں ایک دوسرے سے ایڈجسٹ ہونے کی کوشش کرتا ہے اور ایک دوسرے کو خوش رکھنے کے لئے اکثر اپنی خواہشات کو دبانے پر مجبور ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات اگر آپ کا شریک حیات آپ سے بالکل مختلف ہو تو آپ اسے خوش رکھنے کی کوشش میں مکمل طور پر کنفیوز ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اس پریشانی سے پیچھا چھڑانے کے لئے آپ کو خود کچھ فارغ وقت کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ کچھ گھنٹے جو آپ اپنی مرضی سے گزار سکیں۔

عام طور پر بیویاں اپنے شوہروں سے زیادہ وقت دور رہنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ ان کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کی خواہش رکھتی ہیں۔ چونکہ شوہر اپنا زیادہ تر وقت دفتر یا کام کی جگہ پر گزارتا ہے اس لئے گھر واپسی پر وہ کچھ وقت خود کو دینا چاہتا ہے، مگر بیوی چاہتی ہے کہ وہ یہ وقت اس کی نذر کر دے۔ تب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بیچارا شوہر ان چیزوں کے لئے وقت کہاں سے نکالے جو اسے پسند ہیں، مگر بیوی کو ان سے چڑ ہے۔

مثال کے طور پر خالد کو مطالعے کا بہت شوق ہے۔ ادب میں ماسٹرز کی ڈگری لینے کی وجہ سے وہ کلاسکس کا بے حد شوقین ہے۔ مگر خالد کے ہاتھ میں کتابیں ہوں اس کی بیوی سیما کو شدید چڑ ہے۔ خالد کے ہاتھ میں کتاب دیکھتے ہی اس کی پیشانی پر شکنیں پڑ جاتی ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اس کے ہاتھ سے کتاب چھین لیتی ہے۔ روزانہ اس پر جھگڑا ہوتا ہے۔ خالد اسے کئی بار سمجھا چکا ہے کہ سارا دن سخت محنت کے بعد وہ کوئی کتاب یا میگزین پڑھ کر سستانا چاہتا ہے اور ہلکی پھلکی کوئی چیز پڑھ کر وہ تازہ دم ہو جاتا ہے۔ مگر سیما اس کی وضاحت نہیں مانتی نہ ہی اسے کچھ پڑھنے کی اجازت دیتی ہے۔ دونوں اس پر گھنٹوں جھگڑتے رہتے ہیں، پھر دونوں منہ سوجھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے کام میں لگ جاتے ہیں، اس صورتحال کو دس سال بیت گئے، مگر کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اب وہ ایک دوسرے سے نہیں جھگڑتے کیونکہ وہ ایک دوسرے سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔ خالد دیر سے دفتر سے آتا ہے اور اکثر اوقات دفتر سے سیدھا لائبریری میں پہنچ جاتا ہے۔ سیما کہتی ہے، ہم ایک دوسرے کی دلیلیں سن سن کر تنگ آ چکے ہیں اب ہم میں سے کوئی بات نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی خاموشی توڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ عام طور پر بیوی پر باہر کے کام کا کوئی بوجھ نہیں ہوتا ہر روز وہ اپنے شوہر سے آٹھ دس گھنٹے دور رہتے ہوئے اپنی خوشی سے وقت گزارتی ہے۔ وہ اس دوران جو چاہے کر سکتی ہے۔ اسے مطالعہ کا شوق ہے تو اپنی پسند کی کتاب یا ناول پڑھ سکتی ہے، اگر اسے آس پاس کے لوگوں سے ملنے کا شوق ہے تو جتنی دیر چاہے جا کر اپنا دل بہلا سکتی ہے اسے کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی۔ اصل مسئلہ مردوں کے ساتھ ہوتا ہے جو اپنی روزی کمانے کے لئے دن بھر دفتر یا کارخانوں میں وقت گزارتے ہیں اور گھر واپسی پر ان کی بیویاں یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ اپنا بقیہ وقت ان کی نذر کر دیں۔ وہ ان سے ہر سیکنڈ کا حساب لیتی ہیں۔ دفتر شام پانچ بجے بند ہوتا ہے اور اب سات بجے ہیں تو تم اتنا وقت کہاں رہے؟ کیوں وہاں گئے تھے؟ کیا یہ ضروری تھا وغیرہ وغیرہ۔ ایسے سولات شوہر کو جھنجھلا دیتے ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شوہر شادی کو ایک پابندی یا قید تصور کرنے لگتا ہے۔ بیوی اسے دوست سے زیادہ دشمن لگنے لگتی ہے اور غیر ضروری دباؤ سے جان چھڑانے کے لئے وہ جھوٹ بولنا شروع کر دیتا ہے، مگر کوئی شادی جھوٹ پر آخر کب تک برقرار رہ سکتی ہے؟ ہر فرد دوسرے سے کچھ توقع رکھتا ہے، والدین اولاد سے، بہنیں بھائیوں سے اور اسی طرح ایک مرد مختلف رشتوں کے ذریعے کئی دوسرے لوگوں سے منسلک ہے اور ہر نسبت اس پر ایک سماجی ذمہ داری عائد کرتی ہے۔ شادی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوراً بعد بیوی اپنے شوہر پر مکمل حق چاہتی ہے اور وہ کسی اور کو اس میں شریک نہیں کرنا چاہتی۔ انہی باتوں کی وجہ سے اکثر شوہر اپنی فیملیوں سے کٹ کر رہ جاتے ہیں مگر اندر سے وہ جڑے رہتے ہیں، لہٰذا جونہی موقع ملتا ہے وہ اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے ملنے کے لئے پہنچ جاتے ہیں اور اس موقع پر یہ بیوی کا فرض ہے کہ انہیں اس سے نہ روکے۔

جو بیویاں یہ سمجھتی ہیں کہ اس طرح ان کے شوہر ان سے دور ہو جائیں گے وہ غلطی پر ہوتی ہیں۔ درحقیقت ضد اور ہٹ دھرمی ہی رشتوں میں زہر گھول دیتی ہے۔ بیوی کے ساتھ غلط رویئے کی وجہ سے شوہر اس سے نفرت کرنے لگتا ہے اور ان کے درمیان فاصلے بڑھنے لگتے ہیں۔ اس لئے ہمارا آپ کو مشورہ یہ ہے کہ شادی کے بعد اپنی شریک حیات کی خواہشات نہیں ملتیں تو تھوڑی قربانی دینے کی کوشش کریں۔ یقیناً یہ تھوڑی سی قربانی آپ کی شادی شدہ زندگی کو خوشیوں سے بھر دے گی۔

ایک نکتہ جسے تم اگر سمجھ لو تو عورت تم پر فریفتہ ہو جائے گی:

کیا تم جانتے ہو کہ عورت کے دل کو کس طرح سے مٹھی میں لایا جائے؟ یہ ایک راز کی بات ہے کہ جس کے سننے سے تم کو فائدہ حاصل ہوگا۔ یہ میرا اپنا خیال نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسے شخص کے تجربے کی پیداوار ہے جس نے سینکڑوں عورتوں کے دلوں اور ان کے ہزاروں روپے کے زیوروں پر قبضہ کیا تھا۔ ایک محقق کے تاثرات پڑھنے کے لائق ہیں۔

''میں اپنی طالب علمی کے زمانے میں ریاست بہاولپور کے ایک افسرِ اعلیٰ کے بچوں کو پڑھایا کرتا تھا۔ اس کی وساطت سے ایک قیدی سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ کیونکہ میری طبیعت میں تحقیق و تجسس کا شوق بلا کا موجود ہے، اس لئے میں نے اس قیدی سے چند ایک سوالات کئے، جن کے جواب میں اس نے کہا کہ: بیویوں کو قابو میں لانے کی ایک نہایت سیدھی سی ترکیب ہے اور وہ یہ ہے کہ بیوی سے گفتگو کرنا ہو تو صرف اس کے متعلق ہی باتیں کرو اور اس کی دلچسپیوں کو اچھا اور مفید ظاہر کرو۔

ڈاکٹر عبداللہ کا قول ہے کہ: اگر تم کسی مرد سے اسی کے متعلق باتیں کرو تو وہ گھنٹوں بیٹھا سنتا رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات بالکل درست ہے یہی ترکیب بیویوں کے ساتھ بھی چل سکتی ہے۔

ایک دفعہ میں انارکلی بازار سے گزر رہا تھا۔ میرے ساتھ ایک ادھیڑ عمر شخص بھی تھے، جن کی عمر کا بیشتر حصہ بیویوں کے ساتھ پیار و محبت کرنے میں گذرا تھا، انہوں نے دورانِ گفتگو اس بات کا اظہار کیا کہ بیوی کو بس میں کرنے کا کامیاب ترین گر یہ ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ وقت دیا جائے۔

میں پوچھتا ہوں کہ کتاب ہٰذا کے حاضرین میں سے کتنے مرد ایسے ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ وقت گزارتے ہیں جتنا کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں خرچ کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں دستور ہو گیا ہے کہ اگر کوئی مرد اپنے بیوی بچوں کے ساتھ گھر میں کچھ وقت گزرانے لگے تو اسے واقف کاروں، دوستوں اور پڑوسیوں کی طرف سے زن مرید جیسے خطابات ملنے لگتے ہیں۔

ذرا خیال کرو کہ جو عورت اپنے بھائیوں، بہنوں اور سہیلیوں کو چھوڑ کر تمہارے گھر میں آئی ہے اور جس کی زندگی کی تمام دلچسپیاں اور خوشیاں تمہاری ذات کے گرد گھومتی ہیں کیا اس کا تم پر اتنا بھی حق نہیں ہے کہ تم اسے اتنا وقت بھی روزانہ دے سکو جو تم روزانہ اپنے دوستوں یا واقف کاروں کی صحبت میں فضول اور بیکار باتوں پر ''ہی ہی'' اور ہاہا، وواہ واہ میں صرف کرتے ہو؟ پھر اگر اس کے واسطے اپنا وقت نہ بچا سکو گے تو کیا اس کا دل تنہائی میں نہ گھبرائے گا اور کیا وہ تمہاری طرح دوسری عورتوں کے ساتھ وقت گزارنے کا شغل اختیار نہ کر لے گی؟ کیا تم نہیں جانتے کہ غیر عورتوں کے ساتھ تمہاری بیوی کا گھنٹوں بیٹھا بیٹھا تمہاری خانگی زندگی کو تباہ اور برباد بھی کر سکتا ہے؟

میں نے اپنی زندگی میں بے شمار ایسے خود فریب شوہروں کو اس وقت ہاتھ ملتے دیکھا ہے کہ جبکہ بیوی کو زیادہ سے زیادہ وقت نہ دینے کے باعث ان کی بیوی آوارہ ہو گئی۔ بس جو مرد یہ چاہتے ہوں کہ وہ عورت کے دلوں کو مٹھی میں لے سکیں تو اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ عورتوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں، لیکن اتنا بھی نہیں کہ ذریعہ معاش یا کاروبار پر برا اثر پڑے، ان کی باتوں میں دلچسپی اور اپنے افعال سے یہ ظاہر کریں کہ وہ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی عزت کرتے ہیں اور ان کی ذات پر انہیں بھروسہ ہے۔

جہاں محبتیں ہیں وہاں وقت دینا پڑتا ہے:

خوشگوار ازدواجی زندگی کی بنیادی ضرورتوں اور تقاضوں میں سے ایک یہ ہے کہ روبین میاں بیوی سب سے پہلے ایک دوسرے کے لئے وقت نکالیں۔ ایک دوسرے کے لئے وقت کو وہ اپنی پہلی ترجیحات میں شامل کریں۔ ہمیں محبت کی تلاش ہے تو پہلے اس کے لئے وقت حاصل کرنا ہوگا۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں علامہ اقبال کی خودی کی تعلیم نے انفرادی اور سماجی زندگی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ میں یہ ماننے کے لئے تیار ہوں کہ علامہ صاحب کا مطلب وہ نہ تھا جو لوگوں نے اخذ کیا ہے۔ مگر یہ ان کی ذمہ داری تھی کہ وہ اپنے فلسفے سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کی پیش بینی کرتے۔ بہر حال ہوا یہ ہے کہ خودی سے انہوں نے خود پرستی کا سبق لیا ہے۔ آج ہر کوئی اپنے آپ میں مگن ہو گیا ہے۔ ہر کوئی نفسانفسی میں مبتلا ہو گیا ہے۔ ہر کوئی اپنا گھر بھرنے لگا ہے۔ رشتے ناتے پیچھے چلے گئے ہیں۔ اجتماعی گھر کا کسی کو خیال نہیں رہا۔ اپنی خودی، اپنی ذات، اپنی خواہشیں اور اپنے مفادات ہر ایک کا مطمع نظر بن گئے ہیں۔ لیکن صحت مند تہذیبی نشوونما اور رشتوں ناتوں کی طرح پائیدار محبت اور خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے خود پرستی پر اپنے آپ تک محدود رہنے کی عادت پر قابو پانا لازم ہے۔ اس کے لئے میں کے بجائے ہم کی اصطلاح میں سوچنا اور عمل کرنا پڑتا ہے اور جہاں محبتیں ہیں وہاں وقت دینا پڑتا ہے۔ کئی جوڑوں نے اکٹھے گزارے جانے والے وقت کی قدر کرنے کا درس کسی نہ کسی الم ناک واقعہ سے حاصل کیا ہے۔ ایک شوہر نے اپنے قصہ مجھے سنایا تھا، وہ کہتا ہے کہ موٹر کے حادثے کے بعد میں اپنے کمرے میں پڑا تھا، بیوی کو اندر آنے کی اجازت نہ تھی مگر میں اسے کھڑکی کے شیشے سے دیکھ رہا تھا، وہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔ مجھے لگ رہا تھا کہ میں اس محبت کرنے والی بیوی کے ساتھ کافی وقت گزارے بغیر ہی اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ یہی وہ لمحہ تھا جب میں نے خود سے وعدہ کیا کہ میں صحت مند ہو کر گھر واپس گیا تو اپنا چال چلن بدل لوں گا۔ سب سے پہلے میں اپنی بیوی کے لئے وقت نکالا کروں گا۔ اس وعدے کو دس سال بیت چکے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں مگر میرے معمول میں فرق نہیں آیا۔ ہم دونوں روزانہ اکٹھا وقت گزارتے ہیں۔ آپ کو نتیجہ بتاؤں، نتیجہ یہ ہے کہ ہماری ازدواجی زندگی مثالی حد تک خوشگوار ہے۔ دوست احباب ہم پر رشک کرتے ہیں۔ ہم دونوں میں سے کسی کو کبھی ایک پل کے لئے بھی تنہائی کا احساس نہیں ہوا۔ اور نہ ہمیں شکوہ ہے کہ پرانی محبتیں باقی نہیں رہیں۔

بے تکلفی اور مزاج شناسی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ بڑی بے تکلف زندگی گزارتے تھے اور ان کے مزاج کا لحاظ رکھتے تھے دنیوی معاملات کو بخوبی سرانجام دیتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خوشی اور ناخوشی جس طرح پہچانتے تھے اس کے بارے میں روایت ہے کہ! حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم جانتے ہیں کہ جب تم ہم سے راضی ہوتی ہو اور جب ہم سے ناراض ہوتی ہو میں نے عرض کیا آپ کیسے پہچان لیتے ہیں؟ فرمایا جب تم ہم سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو مجھے رب مصطفیٰؐ کی قسم! اور جب ہم سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو ایسے نہیں ہے حضرت ابراہیمؑ کے رب کی قسم! میں نے عرض کیا ہاں! خدا کی قسم یا رسول اللہ میں صرف آپ کا نام ہی ترک کرتی ہوں۔ (بحوالہ بخاری شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بیوی کو کبھی خفگی آجائے تو بڑی خوش اسلوبی سے اسے راضی کر لینا چاہیے مقصد یہ ہے کہ بیوی پر ہر وقت رعب ہی رعب نہ ڈالا جائے بلکہ نرمی بھی اختیار کرنی چاہیے اسی طرح کی ایک اور حدیث پاک یہ ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دوڑ لگائی تو میں آگے نکل گئی جب میرا جسم بھاری ہو گیا تو آپ مجھ سے آگے نکل گئے اور فرمایا یہ تمہاری پہلی سبقت کا بدلہ ہو گیا۔

(بحوالہ ابوداؤد)

یہ حدیث اپنی بیویوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت کی ایک مثال ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اپنی ازواج کے ساتھ ایک پُر مسرت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشگوار زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنی بیویوں کے حق میں انتہائی مہربان اور ہنس مکھ تھے نیز اس روایت میں امت کے لیے بھی یہ سبق ہے کہ اپنی عائلی زندگی میں آپ کے اس حسن معاشرت کی پیروی کی جائے اور اپنی بیویوں کے ساتھ ہنسی خوشی اور باہمی پیار و محبت کے ساتھ رہا جائے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ اپنے جوتے خود ہی سی لیتے، کپڑوں میں پیوند لگا لیتے اور اپنے گھر کے تمام کام کر لیتے اور ازواج مطہرات کے ساتھ مل کر گوشت بنا لیتے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر والوں نے ہمارے پاس رات کے قریب بکری کے گوشت کا ایک پارچہ بھیجا، میں نے وہ پارچہ پکڑا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بوٹیاں بنائیں اور آپ ﷺ کو خوشبو بیحد پسند تھی بدبو سے آپ ﷺ کو سخت کراہت ہوتی تھی، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صوف کا جُبہ سیا، آپ نے اسے زیب تن کیا پسینہ کی وجہ سے صوف کی بو محسوس کی تو اسے اتار دیا آپ کو خوشبو بیحد پسند تھی۔ (بحوالہ مسند احمد، نسائی، احیاء العلوم)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سونے کی جگہ میں برائی نہیں نکالی، اگر آپ کے لیے بستر لگا دیا جاتا تو آپ لیٹ جاتے ورنہ زمین پر آرام فرماتے، اور آپ ﷺ چٹائی پر کچھ بچھائے بغیر بھی لیٹ جاتے اور آرام فرماتے اور آپ ﷺ کے پاس چمڑے کا ایک بستر تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اس گدے کی لمبائی دو ہاتھ اور چوڑائی ایک ہاتھ اور ایک بالشت تھی اور حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر اتنا بڑا تھا جتنی بڑی جگہ میں انسان قبر کے اندر رکھا جاتا ہے۔ (احیاء العلوم)

ایک دوسرے کے لئے وقت نکالئے:

چھوٹے اور بڑے یکساں مصروف ہیں۔ وقت کمیاب ہو گیا ہے اور سب ایک دوسرے کی رفاقت کو ترستے ہیں۔ ایک صاحب دکاندار ہیں صبح سے رات گئے تک دکان چلانا ان کی مجبوری ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ میں پورے ہفتے میں بمشکل سترہ گھنٹے اپنی بیوی بچوں کے لئے نکال پاتا ہوں۔ کافی سوچ بچار کے بعد انہوں نے ایک طریقہ نکال لیا۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے انہیں کچھ زیادہ نہیں کرنا پڑا۔ انہوں نے بس یہ کیا کہ اپنے روزمرہ کے معمول میں انتہائی معمولی سی تبدیلی کرلی۔ وہ اپنی دکان ۳۰ منٹ جلدی بند کرنے لگے اور رات کو ۳۰ منٹ دیر سے سونے لگے۔ اس طرح وہ روز بہ آسانی اپنے اہل خانہ کے ساتھ ایک گھنٹہ زیادہ گزارنے لگے۔

بہت سے لوگ اپنی ملازمت یا کاروباری اوقات کے بعد مختلف سماجی یا ذاتی ذمے داریاں قبول کرلیتے ہیں۔ اس طرح ان کے پاس اپنے بیوی بچوں کے لئے رہا سہا وقت بھی ختم ہوجاتا ہے ایسا کرنے سے حتی الامکان گریز کرنا چاہئے، ایسے متعدد طریقے موجود ہیں کہ جن کے ذریعے آپ کسی کی دل آزاری کئے بغیر معذرت کرسکتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ سماجی طور پر سب الگ تھلگ رہنے کے اپنے نقصانات ہیں۔ ان نقصانات سے اس طرح بچا جاسکتا ہے کہ آپ ضروری اور غیر ضروری سماجی مصروفیات کے درمیان صرف ضروری اور غیر ضروری سماجی مصروفیات کا انتخاب کریں، اگر آپ سماجی طور پر بہت زیادہ مصروف رہنے کے عادی ہیں تو انہیں اچانک کم کردینا یقیناً بہت مشکل ہوگا۔ آپ یہ کام بتدریج کرسکتے ہیں۔

دوستوں میں مگن رہنا کم کیجئے:

دوستوں کی اہمیت سے کون انکار کرسکتا ہے۔ دنیا میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہوگی جو بغیر دوستوں کے زندگی گزارتے ہوں گے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اکثر گھروں میں دوست تناؤ کا سبب بن جاتے ہیں۔ بچے عام طور پر شکایت کرتے ہیں کہ ان کے والدین اپنی شامیں دوستوں کے ساتھ گزارتے ہیں۔ بیگمات کو اعتراض ہوتا ہے کہ ان کے شوہر انہیں نظرانداز کرتے ہیں اور اپنے دوستوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ سمجھدار شوہر اپنی بیویوں کو نظرانداز کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

اس طرح ماں اور باپ کا مسئلہ تو حل ہوجاتا ہے لیکن بچے بالکل تنہا رہ جاتے ہیں۔ مائیں چونکہ بچوں کے زیادہ قریب ہوتی ہیں اس لئے انہیں اس خرابی کا جلد احساس ہوجاتا ہے۔

ایک ایسی ہی ماں نے ماہر نفسیات کے سامنے اس مسئلے کو اس طرح بیان کیا کہ.....ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ ہفتے میں کم از کم دو بار کسی دوست کے ہاں ملنے جاتے ہیں۔ بچے عام طور پر ہمارے ساتھ نہیں ہوتے۔ میرا خیال ہے کہ ہم لوگ زیادتی کر رہے ہیں اور ہمیں کچھ زیادہ وقت اپنے گھر کو دینا چاہئے، لیکن میرے شوہر اس بات سے اتفاق نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ میں غیر سماجی ہوتی جا رہی ہوں، میرا کہنا ہے کہ بچوں کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے۔ بعض جذبے اور باتیں بالکل ذاتی ہوتی ہیں۔ ان میں کسی اور کو شریک نہیں کیا جا سکتا۔

ماہر نفسیات نے خاتون خانہ کی بات سے مکمل اتفاق کیا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ اس معاملے پر اپنے شوہر سے تلخی نہ پیدا کریں بلکہ انہیں اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کریں۔ خاتون خانہ نے اس مشورے پر عمل کیا۔ اور اپنے شوہر کو سمجھایا کہ دوستوں کو زیادہ وقت دینے سے بچے احساس محرومی کا شکار ہو جائیں گے اور خود کو تنہا محسوس کرنے لگیں گے۔ تنہائی سے راہ فرار اختیار کرنے کے لئے وہ مختلف راستے تلاش کریں گے اس عمل میں اگر وہ غلط راہ پر چل نکلے تو ان کی زندگی برباد ہو جائے گی اور پھر ہم تمام عمر اس احساس جرم سے نجات حاصل نہیں کر سکیں گے کہ لطف کی خاطر ہم نے اپنے بچوں کی زندگیاں برباد کر دیں۔ خاتون خانہ کی باتوں نے اپنا اثر دکھایا اور ان کے شوہر رفتہ رفتہ دوستوں کی محفل آرائیاں چھوڑ کر اپنے گھر اور بچوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔

ایک دوسرے کو زیادہ بہتر سمجھنے کی کوشش کیجئے:

اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری گھریلو زندگی بہت متوازن ہے اور ہمارے درمیان افہام و تفہیم کی فضا پائی جاتی ہے۔ اگر ایسے لوگوں سے تفصیلی گفتگو کی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ اپنی گھریلو زندگی کی روزمرہ ضرورتوں کو پورا کر کے اس گمان میں مبتلا ہیں کہ شائد آپس میں مفاہمت اور محبت کے جذبات فروغ پا رہے ہیں۔ یہ ایک ایسی خود فریبی ہے کہ جس میں ہمیں اچھے خاصے پڑھے لکھے اور سمجھ دار لوگ مبتلا نظر آتے ہیں۔

زیادہ تر یہ دیکھا گیا ہے کہ بیشتر گھروں کے رہنے والے جذباتی اعتبار سے ایک دوسرے کے لئے بڑی حد تک اجنبی ہوتے ہیں۔ اور ان کی معلومات کا دائرہ روزمرہ کی عادتوں اور پسند ناپسند تک محدود رہتا ہے۔ خوشگوار گھریلو زندگی کے لئے پر اعتماد جذباتی ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہنگی بہت ضروری ہے یہ ہم آہنگی صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جب گھر کے تمام افراد ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے شعوری کوشش کریں۔ اس کی ابتدا باہمی مکالمے یا سوال و جواب سے ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے ماحول کا شگفتہ اور غیر رسمی ہونا بہت ضروری ہے۔ ایسا ہرگز محسوس نہیں ہونا چاہئے کہ ایک دوسرے سے باقاعدہ انٹرویو لیا جا رہا ہے۔

سوال و جواب پر مبنی بات چیت کو گرما گرم مباحثے میں بھی تبدیل نہیں ہونا چاہئے۔ ورنہ لوگ قریب آنے کی بجائے دور ہوتے چلے جائیں گے۔ پہلے مرحلے پر گفتگو درج ذیل سوالوں سے شروع کی جا سکتی ہے:

(۱) آپ کیا بننا چاہتے ہیں؟

(۲) کس رویے سے محسوس ہوتا ہے کہ آپ سے محبت کی جا رہی ہے؟

(۳) آپ سب سے زیادہ کس سے محبت کرتے ہیں؟

(۴) اگر آپ کو بااختیار بنا دیا جائے تو سب سے پہلے آپ کیا کرنا پسند کریں گے؟

(۵) وہ کون سی بات ہے جو سب سے زیادہ آپ کو پریشان کرتی ہے؟

قبل اس کے کہ آپ لوگ ایک دوسرے سے مکالمے کا آغاز کریں اس امر کو یقینی بنالیں کہ آپ لوگوں کے درمیان کوئی دوست، رشتے دار یا مہمان موجود نہ ہو۔ اگر دوران گفتگو کوئی بن بلایا مہمان آ پہنچے تو آپ گفتگو کا سلسلہ فوری طور پر منقطع کر دیں۔

اس بات کا خیال ضرور رکھیں کہ ماحول تلخ نہ ہونے پائے اور گھر کے ہر فرد کی باتوں کو یکساں توجہ اور اہمیت دی جائے۔

رات کا کھانا ہمیشہ ساتھ کھایئے:

بظاہر یہ بڑا سادہ سا اور عام مشورہ نظر آتا ہے۔ لیکن گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے اور قربت بڑھانے میں یہ مشورہ بڑا کارگر ثابت ہوا ہے۔ آپ کتنے ہی مصروف کیوں نہ ہوں، یہ بات طے کر لیں کہ رات کا کھانا اپنے گھر والوں کے ساتھ کھایا کریں گے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی ناگزیر کاروباری مصروفیات کے باعث اسے اپنا روزمرہ کا معمول نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا سکتے۔ان کے لئے مشورہ ہے کہ وہ ہفتے میں کم از کم تین مرتبہ اپنے گھر والوں کے ساتھ رات کا کھانا کھانے کی منصوبہ بندی کریں۔کھانا تو محض ایک بہانہ ہے مل بیٹھنے کا، ایک دوسرے سے باتیں کرنے کا، ایک دوسرے کو سمجھنے اور سمجھانے کا۔آپ نے اس کو اپنا معمول بنالیا تو چند ہی دنوں میں آپ کو یہ اندازہ ہو جائے گا کہ اہل خانہ کے درمیان کتنی یک جہتی موجود ہے۔وہ ذہنی اور جذباتی طور پر ایک دوسرے سے قریب آرہے ہیں یا دور ہوتے جارہے ہیں۔

گھر کے کسی فرد میں اگر دوسروں سے بیزاری اور جذباتی بیگانگی کا رویہ پایا جاتا ہے تو وہ فوراً ظاہر ہو جائے گا اور آپ کو بروقت اس منفی رویے کے اسباب کا کھوج لگانے اور اسے دور کرنے کا موقع مل سکے گا۔

ساتھ کھانا کھانے کے موقع کو آپس میں قربت بڑھانے کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔بچوں سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ کھانے پر اپنے دوستوں کو مدعو کریں۔اس طرح ان میں یہ اعتماد پیدا ہوگا کہ انہیں بڑوں کی طرح حقوق حاصل ہیں اور وہ بھی اپنے دوستوں کو کھانے پر بلا سکتے ہیں۔وہ اپنے وقار میں اضافہ ہوتا ہوا محسوس کریں گے۔اور وہ اپنے گھر اور والدین پر فخر کرنے لگیں گے، جس سے گھر کا ماحول مزید خوشگوار ہوگا اور قرابتوں میں اضافہ ہوگا۔

شوہروں کی خود غرضی:

اس لئے اس کی عادات سے پوری طرح آگاہ ہوتی ہیں۔اور وہ سوچتا ہے کہ آخر اس کی اہلیہ اس کی بہنوں کی طرح اس کے مزاج کو کیوں نہیں سمجھتی، آخر وہ بھی عورتیں ہیں۔وہ چاہتا ہے اس کی اہلیہ چند دنوں میں اپنا رنگ بدل لے۔وہ تمام مزاج اور ذہن بدل ڈالے جو وہ بچپن سے لے کر جوان ہوئی ہے۔اگر اہلیہ کو صرف شوہر ہی کے مزاج کو پیش نظر رکھ کر اپنی طبیعت کے میلان کو متوازن کرنا ہوتا تو شاید اپنی صنفی لچک کی وراثت کے بل بوتے پر وہ خود کو بڑی آسانی سے بدل لیتی، مگر یہاں تو نہ صرف شوہر سے مزاجی مطابقت کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ تمام گھر اور ماحول سے ہم آہنگی کرنا پڑتی ہے۔ہمیں یہ کہتے ہوئے بہت افسوس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں کے مرد اس سلسلے میں بہت خود غرض واقع ہوئے ہیں۔ وہ اس بات کی تمنا رکھتے ہیں کہ مطابقت صرف بیوی کی جانب سے ہو، اور وہ خود جیسے تھے ویسے ہی رہیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ بیوی انہیں سمجھے مگر وہ خود بیوی کو سمجھنے کے لئے قطعی تیار نہیں ہوتے۔

اگر شوہر کچھا کھڑ مزاج واقع ہوا ہے اور اس کی اہلیہ سنجیدہ طبع ہے، تو وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کی اہلیہ اس سنجیدگی سے قطع تعلق کر لے اور ان ہی کی طرح الہڑ دوشیزہ بن جائے۔ اگر وہ ان کے مزاج کے مطابق سنجیدگی کو چھوڑنے پر رضامند نہیں ہوتی تو اس پر (بوڑھے پن) اور دقیانوسی ہونے کا لیبل لگ جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ شوہر اس حد تک ضدی ہوتا ہے کہ وہ عورت کو اپنے ہی مزاج اور دماغی صلاحیتوں سے پرکھتا ہے ہمارے یہاں عموماً مردوں کی تعلیم، عورتوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ عورت بیرونی دنیا سے کافی حد تک الگ رکھی جاتی ہے۔ اس کے سوچنے اور سمجھنے کا دائرہ بہت مختصر ہوتا ہے۔

برعکس اس کے مرد نہ صرف تعلیمی لحاظ سے عورت سے بہتر ہوتا ہے بلکہ دن رات باہر گھومنے اور زندگی کے مشاہدات کرنے میں وہ اس سے بہت آگے ہوتا ہے۔ وہ اپنی سوشل زندگی اور زندگی کے مشاہدات کے بل بوتے پر اپنی اہلیہ کی صلاحیتوں کو پرکھنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے ایک نسبتاً کم تعلیم یافتہ بیوی جو گھریلو زندگی میں زیادہ مصروف رہی ہو، شوہر کے تصورات کی پرواز کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ بجائے اس کے کہ شوہر اپنے مشاہدات اور تعلیمی صلاحیتوں کے بل بوتے پر اپنی اہلیہ کو سمجھنے کی سعی کرے، وہ ایک ایسے استاد کا رویہ اختیار کر لیتا ہے جو بچے کے غلط سوال پر جھنجلا اٹھتا ہے۔ اور یہ نہیں سوچتا کہ بچے کا مشاہدہ اس سے بدرجہ کم تر ہے۔ جس طرح ایک تعلیم یافتہ مگر بے وقوف استاد کا رویہ بچے کو تعلیم سے بیزار کر دیتا ہے، اسی طرح ایک تعلیم یافتہ شوہر کا رویہ بیوی کو زندگی سے مایوس کر سکتا ہے۔

انسان کو عقلمند تو صرف اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے سے کمتر اور کمزور انسان کے ساتھ اس صورت میں نباہ کرے کہ اس شخص کو اپنی کمتری کا احساس ہی نہ ہونے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائے۔لیکن برعکس اس کے جب ایک عقلمند شخص دوسرے کی کمزوری سے غلط فائدہ اٹھا کر اس کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک روا رکھے۔تو پھر اس کو عقلمند کہنا ہی غلط ہوگا، کچھ یہی صورتحال ہمارے یہاں کے مرد اور عورت کے درمیان ہوتی ہے۔

اپنی عقلی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیے:

بجائے اس کے کہ ہر دو فریق اپنی عقلی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنی اپنی کمزوریوں کی اصلاح کریں، وہ ایک قسم کے ''کومپیٹیشن'' (مقابلے) مبتلا ہو کر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی سعی میں مبتلا رہتے ہیں۔مرد اپنی احساس برتری کا رعب جماتا ہے تو وہ عورت اپنے آپ کو برتر منوانے کی کوشش میں رہتی ہے۔یہاں پر مرد اس اہم نکتے کو بھول جاتا ہے کہ عورت کی شکست دراصل مرد کی برتری سے نہیں ہوتی بلکہ عورت کو شکست دینے کا احساس ہی اپنی جگہ پر گمراہ کن ہے۔عورت تو فطری طور پر محبت کی بھوکی ہوتی ہے اور یہی اس کی سب سے بڑی کمزوری ہوتی ہے۔اگر مرد عقلمندی کا ثبوت دیتے ہوئے عورت سے محبت کا سلوک کرے، تو پھر عورت اپنا سب کچھ قربان کر دیتی ہے، وہ مرد کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی اور ذلت برداشت کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے، لیکن اگر مرد اپنی برتری کے پیش نظر اس کے ساتھ احمقانہ رویہ اختیار کرے، تو پھر خود مرد ہی کی ذلت کا باعث بنتی ہے۔

ہماری ازدواجی زندگی کی تمام ابتدائی خرابیوں کی تمام تر ذمہ داری دراصل مرد پر ہی عائد ہو جاتی ہے۔وہ لڑکی جو اپنا گھر بار چھوڑ کر آتی ہے اس کیلئے صرف شوہر کا سہارا ہوتا ہے۔جو اس کے دکھ درد بانٹ سکتا ہے۔

اگر شوہر اپنے اور اہلیہ کے درمیان ایک ایسی دیوار کھڑی کر دے جس سے عورت بے تکلف ہو کر اپنے دل کی باتیں مرد سے نہ کہہ سکے تو پھر اس صورت میں وہ اپنے آپ کو بالکل بے سہارا پاتی ہے۔اور بے سہارا انسان جو غلطیاں بھی کرے قابل برداشت اور قابل قبول ہونی چاہئیں مرد اگر اپنی اہلیہ کو ملازمہ سمجھنے کی بجائے ایک دوست کی حیثیت دے کر اس سے باہم زندگی کا آغاز کرے تو زندگی کی بہت ساری الجھنیں یہیں ختم ہو جاتی ہیں عام طور سے نئے شادی شدہ جوڑے معمولی معمولی اختلاف سے خوفزدہ ہو کر اپنی ازدواجی زندگی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مایوسی کا اظہار کرنے لگتے ہیں اور ان کی زندگی اس کے بعد حقیقتاً خلفشار میں مبتلا ہو جاتی ہے ۔ دراصل اس خلفشار کی ذمہ داری اس معمولی نوعیت کے اختلافات پر عائد نہیں ہوتی بلکہ اس کی وجہ احساس مایوسی ہے اگر وہ بجائے مایوس ہونے کے ان اختلافات کو زندگی کا لازمی جزو تصور کریں اور ابتدا ہی سے محتاط ہو جائیں تو پھر یہ اختلاف پیدا ہوں گے مگر ان کی شکل بھیانک نہ رہے گی اور نہ ہی ان اختلافات سے گھبرانا چاہئے۔

کیونکہ یہی اختلاف زندگی میں اصلاح کا باعث بنتے ہیں ورنہ زندگی پر ایسا جمود چھا جائے گا جو بعد میں بہت بھیانک شکل اختیار کر لے گا اور ازدواجی زندگی میں جمود جتنا خطرناک ثابت ہوتا ہے اتنا اور کوئی بھی اختلاف خطرناک ثابت نہیں ہوتا اس لئے ضروری ہے کہ جوڑے اس جمود کو کبھی ظاہر نہ ہونے دیں خاموشی ایک ایسا طوفان ہے کہ جب یہ ابلتا ہے تو ازدواجی زندگی کی تمام عمارت کو بہا کر لے جاتا ہے وہ آدمی بہتر ہے اور جو اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرتا رہتا ہے کچھ کہتا ہے اور کچھ سنتا ہے مگر جب زندگی پر جمود طاری ہو جائے تو پھر دل کی دل ہی میں رہ جاتی ہے اور لاوا اندر ہی اندر پکتا رہتا ہے۔

باہمی عزت اور رواداری کا خیال رکھیئے:

بیوی کی تمام وقعت و عظمت سسرال میں اس کے شوہر کے دم سے ہے، اگر شوہر اسے ہر کس و ناکس کے سامنے برا بھلا کہے گا تو وہ پھر سارے گھر میں ذلیل ہو جائیگی، اور دیگر افراد بھی اس کے ساتھ ذلت کا برتاؤ کریں گے۔ اسی طرح اگر بیوی اپنے شوہر کے متعلق میکے میں برے خیالات کا اظہار کرے گی اور اس کے افلاس و تنگدستی کا راز فاش کرے گی تو عزیز و اقربا کی نگاہوں میں اس کا شوہر ذلیل ہو جائے گا، اور ظاہر ہے کہ وہ کبھی اس کی عزت نہیں کریں گے۔ پس میاں بیوی دونوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ باہمی عزت اور رواداری کا خیال رکھیں اور ایک دوسرے کو نہ خود نہ دوسروں کی نظروں میں ذلیل ہونے دیں۔

ایک اہم بات یہ کہ کسی کے کہنے یا سننے پر بغیر سوچے سمجھے اعتبار نہ کریں۔ ہر گھر میں کوئی نہ کوئی فرد ایسا ضرور ہوتا ہے کہ جو ایک دوسرے میں نفاق اور رنجش ڈال کر محظوظ ہوتا ہے۔ اُدھر کی بات اِدھر اور اِدھر کی اُدھر مع حاشیہ آرائی پہنچاتا ہے۔ اس کا یہ دلچسپ مشغلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے لہٰذا ہمیشہ ایسے لوگوں پر اور انکی زہریلی باتوں پر یقین کرنے سے بچیں کیونکہ بعض وقت یہ آستین میں چھپے ہوئے سانپ کی طرح ڈس لیتے ہیں اور تب کوئی منتر ان کے زہر کو کو اتارنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔

ذمہ داری نمبر.....۶

﴿اپنی بیوی سے زیادہ توقعات نہ رکھیئے﴾

جب تعلقات زیادہ ہوتے ہیں اور جب دو آدمیوں کی زندگی اور معاشرت باہم آمیز ہوجاتی ہے تو ناگواریوں کا پیدا ہونا ناگزیر ہے۔ تصادم ہوگا دو چیزوں کے اتصال سے ہوگا، نہ کہ انفصال سے۔ پس شکر رنجی اور تعلقات کی کشاکش محبت اور ربط ضبط کا ثبوت ہے۔ دو اجنبی کبھی ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہوتے۔ دشمنی جب پیدا ہوگی دو دوستوں میں ہوگی۔ اب یہ بات غور طلب ہے کہ دوستی دشمنی سے کیوں بدل جاتی ہے۔ تعلقات میں ناگواری اور کشیدگی پیدا ہونے کا کیا سبب ہے؟ میں جس فیصلے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ توقعات کے باطل ہونے کا نتیجہ ہے۔ تم والدین، اپنی اولاد، اپنی بیوی، اپنے اعزہ واحباب کے بارے میں کچھ امیدیں رکھتے ہو، اور ہر شخص کی ذات سے تم نے کچھ توقعات وابستہ کر رکھی ہیں۔ یہ امیدیں اور یہ توقعات جب باطل ہوتی ہیں تو تمہیں قدرتی طور پر رنج پہنچتا ہے، اور تمہارے تعلقات میں تلخی پیدا ہوجاتی ہے۔

میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ سب سے زیادہ توقعات وابستہ رکھتے ہیں اور اس لئے ان میں شکر رنجی اور ناگواری کا سب سے زیادہ احتمال ہے۔ لوگ جس حد تک تعلقات قائم کرنے میں بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں اسی حد تک انہیں رنج و تاسف اور باہمی کشیدگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر کامل غور و احتیاط کے ساتھ کسی شخص کی ذات سے امیدیں وابستہ کی جائیں تو اس طرح ناگواریوں کے مواقع بہت کم پیش آئیں۔ مثلاً تمہاری بیوی کی عمر بیس سال ہے، اس کی تعلیم اس سے زیادہ نہیں کہ معمولی اردو پڑھ لیتی ہے، وہ مکان کی چار دیواری میں مقید ہے، اسے معاشرے میں مخلوط ہونے اور دوسری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کے ساتھ تبادلۂ خیال کا کوئی موقع حاصل نہیں، اس نے جب سے ہوش سنبھالا میکے اور سسرال کے سوا اور کہیں رہنے سہنے کا اتفاق نہیں ہوا، اس لئے اس کی معلومات محدود ہیں۔ اب تم اس کے مقابلے میں اپنی حالت کا اندازہ کرو۔ تمہاری عمر تیس چالیس سال کے درمیان ہے تم کسی یونیورسٹی کے گریجویٹ اور کافی تعلیم یافتہ ہو، پندرہ سولہ سال سے عملی زندگی کے میدان میں قدم رکھ چکے ہو، تم شب و روز کا بیشتر حصہ کاروبار، بازار اور احباب کے حلقہ میں بسر کرتے ہو۔ روزمرہ بلکہ ہر لحہ تمہاری معلومات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے تم کو مختلف اشخاص سے تبادلۂ خیال کا موقع ملتا ہے جس کی بناء پر تمہارے خیالات اور معاشرت کی کافی اصلاح ہوتی رہتی ہے۔ اب اگر تم اپنی طرح بیوی کو تجربہ کار اور دانش مند سمجھو تو تمہاری غلطی ہے اور اس لئے جو توقعات تم ایک دانشمند اور تجربہ کار سے وابستہ کر سکتے ہو ان کو بیوی کی ذات سے وابستہ کرنا غلطی ہے ایسی غلط توقعات کبھی پوری نہیں ہو سکتیں۔

اپنی بیوی سے پختہ کاری کی زیادہ امید نہ رکھئے:

اگر تم بیوی کے متعلق صحیح رائے قائم کر لو تو اس کی کوتاہیوں اور فروگزاشتوں سے تمہیں کبھی رنج نہیں پہنچ سکتا۔ ہندوستان کی عورتیں ایک بچے سے کچھ زیادہ ہی سمجھدار کہی جا سکتی ہیں اس لئے جب تک شوہران کی تربیت کا معقول انتظام نہ کر لے اس وقت تک اسے سخت گیری اور نکتہ چینی کا پورا حق حاصل نہیں۔ بہر حال تم ایک بیوی سے جسے ابھی دنیا کے نشیب و فراز سے آگاہی نہیں ہے پختہ کاری کی امید نہ رکھو۔ ایک نوجوان عورت سے جس کے جسم میں ہر لحہ نیا خون پیدا ہوتا ہے یہ توقع عبث ہے کہ وہ رات بھر بیدار رہے۔ ایک لڑکی جسے ابھی روپے کے فوائد معلوم نہیں کبھی کفایت شعار نہیں ہو سکتی، ایک تندرست اور خوش مذاق عورت زاہد صد سالہ کی طرح نفس کش نہیں ہو سکتی۔ اور نان خشک پر قناعت نہیں کر سکتی۔ پس بیوی سے حالات پر غور کر کے اس سے وہی توقعات وابستہ کرو جو اس کے مناسب حال ہوں اور جن کے باطل ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۷

بیوی پر خرچ بھی کرتے رہیئے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک آزاد شدہ غلام بیت المقدس میں عبادت کی غرض سے ایک ماہ تک مقیم رہنا چاہتا تھا۔ جب اس نے اس کا ذکر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تو آپؓ نے پوچھا تم ایک ماہ کا خرچ بال بچوں کو دے کر آئے ہو کہ نہیں؟ اس نے کہا کہ اس کا کوئی بھی انتظام نہیں کر سکا۔ فرمایا کہ بال بچوں کے پاس جاؤ، اور انہیں ایک ماہ کا گذران دے کر آؤ کیونکہ میں نے آنحضور ﷺ سے سنا ہے کہ:

آدمی کے گنہگار ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جن کی روزی کا وہ ذمہ دار ہو ان کو ضائع کر دے، اور ان سے لاپرواہی و بے فکری رکھے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے بے فکروں کے متعلق کیا خوب لکھا ہے:

بہ بیں آں بے حمیت واکہ ہرگز
نخواہد دید روئے نیک بختی
کہ آسانی گزیند خویشتن را
زن و فرزند بگذارد بہ سختی

یعنی وہ آدمی کس درجہ بے غیرت ہے جو خود تو حرے سے گزر کر رہا ہو اور بیوی بچوں کو سختی و پریشانی میں ڈالے ہوئے ہو، اس بد بخت کو کبھی خوشی نصیبی میسر نہ ہوگی، جو اہل و عیال سے اس قدر بے خبر رہا ہو۔

حسن معاشرت کے تحت یہ لازم ہے کہ اگر مرد مالدار و امیر ہے تو اپنے اہل و عیال پر امیروں کی طرح خرچ کرے اور اگر اوسط درجے کا خوشحال ہو تو اپنے رتبہ کے مطابق خرچ کرے اور اگر غریب مفلس ہے تو عام غریبوں کی طرح روٹی کپڑا دے۔

ہر مرد پر لازم ہے کہ موسم کے مطابق گرم و سرد کپڑے، اونی، سوتی، وغیرہ جو خود پہنے اور خود کھائے بالکل اسی طرح کے کھانے اور کپڑے کا اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی انتظام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے، یہ نہ ہو کہ خود میری کاٹ وغیرہ پہنے اور بیوی کو سوتی وغیرہ کپڑا دے خود تو مرغ کھائے اور بیوی کو دال سبزی کھلائے بلکہ حسن معاشرت سے کام لے۔ ارشاد ہے۔ **وعاشروھن بالمعروف** یعنی عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے حسنِ سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔

اگر عورت کو اخراجات کے لئے خرچ مقرر کر کے نقد دیا جائے جیسا کہ ملازم پیشہ لوگ عام طور پر اپنی عورتوں کو اخراجات کے لئے نقد رقم دیا کرتے ہیں تو وہ ماہانہ یا سالانہ یا یومیہ خرچ مقرر کر دیں اگر کم پڑے تو شوہر اس کو پورا کرے۔

اگر مرد صاحب حیثیت ہے تو گھر میں نوکرانی و خادمہ بھی عورت کے لئے مقرر کر دے، جو اس کے ساتھ امورِ خانہ داری میں مدد کرے، اور اولاد کو دودھ پلانے وکھلانے اور بہلانے کے لئے ایک ملازم بھی رکھے۔

اگر عورت بیمار ہے تو اس کی خدمت اور علاج معالجہ کے لئے بھی شوہر پر مکمل اہتمام و انتظام واجب ہے، اور یہ سب حسنِ معاشرت میں داخل ہے۔ جس عورت کا نان نفقہ مرد پر واجب ہے اس عورت کی تجہیز و تکفین کا انتظام بھی مرد کے لئے واجب ہے۔

نفقہ میں اللہ کی خوشنودی کو مدنظر رکھا جائے:

بیوی کے لئے اس کا خاوند جو کچھ بھی خرچ کرے اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو بھی مدنظر رکھے، ایسا کرنے سے اسے بے پناہ ثواب ملے گا۔ اس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا، تم جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے خرچ کرو گے اس کا ثواب ملے گا، حتیٰ کہ بیوی کے منہ میں بھی جو لقمہ ڈالو گے اس کا بھی ثواب پاؤ گے۔ (بحوالہ بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے پیشِ نظر بیوی کو جو کھانا کھلایا جاتا ہے اس کا بھی اللہ کے ہاں ثواب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفقہ کی مقدار:

حضرت امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ عورت کا جو نفقہ مرد کے ذمہ ہے وہ صرف تین چیزیں ہیں، (۱) قیام، (۲) قیام گاہ، (۳) لباس۔ اس سے زائد جو کچھ شوہر اپنی اہلیہ کو دیتا ہے یا اس پر خرچ کرتا ہے وہ ہمدردی اور احسان ہے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ نفقے کی مقدار دونوں کی معاشی حیثیت پر مبنی ہے۔ اگر دونوں مالدار ہیں تو نفقہ مالدار کی طرح ہوگا اور دونوں غریب ہیں تو نفقہ بھی غریبانہ ہوگا، اور اگر بیوی غریب گھر کی ہے اور خاوند مالدار یا بیوی تو مالدار ہے اور خاوند غریب ہے تو اس صورت میں بھی خاوند کا اعتبار ہوگا۔ غرضیکہ اگر مرد مالدار ہے تو بیوی کو اپنی حیثیت کے مطابق خرچہ دے، اگر غریب ہے تو پھر اپنی غریبانہ حیثیت کے مطابق خرچہ دے۔

اگر میاں بیوی میں نفقہ کے متعلق اختلافات ہو جائے۔ بیوی زیادہ خرچے کا مطالبہ کرتی ہو اور خاوند زیادہ خرچہ دینے کا اہل نہ ہو تو خاوند کی بات معتبر ہوگی اگر خاوند مالدار ہو لیکن خرچ کرنے میں بخیل ہو جس سے بیوی کی ضروریات پوری نہ ہوتی ہوں تو عورت گھر کے لئے اپنے خاوند کے مال سے صرف اتنا خرچ کر سکتی ہے جو اس کی ذاتی کفالت کے ضروری ہے۔

نفقہ کا بوجھ برداشت نہ کرنے والا مرد حق حاکمیت کھو دیتا ہے:

اگر مرد عورت کے اخراجات کا متحمل نہ ہو سکے تو اس کو اس پر حاکم مسلط رہنے کا کوئی حق نہیں ہے، اور اگر یہ عورت اس کی بیوی ہے تو اس کو طلاق حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ علماء کرام نے حق تعالیٰ کے ارشاد "وبما انفقوا من اموالهم" (اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں) کا یہ مفہوم اخذ کیا ہے کہ جب شوہر اپنی بیوی کا خرچ برداشت کرنے کے قابل نہ رہے تو وہ حق حاکمیت کھو دیتا ہے۔ اور وہ جب عورت پر قوام نہیں رہتا تو عورت کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے جس کے لئے نکاح کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں واضح ثبوت موجود ہے کہ جب خرچ میں تنگی ہو جائے اور گزر اوقات مشکل ہو جائے تو عورت کے لئے فسخ نکاح جائز ہے اور یہی امام مالک رحمۃ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن، ج ۵)

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بیویوں کا خرچ برداشت کرنا شوہروں پر لازم ہے بشرطیکہ بیوی بدخو اور نافرمان نہ ہو اور نافرمانی کے علاوہ اور کوئی وجہ ایسی نہیں کہ جس کی بنا پر شوہر کے اوپر سے نفقہ کی ذمہ داری ساقط ہو جائے، اور نہ کوئی مرض، نہ روزہ، نہ حج، نہ شوہر کی غیر موجودگی اور کسی وجہ سے شوہر کا قید ہونا۔ (الجامع الاحکام القرآن، ج ۵)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اللہ نے اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ میراث میں مردوں کو عورتوں پر اس لئے فوقیت دی گئی ہے کیونکہ مرد عورتوں پر حاکم مسلط ہیں اگر چہ دونوں ایک دوسرے کو ازدواجی خوشیاں دینے میں برابر کے شریک ہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کو مہر ادا کرنے اور ان کا خرچ برداشت کرنے کا حکم دیا ہے، اس لئے مردوں کا پلہ بھاری ہو گیا اور عورتوں پر افضل قرار پائے۔ (بحوالہ التفسیر الکبیر، ج ۱۰)

پھر مردوں کے قوام ہونے کا مطلب بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ قوام اسے کہتے ہیں جو حد سے زیادہ کسی چیز کا خیال رکھے اور ذمہ داری نبھائے۔ کہا جاتا ہے کہ شوہر عورت کا قیم ہے یعنی وہ جو اس کی نگہبانی کرے اور اس کی ضرورت کا خیال رکھے۔ (التفسیر الکبیر، ج ۱۰)

پھر وہ "بما حفظ اللّٰہ" کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں (یعنی کہ ان کے لیے) (یعنی عورتوں کے لئے) جو کچھ اللہ پاک نے محفوظ رکھا یعنی کہ عورتوں کو چاہئے کہ وہ شوہر کے حقوق کی حفاظت کریں، بمقابلہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق کی حفاظت فرمائی اور مردوں کو حکم دیا کہ وہ عورتوں کے ساتھ انصاف کریں، ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں، اور ان کے حقوق پوری طرح ادا کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "بما حفظ اللّٰہ" کی مثال ایسی ہے جیسے کہ یہ کہا جائے "یہ بمقابلہ اس کے"۔ (التفسیر الکبیر، ج ۱۰)

تو کیا مرد کی برتری عورت سے زیادہ مرد کے لئے قید نہیں؟

(بحوالہ آزادی نسواں دھوکہ یا فریب)

بے وقت کھانا دینے کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم انے ارشاد فرمایا کہ آدمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے گنہگار ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جو اپنے بیوی بچے اور غلام سے ان کا کھانا روک لے۔ (بحوالہ مسلم شریف)

دوسری روایت میں ہے کہ انسان کے گنہگار ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جن کا کھانا اس کے ذمہ ہے اسے ضائع کردے۔

بندہ کے ناقص خیال میں اس حدیث کے ذیل میں وہ خاوند بھی آجاتے ہیں کہ جو اپنی بیویوں کو پابند کرتے ہیں کہ جب تک ہم نہ آئیں تم کھانا نہ کھاؤ۔ اور خاوند صاحب کبھی تو کئی گھنٹے گزرنے کے بعد آتے ہیں اور کبھی سارا دن غائب رہتے ہیں۔ اس لئے بیویوں کو اس معاملے میں آزادی ہونی چاہئے کہ جب تمہیں بھوک لگے کھانا کھالو، ہمارا انتظار نہ کرنا۔

گھریلو اخراجات اور اعتدال پسندی:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہتر اشرفی وہ اشرفی ہے جس کو آدمی اپنے بال بچوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ اشرفی ہے جس کو آدمی راہِ خدا کی سواری میں خرچ کرتا ہے اور وہ اشرفی ہے جس کو آدمی راہِ خدا کے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔''

ابوقلابہؒ (ایک راوی) کہتے ہیں، آپ ﷺ نے بال بچوں پر خرچ کرنے سے بات شروع کی اور پھر فرمایا اس آدمی سے بڑھ کر اجر وثواب کس کا ہوسکتا ہے جو اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے تاکہ خدا ان کو مانگنے سے بچائے اور خوشحال بنائے رکھے۔

(بحوالہ جامع ترمذی، ابواب البر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم انے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے حلال ذرائع سے دنیا طلب کی تاکہ خود کو کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچائے رکھے اور اپنے اہل وعیال کے لئے روزی مہیا کرے اور اپنے پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کرے وہ قیامت کے روز اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ بدر کامل کی طرح چمک رہا ہوگا۔'' (بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ ہر کام متوازن ہونا چاہئے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''سب سے اچھا راستہ اعتدال کا ہے۔'' (بحوالہ بیہقی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا نفقہ اور خرچ کے معاملے میں بھی اعتدال برتنا چاہئے، قرآن حکیم میں ہے:

وکلو واشربوا ولا تُسرِفوا... (سورۃ الاعراف ۳۱)

''کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔''

ولا تَجعل یدَکَ مَغلولَۃً الٰی عُنُقِکَ ولا تَبسُطھا کُل البَسطِ. (سورۃ بنی اسرائیل ۲۹)

''نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اسے بالکل کھلا چھوڑ دو۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اعتدال کے پہلو کو یوں قائم رکھا کہ اہل و عیال اور لوگوں پر تو کھلے دل سے خرچ کیا کرتے تھے، مگر گھر کی آرائش و زیبائش اور لباس کے معاملہ میں بہت محتاط تھے، یہی طریقہ ہر مسلمان کو اختیار کرنا چاہئے۔

شوہر کو چاہئے کہ پوری فراخدلی کے ساتھ رفیقہ حیات کی ضروریات پوری کرے اور خرچ میں کبھی بھی تنگی نہ آنے دے۔ اپنی محنت کی کمائی گھر والوں پر صرف کر کے سکون و مسرت محسوس کرے۔ کھانا کپڑا بیوی کا حق ہے اور اس کا حق خوشدلی اور کشادگی کے ساتھ ادا کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کرنا شوہر کا انتہائی خوشگوار فریضہ ہے۔ اس فریضہ کو کھلے دل سے انجام دینے سے نہ صرف دنیا میں خوشگوار ازدواجی زندگی کی نعمت ملتی ہے بلکہ جیسا مندرجہ بالا حدیث سے ظاہر ہے کہ مؤمن آخرت میں بھی اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

بعض اوقات شوہر اپنے والدین کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے کہ بیوی فضول خرچ اور پھوہڑ ہے، گھر کے مناسب اخراجات سے بھی ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ یہ بات قابلِ اصلاح ہے۔ پہلے والے وقت گزر گئے۔ والدین کے زمانے میں گھر کے اخراجات پر جو رقم اٹھتی تھی، آج کل ہم اس کا سوچ بھی نہیں سکتے، جہاں آمدنی میں ترقی ہوئی ہے وہاں اخراجات میں اضافہ اس سے بھی زیادہ ہوا ہے۔ رہن سہن کے طور طریقوں میں جو روز بروز تبدیلی آرہی ہے اس کا آج سے نصف صدی یا کم پہلے سوچا بھی نہ تھا۔ کل جو اشیاء آسائش کے زمرے میں تھیں، آج ضروریات بن گئی ہیں، لیکن بعض والدین جنہوں نے حالات اور وقت کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کیا اپنی بہو کے گھریلو مصارف کو انتہائی درجے کی فضول خرچی پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمول کرتے ہیں۔

بہو کتنا ہی ہاتھ کھینچ کر خرچ کرے ساس انتہائی درجے کی فضول خرچ کا خطاب دے دیتی ہے۔ ماں کا ایسی باتیں کرنے کا اصل مقصد بیٹے کو اپنے زیر اثر رکھنا ہوتا ہے۔ اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ بیٹے کی آمدنی پر اس کا مکمل اختیار ہو، ایسے شوہر جو والدین کے ہر معاملہ میں تابعداری کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں گھر کے تمام مصارف اپنی والدہ کے ہاتھوں میں دے دیتے ہیں، ایسے غیر اخلاقی معاملات کا حضرت مسیح اللہ صاحبؒ نے خوب جائزہ لیا ہے:

''بعض شوہر اپنی بیویوں کو اخراجات کے لئے مناسب رقم نہیں دیتے اور بعض ناانصافی سے اور بلا جواز مار پیٹ بھی بلا تکلف روا رکھتے ہیں۔ دوسری برائی یہ کہ تمام آمدنی اپنے ماں باپ کے ہاتھوں میں رکھ دیتے ہیں اور بیوی ہر ضرورت کے لئے اس کے والدین کی دست نگر ہوتی ہے اور وہ اکثر اوقات اس کی ضروریات کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے اور بے اعتنائی سے ٹھکرا دیتے ہیں۔''

اخراجات کے معاملے میں جیسا کہ پہلے احادیث میں درج ہو چکا ہے نہ تو فضول خرچی ہونی چاہئے اور نہ ہی کنجوسی۔ شوہر کے لئے ضروری ہے کہ اس بات کو مدنظر رکھے کہ بیوی کا اس کے والدین کے گھر میں رہن سہن کیسا تھا۔ اس پر فرض ہے کہ اپنی آمدنی کے ذرائع کے مطابق حتی الوسع بیوی کے آرام و آسائش پر خرچ کرے۔ بے جا اسراف اور اپنے بجٹ سے تجاوز کرنا بھی ناپسندیدہ فعل ہے اور اس کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن بعض امیر کبیر خاوند اپنی کنجوسی کی وجہ سے بیوی کی ضروریات اور خواہشات کو مدنظر نہیں رکھتے۔

صرف ضروریات پر خرچ کرنا محبت اور خوشحال گھر کیلئے کافی نہیں ہے۔ کیونکہ ضروریات سے تو کسی طور پر بھی مفر ممکن نہیں، شوہر کیلئے لازم ہے کہ گھر کے کام کاج میں مدد دینے کیلئے بیوی کیلئے ملازمہ رکھے۔ بیوی کے آرام و آسائش اور اس کو خوش رکھنے کیلئے جو لوازمات شوہر کرتا ہے اس پر یہ نہ سوچے اور محسوس کرے کہ میں بیوی کی خاطر بہت قربانیاں دے رہا ہوں۔ جب ایک شخص ایک عورت کو اپنے گھر میں بیوی بنا کر لاتا ہے جو کسی کی بیٹی ہوتی ہے، اسے یہ ضرور سمجھ لینا چاہئے کہ اس نے یہ ملازمہ نہیں رکھی ہے، وہ اسے محبت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرام کیلئے لایا ہے، اگر وہ اس سے محبت کی توقع رکھتا ہے تو وہ بھی اس سے ویسی ہی توقع رکھتی ہے۔

ابدال کا عمل کون سا ہے؟

ایک آدمی ایک عالم کے سامنے اپنے آپ پر ہونے والے انعاماتِ خداوندی بتا رہا تھا، کہنے لگا: مجھے اللہ نے ہر طرح کے اعمالِ صالحہ سے حصہ عطا کیا ہے۔ آخر کار حج، جہاد اور دوسری کئی قسم کی عبادات کا ذکر کیا۔ عالم نے فرمایا: ''ابدال کا عمل کہاں ہے؟'' اس نے پوچھا: وہ عمل کیا ہے؟ فرمایا: ''حلال کمانا اور عیال پر خرچ کرنا۔''

بیوی، بچوں کی خبر گیری کرنا افضل عمل ہے:

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جہاد میں تھے۔ اپنے بھائیوں کو فرمایا: تم ایسا عمل بھی جانتے ہو جو اس سے افضل ہے جس میں ہم مصروف ہیں؟ لوگوں نے کہا، ہم نہیں جانتے، یہ اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ اعدائے الٰہی سے قتال ہو رہا ہے۔

اس سے کیا افضل ہو سکتا ہے؟ فرمایا، لیکن میں جانتا ہوں، پوچھا وہ کیا ہے؟ فرمایا: سوال نہ کرنے والا عیال دار آدمی رات کو اٹھے، سوتے بچوں کو دیکھے کہ ان پر سے کپڑا ہٹ گیا ہے تو ان پر کپڑا ڈال دے۔ یہ عمل اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔

بیوی بچوں پر خرچہ کرنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وما انفقتم من شیء فھو یخلفه وھو خیر الرازقین. (سورۂ سبا ۳۹)

''اور جو چیز تم (مواقع حکم الٰہی) میں خرچ کرو گے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس کا عوض ضرور دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔''

بیوی بچوں، والدین اور اپنے پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔ (حدیث)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص (ناجائز مشتبہ سے) بچنے کے لئے آپ اپنے آپ پر خرچ کرے گا تو یہ بھی صدقہ ہے اور جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ اپنی بیوی، اولاد اور گھر والوں پر خرچ کرے گا یہ بھی صدقہ ہے۔ (بحوالہ طبرانی باسناد حسن)

حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں، ایک شخص آنحضرت ﷺ کے سامنے سے گذرا، صحابہ کرامؓ نے اس کے جثہ چستی کو دیکھ کر عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ کاش یہ شخص جہاد میں شریک ہوتا۔ تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر یہ اپنے چھوٹے بچے کی ضرورت کی تگ و دو کے لئے نکلا ہے تو بھی یہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے، اور اگر اپنے آپ کو (ناجائز اور مشتبہ چیز سے) بچانے کے لئے نکلا ہے تو بھی یہ اللہ کے راستہ میں ہے۔ اور اگر اپنے بوڑھے والدین کی خاطر محنت کے لئے نکلا ہے تو بھی اللہ کے راستے میں ہے، اور اگر یہ ریاکاری اور تکبر کی خاطر نکلا ہے تو پھر یہ شیطان کے راستے میں ہے۔'' (بحوالہ طبرانی، رجالہ رجال الصحیح)

چار قسم کا خرچ:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''چار قسم کے اخراجات ایسے ہیں کہ قیامت کے دن ان کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔

(۱) وہ خرچ جو اپنے والدین پر کیا۔

(۲) جو افطار کے لئے خرچ کیا۔

(۳) وہ جو سحری کے لئے کیا۔

(۴) وہ خرچ جو اپنے اہل وعیال پر کیا۔

بیوی کا خرچہ رزق حلال سے دینا چاہئے:

ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز بندے کو میزان عمل کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، اس کے پاس پہاڑوں کے برابر نیکیاں ہوں گی۔ اس سے اہل خانہ کی دیکھ بھال اور ان کے حقوق کی دیکھ بھال اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے متعلق سوالات کیے جائیں گے۔ اس ضمن میں اس سے مال کے سلسلے میں بھی باز پرس کی جائے گی کہ کہاں سے حاصل کر کے اپنے اہل وعیال کو کھلایا اور کس جگہ خرچ کیا؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے مال کے سلسلے میں جو مطالبات اس پر ہونگے وہ اس کی تمام نیکیوں پر حاوی ہو جائیں گے یہاں تک کہ ایک نیکی بھی باقی نہیں رہے گی۔ اس وقت فرشتے کہیں گے یہ وہ شخص ہے کہ اس کے اہل وعیال نے اس کی نیکیوں کو کھالیا اور اس کے تمام افعالِ حسنہ کھا گئے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جو لوگ آدمی سے آکر لپٹیں گے، وہ اس کے عیال واطفال (بچے) ہونگے۔ وہ لوگ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کریں گے، اور عرض کریں گے، یا اللہ! یہ وہ شخص ہے جس نے ہمیں اندھیرے میں رکھا اور حرام غذا سے ہمارا پیٹ بھرا۔ اس سے ہمارا بدلہ لے، چنانچہ اس شخص سے بدلہ لیا جائے گا۔ (بحوالہ احیاء العلوم)

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص گناہ کے ذریعے سے مال حاصل کرے پھر اس مال سے صلۂ رحمی کرے یا صدقہ میں دیدے یا اللہ کی راہ میں خرچ کردے، یا اہل وعیال کا خرچہ اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کر کے دوزخ میں ڈال دے گا۔ تمہارا بہترین دین تقویٰ ہے۔ (بحوالہ احیاء العلوم)

فرشتوں کی دعا:

اہل وعیال پر خرچ کرنے والوں کے لئے فرشتے یوں دعا کرتے ہیں: 'حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، ہر روز بوقت صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہتا ہے یا اللہ! خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا فرما، دوسرا کہتا ہے کہ یا اللہ! روکنے والے کا مال ضائع فرمادے۔'' (بحوالہ بخاری ومسلم)

جیب خرچ بھی بیوی کا حق ہے:

بیوی کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو کچھ رقم ایسی بھی دو جس کو وہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر سکے جس کو جیب خرچ کہتے ہیں اس کی تعداد اپنی اور اپنی بیوی کی حیثیت کے موافق ہو سکتی ہے، مثلاً سو، پچاس روپے جیسے گنجائش ہو۔ یہ رقم خرچ سے علیحدہ دو، لیکن صاف کہہ دو کہ یہ رقم صرف گھر کے خرچ کے لئے ہے اور یہ رقم تمہاری جیب خرچ ہے یہ تمہاری ملک ہے اس کو جہاں چاہو خرچ کرو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تم الگ خرچ دو گے تو تمہارا یہ کہنے کو منہ ہوگا کہ یہ رقم جو گھر کے خرچ کے لئے دی ہے امانت ہے کیونکہ آدمی کے پیچھے بہت سے خرچ ایسے بھی لگے ہوئے ہیں، جو اپنی ذات خاص کے ساتھ خاص ہیں اگر بیوی کو کوئی رقم ذات خاص کے لئے نہ دی گئی جس کو جیب خرچ کہتے ہیں، تو وہ امانت میں خیانت کرنے پر مجبور ہوگی اس صورت میں اس پر تشدد کرنا ایک گونہ ظلم اور بے حمیتی ہے۔ (بحوالہ التبلیغ، ملفوظات اشرفیہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر والوں پر خرچ کرنا:

کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی چار بیویاں تھیں۔ آپ ان میں سے ہر ایک کے لئے ہر چوتھے روز چار درہم کا گوشت خریدا کرتے تھے۔ حضرت حسن بصری ارشاد فرماتے ہیں کہ پچھلے زمانے کے لوگ فراخدل، اور خانگی لوازمات اور کپڑوں وغیرہ کے سلسلے میں میانہ رو تھے۔ ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ مرد کو چاہئے کہ وہ ہفتے میں ایک بار فالودہ یا حلوہ وغیرہ پکوالیا کرے، گرچہ یہ چیزیں ضروری نہیں ہیں۔ لیکن انہیں کل پر ترک کر دینا بھی مناسب نہیں ہے۔ اس سے بخل کا الزام آتا ہے۔ مرد کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کو بچا ہوا کھانا، اور وہ چیزیں جو رکھنے سے خراب ہو جائیں، خیرات کرنے کی ہدایت کر دے، یہ خیرات کا ادنیٰ درجہ ہے، ہمارے خیال میں عورت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اس قسم کی خیرات اپنے شوہر کی صریح اجازت کے بغیر بھی کر دیا کرے۔ مرد کے لئے مناسب نہیں کہ خود اچھے کھانے کھائے اور اہل خانہ کو سادہ کھانا کھلائے، اس سے دلوں میں کینہ پیدا ہوتا ہے اور گھریلو زندگی خراب ہوتی ہے۔ اگر وہ اچھے کھانے کھائے بغیر نہ رہ سکے اور گھر والوں کو کھلانے پر قادر نہ ہو تو پوشیدہ طور پر کھائے۔ گھر والوں کو اس کی خبر نہ ہونی چاہئے۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ گھر والوں کے سامنے کسی ایسی چیز کا تذکرہ کیا جائے جس کے کھلانے کا ارادہ نہ ہو۔ حسن معاشرت کا تقاضا یہ ہے کہ جب کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تو اپنی بیوی بچوں کو دسترخوان پر ساتھ بٹھائے۔

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسا سنا ہے کہ اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے اس خاندان کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں جو ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ نفقہ کے سلسلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ بات بڑی اہم ہے کہ حلال ذرائع آمدنی اختیار کرے۔ اگر اخراجات زیادہ ہو جائیں تو دوسری تدابیر اختیار کرے، ناجائز ذرائع اختیار نہ کرے۔

خرچ کی عادت ڈالنا باعث رحمت ہے:

جب تک بندہ نعمت خرچ کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کو برقرار رکھیں گے۔

بے شک اللہ تعالیٰ کی کچھ قومیں (لوگ) ہیں جن کو اس نے بندوں کے فائدوں کے لئے نعمتوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے، اور جب تک وہ ان نعمتوں کو (اللہ کے بندوں پر) خرچ کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کو برقرار رکھیں گے، لیکن جب وہ ان نعمتوں کو خرچ کرنے سے روک لیں گے تو اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کو ان لوگوں سے چھین لے گا اور دوسروں کی طرف منتقل کر دے گا۔ (بحوالہ ابن ابی الدنیا وطبرانی)

بیوی کو تھوڑے بہت روپے دینے کا فائدہ:

مردوں سے ایک سوال ہے کہ کبھی انہوں نے خانگی اخراجات کے علاوہ کچھ مزید روپیہ بھی اپنی بیویوں کے سپرد کیا ہے؟ جسے وہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر سکیں۔ بہت تھوڑے مرد ایسے نکلیں گے جو اس سوال کا جواب اثبات میں دے سکیں گے۔

تم خانگی کا روپیہ تو بیوی کو دیتے ہو اگر تم کچھ مزید روپیہ اس کے حوالے کیا کرو جسے وہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کیا کرے تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟

لاکھوں روپیہ کمانے اور ایک ایک پائی بچا کر رکھنے سے کہیں زیادہ یہ بات ضروری ہے کہ بیوی آسودہ اور قانع ہو اور گھر میں امن اور خوشی کا دور دورہ ہو لیکن شاید ہی سو میں سے ایک مرد ایسا ہوگا، جو اپنی گھریلو زندگی کو آسودہ اور خوشحال دیکھنا چاہتا ہو۔ ایک عورت کا قول ہے کہ:

ہم عورتیں اس بات کے سمجھنے سے یکسر قاصر ہیں کہ جس طرح مرد اپنی تجارت یا ملازمت کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتا ہے وہ اسی طرح اپنی ازدواجی زندگی کو کامیاب بنانے کی فکر کیوں نہیں کرتا؟

تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے اس کے بچے ہیں اس کے ملازم ہیں اس کی سہیلیاں ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی پڑوسنیں ہیں، کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ اچانک کوئی نوکر اس سے مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی پانچ سات سو روپے مانگ لیتا ہے۔ اب اگر بیوی یہ روپیہ اس کو نہ دے تو وہ دل میں کیا کہے گا؟ اچانک کوئی بچہ بیمار پڑ جاتا ہے اگر وہ ڈاکٹر کو بلانے کی فیس ادا نہ کرے تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ اگر اس کی کوئی سہیلی آ نکلے تو اس کی خاطر تواضع نہ کرنے کا کیا یہ نتیجہ نہیں نکلے گا کہ وہ اپنے خاوند سے تمہاری کنجوسی کا ذکر کرے گی، جسے شاید دس بیس اور آدمی بھی سن لیں گے، غور کرو! اگر تمہارے پڑوس میں اچانک کسی کو کچھ رقم کی ضرورت پڑ جائے اور وہ تم سے عارضی طور پر طلب کریں، تو اس وقت تم کیا سیونگ بنک کی طرف بھاگنا پسند کرو گے؟ یا اپنی بیوی سے طلب کرنا مناسب خیال کرو گے؟ اگر تم بیوی کو زائد روپیہ نہ دو گے تو وہ کہاں سے رقم لا کر تمہارے ہاتھ پر رکھے گی؟ ایک شخص کا کہنا ہے کہ:

میں بیوی کا احسان مند ہوں، وہ میرے دکھ سکھ میں برابر کی شریک ہے۔ اس کے گھر میں آنے پر میں نے نیکی کا راستہ اختیار کیا اور آوارہ گردی کو خیر باد کہا۔ شادی ہونے پر میں مقروض تھا لیکن چند ہی برسوں کے اندر اندر میرا قرضہ اتر گیا اور میں آرام کا سانس لینے کے لائق ہوا کیونکہ شادی پر میری بیوی نے ایک ایک پائی بچائی تھی۔ اب ہمارے پانچ بچے ہیں جن کے معصوم چہروں پر رونق اور خوشی کھیلتی ہے۔ لوگ میری عزت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں روپے پیسے والا آدمی ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میں جو کچھ بھی ہوں اپنی بیوی کی ہی بدولت ہوں۔

بیوی پر بھروسہ کرو، اس کی قدر کرو اسے تمہاری زندگی کے ساتھ گہری دلچسپی ہے۔ اس کی تمام خوشیاں تمہارے دم کے ساتھ وابستہ ہیں۔ لہٰذا اگر تم چاہو کہ تمہاری بیوی تم سے خوش ہو۔ وہ مطمئن اور مسرور ہو تو اسے خانگی اخراجات کے علاوہ بھی کچھ روپیہ دیا کرو جسے وہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر سکے۔

بیوی کے اخراجات کا بندوبست کرنا:

بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ خاوند اس کے اخراجات کا بندوبست کرے شریعت میں بیوی کے خرچے کو نفقہ کہا جاتا ہے، نکاح کے بعد مرد کو یہ احساس ہو جانا چاہیے کہ عورت نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر اس کے ساتھ زندگی بھر رہنے کا جو عہد کر لیا تو اب اسکی ضروریات بھی اسی کے ذریعے سے پوری ہوتی ہیں کیونکہ شادی کی وجہ سے عورت مرد کی شریک زندگی بن جاتی ہے تو پھر وہ مرد کے کھانے پینے میں بھی برابر کی ساجھی بن جاتی ہے اس لیے عورت کے تمام اخراجات کا بندوبست کرنا خاوند کا فرض بن جاتا ہے اس کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان ہے۔ حکیم بن معاویہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا بیوی کا حق خاوند پر کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جیسا خود کھائے ویسا اسے کھلائے جیسا خود پہنے ویسا اسے پہنائے اور اس کے منہ پر نہ مارے اور اس کو برا نہ کہے اور گھر کے علاوہ وہ تنہا کہیں نہ چھوڑے۔ (بحوالہ ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس حیثیت کا کھانا مرد خود کھاتا ہو اور جس حیثیت کا لباس وہ خود پہنتا ہو اور جیسی رہائش میں خود رہتا ہے اس حیثیت کا اپنی بیوی کو کھلائے، پلائے اور پہنائے۔ اگر خاوند صاحب حیثیت ہو تو اسے بیوی پر خرچ کرنے میں نہ کنجوسی کرنی چاہیے اور نہ ہی حد سے زیادہ خرچ کرنا چاہیے کیونکہ فضول خرچہ اسراف میں شامل ہے بلکہ اعتدال کے طریقے پر چلنا چاہیے بیوی خاوند کی رضامندی سے اگرچہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ رہتی ہو اس کا خرچہ پھر بھی خاوند کے ذمے ہوگا۔

نفقہ میں فراخی کا صلہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی عورت کے نفقہ میں فراخی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز غنی کر دے گا اور بہشت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی رفاقت عنایت فرمائے گا۔ (بحوالہ بخاری شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اخراجات کے سلسلے میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ بیویوں پر خرچ ہونے والا مال بھی راہ خدا میں خرچ کیے جانے والے مال کی طرح اجر و ثواب کا باعث ہوتا ہے مرد کو چاہیے کہ نفقہ کی فراخی رکھے عورت کو بھوکا نہ مارے اور نہ تنگ رکھے۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ بیوی بچوں کا فکر کرنا اور ان کے راحت و آرام کے لیے جدوجہد کرنا راہ خدا میں جہاد کرنے کے برابر ہے، حلال رزق کمانے کے لیے جدوجہد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا اور دین کی طرف رہنمائی کی کوشش کرنا ہر شوہر پر فرض ہے۔ (احیاء العلوم، ج ۲)

اہل وعیال پر خرچ کرنے کا اجر:

مرد اپنی زندگی میں جتنے بھی اخراجات کرتا ہے ان سب پر بیوی اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرنے کا اجر سب سے زیادہ ہے، اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے! حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دینار وہ ہے جسے تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو، ایک دینار وہ ہے جس کو تم غلام پر خرچ کرتے ہو پھر ایک دینار وہ ہے جس کو تم مسکین پر صدقہ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم اپنے اہل پر خرچ کرتے ہو ان میں سب سے زیادہ اجر اس دینار پر ملے گا جس کو تم اپنے اہل پر خرچ کرتے ہو۔ (بحوالہ مسلم شریف)

اہل وعیال پر خرچ کرنے کی تاکید:

اللہ کی راہ میں دینے سے پہلے اپنے اہل وعیال کے اخراجات کو پورا کرنا شرعاً ضروری ہے ایسی خیرات کا کوئی فائدہ نہیں جس سے بیوی کے خرچہ کو تو پس پشت ڈال دیا جائے اور دوسرے لوگوں کو اللہ کی راہ میں دے دیا جائے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ پہلے اپنی بیوی کے اخراجات پورے کرو، اگر اس سے بچے تو پھر دوسروں کو دے سکتے ہو۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ بنو عذرہ کے ایک شخص نے ایک غلام کو مدبر کیا (یعنی یہ کہا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچ گئی آپ نے اس سے پوچھا کیا تیرے پاس اس کے علاوہ بھی مال ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اس غلام کو مجھ سے کون خریدے گا۔ حضرت نعیم بن عبداللہؓ نے اس کو آٹھ سو درہم میں خرید لیا اور وہ درہم لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے آپ نے وہ درہم اس غلام کے مالک کو دیئے اور فرمایا کہ پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو پھر اگر کچھ بچے تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو، پھر اگر اپنے اہل وعیال سے کچھ بچے تو قرابت داروں پر اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر قرابت داروں سے کچھ بچ جائے تو ادھر، ادھر اپنے سامنے اور اپنے دائیں اور بائیں۔
(بحوالہ مسلم شریف)

بیوی کو کھلانا اللہ کی راہ میں دینے کی مانند ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے گا یہ وہ صدقہ ہے اللہ کے ہاں سے اسے اس کا اجر ملے گا اور یقیناً وہ ایک غازی کا ثواب پائے گا۔
(بحوالہ بیہقی)

خاوند کے مال سے کھانے کا حق:

بقدر ضرورت خاوند کے مال سے عورت کے لیے کھالینا جائز ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابوسفیان کی بیوی ہندہ آئیں اور کہنی لگیں ابوسفیان کنجوس آدمی ہیں اگر میں ان کے مال میں سے کچھ رقم لے کر انہیں بتائے بغیر بچوں پر خرچ کروں تو کوئی حرج ہے؟ آپ نے فرمایا اگر دستور کے مطابق مال لے کر خرچ کرو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (بحوالہ بخاری شریف)

بخل کی مذمت:

مال ہوتے ہوئے عورت کے لیے خرچ کرنے میں بخل کرنا اچھا نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مذمت فرمائی ہے:

ایک دفعہ ایک خاتون جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرا شوہر مجھ سے بہت بخل کرتا ہے حتیٰ کہ آٹا گوندھنے تک کو برتن نہیں دیتا اور میں کوئی کسب اور کوئی ہنر نہیں جانتی جس سے اپنا خرچ اٹھالوں مجھے بڑی پریشانی ہو رہی ہے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا تجھ پر بہشت حلال ہوگئی اور تیرے شوہر پر دوزخ واجب ہوئی۔ (بحوالہ مسلم شریف)

خرچ کی ابتداء اہل وعیال سے کی جائے:

خرچ کی ابتداء کے موقع پر اس بات کا خیال رکھا جائے کہ سب سے پہلے اپنے اہل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعیال کی ضرورت کو پورا کیا جائے پھر اور کاموں پر خرچ کیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے خرچ کی ابتداء اہل وعیال سے کرو نفس کے غنا کے ساتھ صدقہ بہتر ہے جو شخص سوال سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھتا ہے اور جو غنا کا طالب ہو اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دیتا ہے۔ (بحوالہ بخاری شریف)

اہل وعیال پر خرچ کرنا صدقہ کی مثل ہے:

اہل وعیال پر شوہر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ اللہ کی راہ میں دینے کی مانند ہے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک یہ ہے، حضرت ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص طلب ثواب کی نیت سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔ (بحوالہ مسلم شریف)

خرچ کرتے وقت طلب ثواب کی نیت رکھنا ضروری ہے۔

افضل دینار:

اہل وعیال پر جو رقم خرچ کی جاتی ہے وہ بڑی فضیلت والی ہوتی ہے اس کے بارے میں فرمان نبوی ہے! حضرت ابو عبداللہ (ابو عبدالرحمن بھی کہا گیا ہے) ثوبان بن بجدؓ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرچ کیا جانے والا افضل دینار وہ ہے جسے انسان اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے اور وہ دینار جسے اللہ کے راستے میں اپنے چار پائے پر یا اپنے ساتھیوں پر صرف کرے۔ (بحوالہ مسلم شریف)

اس حدیث میں اللہ کی راہ میں خرچ کئے جانے والے مال کے چار درجے بتائے گئے پہلا درجہ اس مال کا ہے جو شوہر اپنی بیوی پر اور بچوں پر خرچ کرتا ہے، پھر اس مال کا درجہ ہے جو فی سبیل اللہ دیا جاتا ہے پھر وہ مال جو انسان اپنے چوپایوں پر خرچ کرتا ہے پھر اس مال کا درجہ ہے جو انسان اپنے دوستوں پر خرچ کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ افضل درجہ اہل وعیال پر خرچ کرنے کا ہی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیر کفالت پر خرچ کرنا ضروری ہے:

بیوی اور بچوں کی کفالت مرد پر ہی عائد ہوتی ہے لہٰذا جو شخص اپنے اہل وعیال پر جان بوجھ کر خرچ نہ کرے تو وہ گنہگار ہوگا اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے! حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے لیے یہی گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے زیر کفالت لوگوں کے حقوق ضائع کر دے۔ (بحوالہ ابوداؤد)

حضرت قاضی ابو یوسفؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ سال بھر میں عورت کے لیے کتنی دفعہ کپڑا بنا کر دینا لازم ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ غریب کے لیے تین دفعہ اور امیر پر چار مرتبہ اور صحیح یہ ہے کہ جب بوسیدہ ہو جائے اور بنائے اور کپڑا درمیانی درجہ کا دینا چاہیے نہ ہی بہت عمدہ اور نہ بہت باریک اور نہ بہت موٹا۔ (بحوالہ فتاویٰ عالمگیری)

اپنی بیوی کو آمدنی سے آگاہ کیجئے:

ازدواجی زندگی کے مسائل کو معاشی الجھنوں سے محفوظ رکھنے کا اہم قدم یہ ہے کہ شوہر اپنی اہلیہ کو اپنی آمدن سے آگاہ کرے اور ساتھ ہی ساتھ اخراجات کی اطلاع بھی دے۔ جب بیوی کو شوہر کی آمدنی کا مکمل علم ہوگا اور ساتھ ہی لازمی اخراجات کا بھی تو پھر وہ شکایت نہیں کرے گی اس کے ساتھ ہی مہینے کے اخراجات کا بجٹ بنانا بہت اہمیت رکھتا ہے، ہمارے یہاں بجٹ بنانے کا رواج نہیں ہے مگر یورپ میں چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا آدمی اپنے اخراجات کا تعین کر کے بجٹ بناتا ہے، اور کوشش کی جاتی ہے کہ اس بجٹ پر استقلال سے عمل کیا جائے۔ بجٹ بناتے وقت لازمی اور ہنگامی اخراجات کا اندراج بہت ضروری ہوتا ہے۔ اخراجات کا تخمینہ بناتے وقت ہر خرچ کو الگ الگ رکھنا چاہئے کہ ایک مخصوص رقم گھر کے اخراجات کے لئے درج کر کے خرچ کی دوسری مدوں کو خارج نہ کر دیا جائے۔ مثلاً گھر کے اخراجات لکھتے وقت کھانے کے اخراجات میں نوکر، دھوبی، بجلی یا اس قسم کی دوسری مدوں کو شامل کیا جائے۔ کیونکہ تفصیل کے بغیر صحیح بجٹ نہیں بن سکتا۔ ہنگامی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخراجات کا کیونکہ انسان کو علم نہیں ہوتا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ ایک مخصوص رقم اس مد میں جمع ہوتی رہے۔ بہت سی خواتین کہہ سکتی ہیں کہ یوں ہی خرچ پورا نہیں ہوتا تو ہنگامی اخراجات کے لئے بھلا رقم کہاں سے رکھی جائے گی۔ یہ سوچنا ہی غلط ہے۔ خرچ اسی لئے پورا نہیں ہوتا کہ اول تو بجٹ ہی نہیں بنایا جاتا اور پھر ہنگامی اخراجات کی صورت میں تمام اخراجات کو تہہ و بالا کر دیا جاتا ہے۔ عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ تنخواہ ملی تو پندرہ دن خوب [illegible] کئے اور باقی کے پندرہ دن رو دھو کے گزارے۔ اگر مہینے کے اخراجات کا تخمینہ لگایا جائے تو بقیہ دنوں کا رونا دھونا ختم ہو جاتا ہے۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از ازدواجی زندگی [illegible])

ذمہ داری نمبر.....۸

بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کیجئے

شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرے اور گھریلو معاملات اس [illegible] کرے تاکہ بیوی اپنی حیثیت کو پہچانے اور اس کا وقار اس میں خود اعتمادی پیدا کرے [illegible] نہایت ہی دلچسپی اور کوشش کے ساتھ گھریلو معاملات کے انتظام کو سنبھالے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران اور محافظ ہے اور اس معاملہ میں عورت سے قیامت میں خداوند قدوس پوچھ گچھ فرمائے گا۔

بیوی پر اعتماد کرنے کا یہ فائدہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو گھر کے انتظامی معاملات میں ایک شعبہ کی ذمہ داری خیال کرے گی اور شوہر کو کافی حد تک گھریلو بکھیڑوں سے نجات مل جائے گی اور سکون و اطمینان کی زندگی نصیب ہوگی۔

اعتماد اور بھروسے کی بنا پر مرد چاہیے کہ اپنی بیوی کے خلاف دل میں بغض نہ رکھے اگر بغض رکھے گا تو پھر بداعتمادی پیدا ہو جائے گی جس سے گھر کا نظام نہیں چل سکے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغض سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مومن کسی ایماندار عورت سے بغض نہ رکھے اگر اسے اس کی کوئی بات ناپسند ہو تو کوئی دوسری بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسند ہوگی۔ (بحوالہ مسلم شریف)

ہر بیوی کی کچھ عادات پسندیدہ ہوتی ہیں اور بعض عادتیں ناپسندیدہ بھی ہونگی اس کی اچھی عادتوں سے گزارہ کر لینا چاہیے اور اس کی ناپسندیدہ عادتوں کو درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اگر ٹھیک ہو جائیں تو بہت بہتر ورنہ زندگی کے ایام گزارنے کے لیے ان سے درگزر کر لینا چاہیے اس طرح بیوی پر اعتماد اور بھروسہ قائم رہے گا۔

ازدواجی زندگی میں اعتماد کی ضرورت:

ایک کامیاب ازدواجی زندگی کا یہ اصول ہے کہ خاوند اور بیوی ایک دوسرے پر پورا پورا اعتماد کریں وہ رشتہ جس میں باہمی اعتماد نہیں، سوت کے کچے دھاگے سے بھی بودہ اور کمزور ہے۔۔۔ لیکن یہ اعتماد کیونکر قائم ہوسکتا ہے؟ سچائی سے، ظاہر و باطن کی سچائی سے، اگر خاوند کو بیوی سے یا بیوی کو خاوند سے کوئی بھید چھپانا اور جھوٹ بولنا پڑے، ایک دوسرے کی ذات میں شک و شبہ کی گنجائش نظر آئے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں ایک دوسرے کا روحانی اشتراک حاصل نہیں ہوا۔

ایسی حالت میں زندگی بہت بے لطف ہو کر رہ جاتی ہے بعض لوگ فطرتاً بہت شکی طبیعت کے مالک ہوتے ہیں۔۔ میں ایسے ایک شخص کو جانتا ہوں جو اپنی بیوی پر بہت کم اعتماد کرتا تھا۔ اسے اپنی سرکاری ملازمت کے سلسلے میں بالعموم دورے پر باہر جانا پڑتا تھا، لیکن جب بھی وہ واپس آتا۔ گھر کی ایک ایک چیز یہاں تک کہ تمام برتن بھی گن لیتا اس کی بیوی اکثر اس کے ساتھ جھگڑتی کہ وہ کیوں اسے چور سمجھ کر آئے دن اس کی توہین کرتا رہتا ہے۔ ان دونوں میاں بیوی کی نااتفاقی محلہ بھر میں ضرب المثل ہوگئی تھی۔ انہیں گھر کا سکون حاصل تھا نہ باہر کا احترام۔

ہمارے ملک کی عورتیں معاشی لحاظ سے خودمختار نہیں۔ وہ روٹی اور کپڑے کے لئے اسی طرح اپنے خاوند کی محتاج ہیں، جس طرح بچے اپنے والدین کے جہاں زندگی خودمختار نہ ہو وہاں اکثر حالتوں میں جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ بعض سخت گیر خاوند اپنی بے رحم فطرت کی وحشیانہ نمائش سے عورت کو واقعی جھوٹ بولنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ جس طرح بچے سے کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلطی ہو جائے، تو وہ مار پیٹ کے ڈر سے اپنے قصور سے مکر جاتا ہے، یا اپنی غلطی کو دوسرے کے سر پر تھوپ دیتا ہے، اسی طرح بے چاری عورتیں بھی اپنی خطاؤں پر پردہ ڈالنے کے لئے جھوٹ بولتی ہیں، تھوڑے ہی دن ہوئے میرے ایک دوست نے جس کی حال ہی میں شادی ہوئی ہے۔ اپنی بیوی کے متعلق مجھے بتایا کہ وہ کبھی کبھی غلط بیانی کرتی ہے۔ دریافت کرنے پر اس نے دو ایک واقعات بھی بتائے۔ میں نے غور کیا، تو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی نے جو بھی جھوٹ بولا، اس خوف سے بولا کہ کہیں اسے سختی اور ناراضگی سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ بعد میں یہ دوست خود میرے خیال سے متفق ہو گئے۔

آپ اپنی طبیعت کو اتنا نرم اپنی فطرت کو اتنا حلیم بنائیں کہ آپ کی رفیق زندگی کو کسی حال میں بھی آپ کے سامنے جھوٹ نہ بولنا پڑے، لیکن میں عورتوں کو یہ مشورہ دونگا کہ خاوند کیسا ہی سخت طبیعت کا مالک ہو، جہاں تک بن پڑے، وہ کبھی جھوٹ نہ بولیں، جو عورت جھوٹ بول سکتی ہے، وہ اپنے خاوند سے روٹی کپڑا، روپیہ سب کچھ لے سکتی ہے لیکن دلی احترام کبھی حاصل نہیں کر سکتی، اعتماد سے وہ ہمیشہ محروم رہے گی۔

اور اسی طرح مرد کا بھی فریضہ ہے کہ بیوی پر اعتماد کرے، اور گھر کے اندرونی معاملات اس کے حوالے کر دے، تاکہ وہ اپنی حیثیت کو جان سکے، اور اس کی عزت و عظمت اور اس کا وقار اس میں خود اعتمادی پیدا کرے، نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو گھر کا نگراں قرار دیا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ ''عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے''۔ دوسری بہت سی حدیثوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، جن میں کہا گیا ہے کہ عورتیں اپنے شوہر کے مال کی محافظ ہیں، عورتوں پر اعتماد سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ اس کا وقار بلند ہوگا، اور یہ اپنے گھر کو ایک شعبہ کی ذمہ دار سمجھے گی، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مرد کو بڑے حد تک سکون رہے گا اور وہ اطمینان سے گھر سے باہر اپنے کاموں میں وقت دے سکے گا۔

خیر، یہ ہو سکتا ہے کہ اچھی ازدواجی زندگی میں محبت کمزور پڑ جائے یا اس میں پہلے جیسا جوش و خروش نہ رہے مگر اعتماد کم یا کمزور نہیں ہوتا، وہ برقرار رہتا ہے۔ یہ اعتماد ہی ہے جو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفظ اور آسائش کا احساس دلاتا ہے جس کے بغیر ازدواجی زندگی تسلی بخش نہیں رہتی۔ اس کے علاوہ اعتماد شادی سے حاصل ہونے والی آزادی کو فروغ پانے کے مواقع مہیا کرتا ہے۔ ایرون سٹین نامی ایک ماہر نفسیات کا کہنا ہے کہ میاں بیوی دونوں کو یہ اعتماد ہوتا ہے کہ ان کی شخصیت کا مذاق نہیں اڑایا جائے گا، اس کی توہین نہیں کی جائے گی بلکہ اس کو نشوونما کے مواقع ملیں گے، تحفظ کا یہی احساس آزادی کی بنیاد بن جاتا ہے۔

اعتماد گہری رفاقت کی بنیاد بنتا ہے:

اعتماد میاں بیوی کے درمیان گہری رفاقت بے تکلفی، قربت اور یکجائی کی بنیاد بنتا ہے۔ آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس قسم کی رفاقت ہی شادی کا مقصد ہوتی ہے۔ اس کے بغیر معیاری ازدواجی زندگی کا تصور محال ہے۔ اس قسم کی رفاقت، قربت اور محبت میں آپ جنسی رفاقت کو بھی شامل کرلیں۔ ایک خاتون کے بقول جنس، شادی شدہ افراد کے درمیان رہے سہے فاصلے بھی ختم کردیتی ہے کیونکہ جنس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے لطف اندوز ہونے پر شرمندہ نہیں ہیں۔

جہاں ازدواجی زندگی اعتماد سے محروم رہتی ہے، وہاں میاں بیوی میں وہ گہری رفاقت پیدا نہیں ہوتی جو صحت مند معاشرے کو جنم دیتی ہے اور افراد کی شخصیت کی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہے۔ ذرا اندازہ تو کیجئے کہ جو شادی آپ کو یہ یقین نہ دلائے کہ آپ اپنے ساتھی کی زندگی میں اہم ترین فرد ہیں وہ کس قدر ادھوری اور مضحکہ خیز شادی ہوگی۔

بہترین خاندانوں میں میاں بیوی ایک دوسرے پر بھروسہ کرتے ہیں، ایک دوسرے پر انحصار رکھتے ہیں۔ جب وہ ایک دوسرے کی ضرورت کا اظہار کرتے ہیں تو وہ کمزوری کے بجائے قوت کی طرف اشارہ کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کا ایک دوسرے پر انحصار، ایک دوسرے پر دارومدار ان کو کمزور کرنے کے بجائے ان کی طاقت کا سبب بنتا ہے۔ ایک ماہر نفسیات نے اس سلسلے میں ایک بیوہ کی مثال دی ہے، کہ یہ بیوہ خاتون اسی زمانے میں ایک اعلیٰ عہدے پر کام کرتی تھیں جب کہ کم ہی عورتیں اعلیٰ عہدوں تک پہنچتی تھی۔ خاوند کے ساتھ اس نے تیس برس گزارے تھے۔ وہ نئے خیالات کا علم حاصل کرنے میں اس خاتون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مدد کیا کرتا تھا۔ چنانچہ وہ خاتون کہتی ہیں کہ ''میں نئے تصورات اور نئی سوچ کے لئے اپنے مرحوم شوہر کی مرہون منت تھی لیکن اس پر انحصار کرنے سے میری شخصیت مجروح نہ ہوئی بلکہ اس انحصار نے ہم دونوں کو ایک دوسرے کے زیادہ قریب کر دیا۔ ہمارا تعلق ناطہ اور بھی پختہ ہو گیا۔

ہر جوڑے کی اپنی کہانی ہوتی ہے۔ اس کی اپنی ایک تاریخ ہوتی ہے۔ میاں بیوی یاد رکھتے ہیں کہ پہلی بار انہوں نے کب کہاں اور کیسے ایک دوسرے کو دیکھا تھا، شادی کی بات کب چلی تھی، پھر کیا کیا مراحل پیش آئے تھے اور وہ کب اور کہاں ایک دوسرے کے ہو گئے تھے۔ طویل عرصے شادی شدہ جوڑے کے لئے ازدواجی زندگی کے اہم واقعات بھی مشترک ہوتے ہیں۔ بچوں کی پیدائش، خاندانی لطیفے، بلکہ یہاں تک کہ گھریلو جھگڑے اور دکھ سکھ بھی اس تاریخ کے باب ہوتے ہیں۔ یہ سب واقعات اور یہ سارا ماضی جوڑے کا مشترکہ ورثہ ہوتا ہے۔ وہ ان کے تعلق کو مضبوط اور گہرا بناتا چلا جاتا ہے۔ ایک ساتھ گزرا ہوا وقت اور ایک جیسے تجربات ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

بہت سے ماہرین تعلیم کو شکوہ ہے کہ آج کے نوجوان تاریخ کے شعور و احساس سے محروم ہیں، وہ حافظے کے بغیر، ماضی کے علم کے بغیر لمحہ حال میں زندگی گزارتے ہیں۔ یہ فراموشی ان کو جڑوں سے محروم کر دیتی ہے۔ وہ ہوا میں معلق رہتے ہیں۔ یہاں اس امر کا اضافہ کر لیجئے کہ یہ صورتحال طلاق کے روز افزوں شرح کا ایک سبب ہے۔ اس کے برعکس پائیدار گھریلو زندگی گزارنے والوں کو دیکھئے! آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ اپنی مشترکہ تاریخ، اپنے مشترکہ ماضی کی قدر کرتے ہیں۔ جب کبھی ان پر مایوسی اور مصائب کے گہرے سائے چھا جاتے ہیں تو وہ اپنے مشترکہ ماضی سے حوصلہ حاصل کرتے ہیں، کہ جب ان کا آنگن خوشیوں سے چہکتا تھا اور دامن کامرتوں سے بھرا ہوا تھا۔

مزاح، خوش طبعی اور شگفتگی زندگی کے ناگوار بوجھ سے نجات پانے کا مؤثر اور عالمگیر وسیلہ ہے۔ اگر آپ کسی مصیبت پر ہنس سکتے ہیں تو یاد رکھئے کہ آپ اس سے نجات پا سکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۹

﴿اپنے دینی واخلاقی فرائض کو بھی پورا کیجئے﴾

شوہر کا دائرہ عمل خاندان کی مادی ضروریات پوری کرنے تک محدود نہیں ہے۔ اسلام شوہر پر روحانی، اخلاقی اور تعلیم وتربیت کی ذمہ داریاں بھی اسی طرح عائد کرتا ہے، بلکہ خوراک اور لباس کی فراہمی سے اسے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ مادی ضروریات انسان کی اس فانی دنیا میں عارضی حاجات ہیں جب کہ روحانی اور اخلاقی اقدار آخرت کی دائمی زندگی کے لئے کامیابی اور نجات کا ذریعہ ہیں اس لئے ایک شوہر اور باپ کے لئے اشد ضروری ہے کہ اپنے خاندان کی دینی اور روحانی تربیت کی طرف بھرپور توجہ دے۔ اس ذمہ داری کو صف اول پر جگہ دے۔

خاندان کی دینی، روحانی اور اخلاقی اقدار کی بالیدگی ایسے حقوق ہیں جو گھر کے سربراہ پر فرض ہیں اور ان کی عدم ادائیگی پورے خاندان کی بربادی کا سبب بن سکتی ہے۔ بڑی بدقسمتی ہے کہ موجودہ دور میں اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کو خیر باد کہہ دیا گیا ہے۔ اس یقین کے بعد کہ وہ اپنے خاندان کی مادی ضروریات کو احسن طریقے سے پورا کر رہا ہے وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ اس کی زندگی کا بیشتر حصہ دنیوی تگ ودو میں صرف ہوتا ہے جو اکثر اوقات صرف بے سود ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ اخروی زندگی کے لحاظ سے تباہ کن بھی ثابت ہوتا ہے۔

دنیوی زندگی کے معیار کو بڑھانے اور بہتر کرنے کی جنونی خواہش شوہروں کو دولت کے پیچھے اندھا دھند بھاگنے کے لئے مجبور کر دیتی ہے جو اس کے خاندان کے لئے ناقابل تلافی زیاں کا سبب بنتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ شوہر کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ خود کو اور اپنے اہل خانہ کو جہنم کی ہمیشگی کے عذاب سے بچائے، لیکن وہ اپنے اندر اس منصب کے احساس سے غافل ہے کہ وہ خاندان کا دینی پیشوا بھی ہے، بیوی اور بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کے فرض سے پہلوتہی کر کے اپنے خاندان کے لئے جہنم کا راستہ صاف کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے مرد کو اپنے خاندان کا حاکم مقرر کیا ہے۔ اس اعلیٰ منصب کے سبب شریعت نے اس پر اپنے خاندان کی دین کے راستے پر رہنمائی اور تربیت کا فرض سونپا ہے۔ اس پر یہ ذمہ داری زندگی بھر کے لئے ہے، زندگی کے کسی حصے میں اور کسی وقت بھی وہ اس سے پہلو تہی نہیں کر سکتا۔ یہ پاکیزہ ذمہ داری تمام اوقات پر محیط ہے۔ صبح آنکھیں کھولنے کے وقت سے لے کر رات تک جب سب گھر والے سونے کیلئے اپنے اپنے بستروں میں چلے جائیں۔ ایک بہی خواہ اور دانا حاکم سے یہ منصب اس امر کا متقاضی ہے کہ وہ ہر وقت ہوشیار اور چوکنا رہے اور اپنی تمام تر ذہنی صلاحیت، کوشش، وقت اور دولت کو اپنے خاندان کی فلاح و بہبود کے لئے صرف کرے۔

خاندان کی دینی اور روحانی کامیابی جس سے نہ صرف وہ آخرت میں جہنم کے عذاب سے بچ جائے گا بلکہ اس خدمت کے عوض اللہ تعالیٰ اس کے درجات بھی بلند فرمائے گا۔

شوہر اور والد کو حاکم مقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ صراط مستقیم کی طرف اپنے خاندان کی رہنمائی کرے۔ اس کی برتر حیثیت اس امر کا تقاضہ کرتی ہے کہ وہ اپنے خاندان کی حفاظت کرے اور اس عظیم ذمہ داری سے کما حقہ عہدہ برآ ہو۔ گھر کے افراد کو نہ صرف کوئی جسمانی ایذا پہنچے بلکہ جنت کے راستہ میں جو دشمن اس کی گھات میں ہے اس سے صاف بچا لے جائے۔ لاتعداد نفسانی خواہشات، روحانی ڈاکو اور بدمعاش اس کو بھٹکانے کی اپنی سی کوشش کریں گے۔ جنت کی راہ بڑی پرخار ہے جو برائیوں کی جھاڑیوں سے اٹی پڑی ہے۔ برائیاں جو دیکھنے میں بڑی پرکشش اور دلفریب ہے۔ یہ درحقیقت بدی کے جال ہیں جو جنت کی راہ میں شیطان نے جا بجا پھیلا رکھے ہیں۔ وہ اپنے مضبوط ہاتھوں سے اس جھاڑ جھنکار کو صاف کرتا جائے اور اپنے خاندان کی منزل مقصود تک رہنمائی کرے۔

اس پرآشوب دنیا میں اللہ تعالیٰ نے شوہر کو اپنے خاندان کا رہنما، محافظ اور حکم مقرر کیا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ اپنا فرض خاندان کی رہنمائی کا پاکیزہ فرض بڑی عقلمندی، ہوشیاری اور الفت و محبت سے سرانجام دے اور اخروی ٹھکانے جنت کو اس کے لئے آسان کر دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ''(جہنم کی) آگ کو (عارضی) خوشیوں نے ڈھانپ رکھا ہے اور جنت کو مصیبتوں اور تکلیفوں نے''

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا کی بھول بھلیوں میں کھو جانے کے لئے نہیں بھیجا۔ دولت کا حصول اور دنیوی جاہ وحشمت اور کامیابی انسان کا مقصد حیات نہیں ہے۔ نفسانی خواہشات کا پیچھا کرنا دین کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ شوہر کی اولین ذمہ داری اپنے خاندان کی روحانی اور اخلاقی اقدار کا تحفظ ہے۔ آج کتنے شوہر ہیں جو اپنی بیویوں کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے سنجیدہ ہیں؟ کتنے باپ ہیں جو اپنے بچوں کی تربیت میں مصروف ہیں اور اس سمت تہ دل سے کوشاں ہیں؟ اگر وہ ایمانداری سے اپنے دل کو ٹٹولیں تو وہ دیکھیں گے کہ انہوں نے اپنے خاندان کی ابدی خوشحالی پر بہت کم توجہ دی ہے۔

آج کل بیشتر شوہروں کی اولین ترجیح دولت اور دنیوی جاہ وحشمت کا حصول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرد تمام دن اپنے کاروبار میں مصروف رہتا ہے۔ شام کو گھر آ کر وہ بہت تھکا ماندہ ہوتا ہے یا تھکاوٹ کا محض بہانہ کرتا ہے تاکہ اپنے دینی فرائض سے پہلوتہی کر سکے، یا اپنے دوستوں کی محفل میں گپ شپ کے لئے جانا ہوتا ہے اور یوں وہ خاندان کے افراد کو شیطان کا لقمہ تر بننے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سنجیدگی اور ایمانداری سے اس امر کا اندازہ لگائے کہ وہ اپنے اہل کنبہ کا کس قدر خیال رکھتا ہے۔ خاندان کا سربراہ اگر اپنے خاندان کے ساتھ اپنے تعلقات کا محاسبہ کرے تو وہ خود کو ایسا خیر خواہ حاکم نہ پائے گا جو اللہ کی طرف سے تفویض کردہ فرائض اور حقوق کی بجا آوری میں مخلص ہو۔ اس کے برعکس وہ خود کو ظالم، خائن اور ایک ایسا آدمی پائے گا جو خود اپنی خواہشات کا اسیر ہو۔ اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے اس نے اس حقیقت کی طرف سے آنکھیں پھیر لی ہوں کہ حاکم کی حیثیت سے اس کی اپنے خاندان کے لئے کوئی دینی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ وہ سینکڑوں بہانے تراش لیتا ہے اور ایسی مصروفیات کا ذکر کرتا ہے جو اس نے خواہ مخواہ اپنی دنیوی اور نفسانی خواہشات کے لئے خود پر لازم کر لی ہوتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاجر کی مجبوری یہ ہے کہ وہ اپنی دکانوں اور فیکٹریوں کی دیکھ بھال میں اس قدر مصروف ہے کہ اس کے پاس اپنی بیوی اور بچوں کی تربیت کے لئے وقت ہی نہیں ہے۔ اس کے نزدیک دولت کے انبار اکٹھے کرنا بیوی بچوں کی تربیت سے زیادہ اہم ہے۔ وہ اس حقیقت کو فراموش کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین پر دولت اکٹھی کرنے کے لئے نہیں بھیجا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''فرض نماز کی ادائیگی کے بعد رزق حلال کی تلاش لازمی فرض ہے''

شریعت نے مرد پر حلال روزی کمانا فرض کیا ہے مگر اس قدر جو اس کی اور خاندان کی کفالت کے لئے ضروری ہو تاکہ دنیوی زندگی کا سفر بغیر کسی مالی مشکلات کے طے ہو سکے۔ اسے نہ تو اس امر کی آزادی ہے اور نہ ہی اجازت کہ اپنی ذات کو کسی ایسے دنیوی مشغلے میں الجھائے جس کی وجہ سے وہ اپنے خاندان کے فرائض سے لاعلم ہو جائے کیونکہ جب ان کی اخلاقی گراوٹ سے متعلق سوال ہوگا تو اس کے بہانے کچھ کام نہ آئیں گے۔ وہ یہ کہہ کر چھٹکارا نہ پا سکے گا کہ کاروباری اور دوسری مصروفیات کی وجہ سے اپنے خاندان کی طرف توجہ نہ دے سکا تھا۔

یہ تو تھا معاملہ ان لوگوں کا جو دنیوی ترقی میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اب ان لوگوں کے معاملے پر بھی غور کر لیں جو بذعم خود تبلیغ دین میں مصروف ہیں۔ علماء مدرسوں کے اساتذہ، تبلیغی جماعت کے اراکین، و دیگر حضرات اپنے ضمیر کو یہ کہہ کر مطمئن کر لیتے ہیں کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ان میں سے چند ایک تو تبلیغ کے سلسلے میں مہینوں گھر سے دور بھی رہتے ہیں تاکہ اللہ کے دین کا بول بالا ہو۔ ان کی دین و فروغ اسلام کی خدمت اپنی جگہ مسلمہ ہے مگر کیا اس وجہ سے خاندان کی دینی تعلیم و تربیت کا فرض شوہر پر سے ساقط ہو گیا؟ اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو وہ احمقوں کی جنت میں رہتا ہے۔ تبلیغ کے اولین حقدار اس کے اپنے بیوی بچے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اے ایمان والو! بچاؤ خود کو اور اپنے خاندان والوں کو (جہنم کی) آگ سے''

شریعت شوہر کو اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ دوسروں کو تبلیغ کرے اور سیدھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستے کی طرف رہنمائی کرے اور اپنے گھر والوں کو نظر انداز کر دے حالانکہ ان کے حقوق دوسرے لوگوں سے افضل ہیں۔ حقوق کے لحاظ سے شریعت نے ترجیحات مقرر کر دی ہیں۔ مسلمان کو چاہیئے کہ ان کو نظر انداز نہ کرے اور اسی ترتیب سے حقوق ادا کرے۔ والدین کے حقوق ان کی اولاد پر ہیں، اور اس کی بیوی اور بچوں کے حقوق اس پر ہیں۔ اس کے بھائیوں کے حقوق اس پر ہیں اور اسی طرح اس کے ہمسائیوں کے حقوق ہیں۔

والدین کے حقوق کو ترجیح دینا جب کہ بیوی اور بچوں کے حقوق پر زد پڑتی ہو، غیر اسلامی اور غیر قانونی ہے۔ درحقیقت حقوق میں کوئی تضاد نہیں۔ مختلف لوگوں کے فرائض اور حقوق اہمیت اور ترجیح کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ اکثر لوگ کم علمی کی وجہ سے مختلف لوگوں کے درمیاں حقوق کی ادائیگی میں افراط و تفریط کر دیتے ہیں اور بحران کو حل کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ ایک فریق کی خواہشات کو بلاوجہ زیادہ اہمیت دیتے ہیں جس سے دوسرے فریق کی حق تلفی ہوتی ہے۔

مبلغ کا یہ عذر کہ وہ چند افراد کے بجائے پوری قوم کی دینی فلاح میں مصروف رہا تھا اس لئے اپنے خاندان پر توجہ نہ دے سکا قبول نہیں کیا جائے گا۔

پوری قوم میں شوہر کا اپنا خاندان اس کے لئے سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اپنے اہل خانہ کو دینی اور اخلاقی تعلیم سے آراستہ کرنے کا پاک فریضہ اللہ تعالیٰ نے ہر گھر کے حاکم پر عائد کیا ہے۔ اگر خاندان کا سربراہ اپنی بیوی بچوں کی تربیت کے بجائے دوسروں کو اس امر کی فوقیت دیتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ دین کی اجتماعی طور پر سربلندی کے لئے اگر اسے اپنے خاندان کی قربانی دینی پڑتی ہے تو یہ کوئی مہنگا سودا نہیں، وہ گمراہی میں مبتلا ہے۔ درحقیقت یہ بھی شیطان کی ایک چال ہے۔ وہ نیکی اور دین کی بھلائی کا لبادہ اوڑھ کر انسان پر حملہ آور ہوتا ہے اور یوں وہ انسان کو اس کی فرض عبادت سے دور کر کے نفلی عبادت کی طرف راغب کر دیتا ہے اور آہستہ آہستہ اپنے فریب کے دام میں پھنسا لیتا ہے۔

بلاشبہ ہمیں امت کی بہتری کی بھی فکر ہونی چاہیئے اور اس کے لئے قربانیاں بھی دینی چاہیئے لیکن اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ ہمارا اپنا خاندان بھی امت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمہ کی ایک اہم اکائی ہے۔ ایک شخص جو اپنے خاندان کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے اور اپنی ترجیحات کا رخ دوسروں کی طرف موڑتا ہے حقیقت میں امت کے لئے صحیح احساسات اور قربانی کے معنی ہی سے نا آشنا ہے۔ وہ فریب میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت فرمائی۔

''اور اپنے نزدیکی کنبہ والوں کو تنبیہ کرو''

امت مسلمہ کی خدمت اور تبلیغ جو شوہر کو اپنے خاندان کی دینی تعلیم و تربیت سے باز رکھے یہ سچی دینی خدمت نہیں۔ اسی طرح کثیر دولت کے لئے دن رات ایک کر دینا جس کی وجہ سے شوہر خاندان کی تربیت کی طرف توجہ نہ دے سکے رزق حلال کی حدود سے تجاوز ہے۔ زمین پر انسان کی زندگی کا مقصد دولت کے انبار لگانا نہیں اور نہ ہی دنیوی آرام و آسائش کا حصول ہے۔ اس کا مقصد تو آخرت کی بھلائی کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے'' دنیا تمہارے لئے تخلیق کی گئی ہے اور تم آخرت کے لئے بنائے گئے ہو''

انسان حصول رزق کے لئے ضرور کوشاں ہو کیونکہ دنیا کی اس عارضی زندگی کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ مگر اس میں اس قدر نہ لگے کہ دوسرے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہو۔ ملت وقوم کی دینی فلاح و بہبود کے لئے بھی وقت نکالے مگر اپنے خاندان کی تربیت کی قیمت پر نہیں۔ ایک شوہر یا والد کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ اگر وہ اپنے خاندان کی صحیح تربیت نہیں کرتا تو وہ اپنے مقدس فرض سے پہلوتہی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اسے حاکمیت کے عہدے پر سرفراز کیا ہے مگر اس نے خود کو اس کا اہل ثابت نہیں کیا۔

جب ہم بچوں کی تعلیم و تربیت کا ذکر کرتے ہیں تو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم بھی ہے جو وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اسلام کا مسلمانوں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اپنی بہترین تہذیب اور بے مثال تمدن کو پوری طرح اپنائیں تاکہ مذہب اقوام عالم پر سبقت لے جائیں۔ مال و دولت کے اعتبار سے دنیا میں سب سے زیادہ دولت مند اور علم و حکمت کے لحاظ سے تمام علوم و فنون میں سب سے بڑے عالم ہوں۔ یہ جبھی ممکن ہے کہ بچوں کو دینی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دنیوی دونوں طرح کی تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ درحقیقت یہ ایک دوسری کو جلاء بخشتی ہیں۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ آج کا مسلمان دنیوی امور میں کتنا ہی الجھا ہوا کیوں نہ ہو بچوں کی دنیوی تعلیم سے غافل نہیں۔ اس میں اس کے پیش نظر عموماً مالی صفت کا حصول ہوتا ہے اگر وہ خود پیسے بنانے کی مشین ہے تو ایسی ہی مشینوں کے اضافے کا متمنی۔

دولت بری چیز نہیں ہے اگر یہ پاس ہو تو انسان دوسرے کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچ جاتا ہے۔ ضرورت مند اور محتاجوں کی مدد کرسکتا ہے۔ ملکی ترقی میں حصہ لے سکتا ہے یہ ملک کے دفاع کو مضبوط بنانے کا سبب بھی ہے۔ جہاں تک اس جہاں کی دنیوی ضرورتوں کا تعلق ہے اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا مگر اس میں ایک خامی، جو بہت بڑی خامی ہے کہ ہم اسے ساتھ نہیں لے جاسکتے۔ ہمارے ساتھ صرف ہمارے اعمال ہی جائیں گے۔ نیک و بد اعمال۔ یہی وجہ ہے کہ اس دنیا کے حصول کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنا کوئی احسن اقدام نہیں ہوگا۔

بیوی سے مناظرانہ روش کے بجائے داعیانہ اسلوب اختیار کیجئے:

ایک اصول یاد رکھیئے! دنیا میں بہت ہی کم ایسے رشتے ہوتے ہیں جن میں مزاج کی ہم آہنگی ہوتی ہے، لہٰذا چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر بیٹھ جانا اور ان کی بنیاد پر کوئی بڑا فیصلہ کر دینا ایک مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔

لہٰذا اپنے پرانے غم بھول جایئے اور نئے سرے سے اپنی زندگی گزارنا سیکھیں، اور بیوی کو ہر بات مناظرہ کرتے ہوئے نہ سمجھایئے۔ جب آپ کے ذہن میں بیوی کے متعلق تکلیف دہ چیزیں بیٹھی ہوئی ہوں گی تو غیر محسوس طریقے سے آپ کا انداز مناظرہ کا ہو جائے گا۔ اور آپ سمجھیں گے کہ میں سمجھا سمجھا کر تھک گیا، مگر یہ میری بات سنتی ہی نہیں تو مانے گی کیا؟ پھر آپ کسی نہ کسی چیز کا سہارا لیں گے کہ یار میری شادی میری قوم میں ہوتی تو اچھا رہتا..... یار میری شادی فلاں جگہ ہوتی تو اچھا رہتا..... کاش میری والدہ یہاں نہ کرتی تو اچھا ہوتا..... وغیرہ وغیرہ.....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا یاد رکھیے! جو بات بھی بیوی کو کہنا چاہیں نرمی سے کہیے، داعیانہ لہجے میں کہیے۔ وہ شوہر بہت ہی کامیاب شوہر ہے جو اپنی بیوی کو اپنا مصلح ہونا سمجھا دے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ اصلاح کے لئے کہہ رہا ہوں، طعنہ دینے کے لئے نہیں۔ داعی بن کر کہہ رہا ہوں، مناظر بن کر نہیں۔ گھر بنانے کے لئے کہہ رہا ہوں توڑنے کے لئے نہیں۔ اس کے لئے شوہر کو چاہیے کہ وہ یقین رکھے کہ دعوت و اصلاح کے لئے ہمدردی، خیر خواہی، برداشت بہت ہی اہم چیز ہے۔ شوہر صاحب کو خیال رہے کہ اصلاح کا کام دماغ نچوڑنے، ہڈیاں جلانے، اور ہڈیوں کا گودا گھلانے کا کام ہے، دعوت زہرہ گداز اور جگر پاش مرحلے سے گزارتی ہے۔ دعوت کے اجزائے ترکیبی میں ضبط نفس، فراخ حوصلگی، صبر و ثبات، قوت برداشت، سلامتی ذہن و فکر اور جگر سوزی، امت کا غم، تہجد میں اٹھ کر دعائیں مانگنا، ہر فرض نماز کے بعد دعا مانگنا، زبان میں مٹھاس اور نرمی پیدا کرنا وغیرہ امور شامل ہیں۔

یاد رکھیے! داعی شوہر کبھی تھرڈ الا نہیں ہوتا، داعی شوہر کبھی بے حوصلہ نہیں ہوتا، داعی شوہر کبھی کم نگاہ نہیں ہوتا، داعی شوہر طالبِ جاہ نہیں ہوتا۔ داعی شوہر دعوت دینے کے بعد اور ہر طریقے سے بیوی کو سمجھانے کے بعد نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتا ہے۔ داعی شوہر مایوس نہیں ہوتا۔ بلکہ ہدایت کے لئے مستقل دعائیں مانگتا رہتا ہے، داعی کو زندگی کا ہر لمحہ پل صراط پر سے گزر کر بسر کرنا ہوتا ہے، ذرا سا افراط اور معمولی سی تفریط داعی کو غیر متوازن بنا کر اپنے مدعو اور مقصد سے بہت دور لے جاتی ہے۔

یاد رکھیے! داعی اپنی منزل کہکشاں سے ہو کر نہیں، کانٹوں اور پتھروں سے گزر کر حاصل کرتا ہے۔

جس بیوی کی اصلاح مطلوب ہے اس کو جھٹکا نہیں جاتا، جھڑکا نہیں جاتا، اسے ٹوکا نہیں جاتا، اسے طعنے نہیں دیئے جاتے، اسے ذلیل نہیں کیا جاتا، اس سے پرانی غلطیاں یاد نہیں کروائی جاتیں۔ اسے پاس بٹھایا جاتا ہے، موقع دیکھ کر دلیل اور پیار سے سمجھایا جاتا ہے، اس کے اچھے کاموں پر تعریف کی جاتی ہے۔

یاد رکھیے! قیامت کے روز شوہر کو اس کا اجر تو ضرور ملے گا کہ اس نے اپنے حسن کلام،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذاتی ایثار، اچھے کردار ''قول حسن'' اور نرم گفتگو سے بیوی کو کتنا دیندار بنایا، گھریلو زندگی صحیح گزرانے کا طریقہ سکھایا، بچوں کی دینی اور اخلاقی تربیت سکھلائی۔ لیکن اس کا کوئی بدلہ نہیں دیا جائے گا کہ شوہر نے اصلاح کرنے کے لئے اپنے تند مزاج، غصیلے انداز، اور کٹیلے الفاظ سے کتنی مرتبہ بیوی کو دھتکارا اور دور بھگایا تھا اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

غور کیجئے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کتنی ذمہ داریاں تھیں۔ اپنی تمام مصروفیات کے باوجود ایک وقت میں نو یا گیارہ گھروں کو چلا کر دکھایا، اور پوری زندگی میں کہیں آنچ بھی نہ آنے دی۔ کسی وقت کوئی نئے مسلمانوں کو وفد آرہا ہے اس کا استقبال، کسی وقت کہیں سفر کی تیاری، کسی وقت دعوت کیلئے لشکروں اور جماعتوں کو بھیجنا، کسی وقت کسی کی کوئی ذاتی پریشانی، کسی وقت دو مسلمانوں میں صلح کروانا، کسی وقت خود سفر میں تشریف لے جانا، کسی وقت اپنی عبادات کا اہتمام ان سب کے باوجود نو گھروں کو چلانا۔ ''صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تسلیماً کثیرًا۔''

تو ہماری یہ کتنی کم قسمتی ہوگی کہ ہم تھوڑے سے دیندار اور داعی ہو کر ایک گھر کو نہ چلا سکیں، ہائے افسوس! ہائے افسوس! آج ہم مسلمانوں سے معاملات والا دین، خصوصاً گھریلو زندگی کا دین تو ہم سے اوجھل ہی ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پورے پورے دین پر سو فیصد عمل کرنے والا اور اس کو پھیلانے والا بنائے، آمین، یارب العالمین۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ از تحفہ دولہا)

ذمہ داری نمبر.....۱۰

﴿بیوی کی غلطیوں پر عفو و درگزر کا معاملہ کیجئے﴾

عورت فطرتاً، مزاجاً، خلقتاً کمزور بنائی گئی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، عورت ٹیڑی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے، اسکو سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسکو چھوڑے رہو تو ٹیڑھی ہی رہے گی پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(بحوالہ بخاری شریف)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ بتلایئے کہ ہم خدمت گزاروں کے قصور کتنی مرتبہ معاف کریں؟ اس پر آپ ﷺ خاموش رہے، دوبارہ دریافت کیا، آپ ﷺ پھر خاموش رہے تیری مرتبہ پھر پوچھا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اسکی خطائیں ہر دن میں ستر مرتبہ معاف کرو۔

(بحوالہ ابوداؤد شریف)

آپ کا خاموش رہنا وحی کے انتظار کیلئے تھا۔ جب وحی آگئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کی ستر مرتبہ معاف کرو۔ اس میں کوئی شک نہیں شوہر کے لئے بیوی سے بڑھ کر کوئی خدمت گزار نہیں ہوتا تو اگر کبھی بیوی سے غلطی ہو بھی جاتی ہے حدیث بالا کو سامنے رکھ کر ہر شوہر کا فرض بنتا ہے کہ وہ بیوی کی غلطیوں کو معاف کرتا رہے۔

اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ بیوی سے غلطیاں بھی ضرور ہونگی لیکن اگر گھر کے سکون کو بحال رکھنا ہے، تو غلطیوں کو معاف کرنا ضروری ہے کیونکہ بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن کو مکمل طور پر ختم کرنا ممکن نہیں ہوتا جبکہ ان غلطیوں کا تعلق کسی فطری معاملہ سے ہو۔ البتہ ان غلطیوں کو کم یا ہلکا کرنا ممکن ہے۔ اور مکمل ختم کرنا اس لئے ممکن نہیں کیونکہ فطری معاملات میں زیادہ باریک بینی کے نتیجے میں کوئی حادثہ بھی پیش آسکتا ہے، بالکل ہی یہی معاملہ عورت کا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فطرتاً بنایا اسے ٹیڑھی پسلی سے ہے، اس سے غلطی کا سرزد ہونا کوئی بعید امر نہیں۔ چنانچہ اگر ضرورتاً کبھی غلط پر تنبیہ بھی کرنی پڑ جائے تو شوہر کو چاہئے کہ تنبیہ غصے کے عالم میں نہ کرے بلکہ بہت سوچ بچار کرنے کے بعد اور بڑی تمکنت و وقار کے ساتھ تنبیہ کرے اور سختی میں بھی ایک حد کے اندر رہے، وہ ایک جابر حاکم کا انداز اپنانے سے پرہیز کرے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی بیوی اور بچے اس سے محبت کرنے کے بجائے نفرت کرنے لگیں اور اس کی شکل دیکھتے ہی کونے میں دبک کر بیٹھ جائیں، جبکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ جونہی وہ گھر میں داخل ہو بیوی کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھے اور بچے اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لپٹ جائیں، وہ ایسا انداز اپنائے جو انتہائی شفقت ومحبت والا ہو اور ایسا انداز اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر برداشت اور معاف کرنے کا جذبہ ہو۔ اگر شوہر عفو ودرگزر والا معاملہ سامنے رکھے گا تو یقیناً بیوی کے دل میں اس کی قدر بڑھے گی اور یوں اس کا گھر خوشیوں اور مسرتوں کا مسکن بن جائے گا۔

امام بن حجرؒ نے فرمایا ''فرمان نبوی ﷺ'' عورتوں سے بھلائی کرتے رہنا۔ میں یہ اشارہ ہے کہ نرمی سے سیدھا کیا جائے، اس میں نہ تو اتنی شدت برتی جائے کہ ٹوٹنے (طلاق) تک نبوت پہنچ جائے، نہ ایسے ویسے ہی رہنے دیا جائے کہ وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تالیف قلب کے لئے لوگوں سے نرمی کا سلوک کرنا چاہئے۔ اس میں عورتوں سے بہتر سلوک کی ہدایت بھی ہے، کہ ان کی غلطیوں کو معاف کردیا جائے۔ اور انکی کجی پر صبر کیا جائے، اور جو شخص انہیں بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا وہ ان سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہو جائے گا، حالانکہ انسان کو ایک عورت کی ضرورت بہر حال ہوتی ہے، تاکہ اسے تسکین حاصل ہو، اور زندگی بسر کرنے میں اس کی مدد حاصل رہے۔ گویا کہ آنحضرت ﷺ یوں فرماتے ہیں: اس سے فائدہ صرف اس صورت میں اٹھایا جاسکتا ہے جب اس کی کوتاہیوں پر صبر کیا جائے۔

بعض لوگ اس تشبیہ کو عورت کی مذمت میں استعمال کرتے ہیں کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، لہٰذا اس کی اصل ٹیڑھی ہے، چنانچہ میرے پاس بہت سے لوگوں کے خطوط بھی آتے ہیں جس میں کئی لوگ یہ لکھتے ہیں کہ یہ عورت ٹیڑھی پسلی کی مخلوق ہے۔ گویا کہ اس کو مذمت اور برائی کے طور پر استعمال کرتے ہیں حالانکہ خود نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کا منشا یہ نہیں ہے۔

عورت کا ٹیڑھا پن ایک فطری تقاضہ ہے:

بات یہ ہے کہ اللہ پاک نے مرد کو کچھ اور اوصاف دے کر پیدا فرمایا ہے، اور عورت کو کچھ اور اوصاف دے کر پیدا فرمایا، دونوں کی فطرت اور سرشت میں فرق ہے، سرشت میں فرق ہونے کی وجہ سے مرد عورت کے بارے میں یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ میری طبیعت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فطرت کے خلاف ہے، حالانکہ عورت کا تمہاری طبیعت کے خلاف ہونا یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے، کیونکہ یہ ان کی فطرت کا تقاضہ ہے کہ وہ ٹیڑھی ہو۔ کوئی شخص پسلی کے بارے میں یہ کہے کہ پسلی کے اندر ٹیڑھا پن ہے وہ اس کے اندر عیب ہے، ظاہر ہے کہ وہ عیب نہیں ہے، بلکہ اس کی فطرت کا تقاضہ ہے کہ ٹیڑھی ہو، اسلئے آنحضرت ﷺ ارشاد فرمارہے ہیں کہ اگر تمہیں عورت میں کوئی ایسی بات نظر آتی ہے جو تمہاری طبیعت کے خلاف ہو اور اس کی وجہ سے تم اس کو ٹیڑھا سمجھ رہے ہو تو اس کو اس بناء پر کنڈم نہ کرو، بلکہ یہ سمجھو کہ اس کی فطرت کا مقتضی یہ ہے، اور اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو تو وہ ٹوٹ جائے گی، اور فائدہ اٹھانا چاہو گے تو ٹیڑھا ہونے کی حالت میں بھی فائدہ اٹھا سکو گے۔ (بحوالہ از اصلاحی خطبات)

صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے:

اگر مرد بات بات پر گھر میں لڑائی کرے تو پھر نباہ مشکل ہو جائے گا۔ مرد میں ضبط وتحمل کا مادہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ اگر باہمی زندگی میں کوئی نازک موقع آجائے تو صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے دے، عورت اس معاملہ میں کمزور ہے۔ چونکہ عورتوں کا ایک بڑا عیب ضد اور ہٹ دھری ہے جس کا نتیجہ شادی کی ناکامی کی صورت میں نکلتا ہے۔

بے جا فرمائشوں اور ضد سے عورتوں کو بالکل اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ بہت مرتبہ یہ دیکھا گیا ہے کہ جہاں کوئی ایک بات بھی ان کی طبیعت کے خلاف ہوگئی فوراً آگ بگولہ بن جاتی ہیں اور خاوند کو ترکی بہ ترکی جواب دیتی ہیں۔ اس سے میاں بیوی کے تعلقات کشیدہ ہو جاتے ہیں اور خاوند بیوی سے بددل ہو جاتا ہے اگر کوئی معقول بات ہو تو خاوند کو سمجھانے کی کوشش کرے، منہ پھلانے، لڑنے اور اپنی بات پر اڑے رہنے سے معاملہ بگڑ جاتا ہے۔ بیوی اگر خاوند کو غصے میں دیکھے تو خود نرمی کا مظاہرہ کرے اور اپنے غصے کا اظہار نہ کرے اگر غصہ ظاہر کرنا ضروری ہو تو پھر اس طرح سے خاوند سے بات کرے کہ اس کی باتوں سے دونوں کے مابین تعلقات میں رخنہ پیدا نہ ہو۔

اگر عورت کا واسطہ مرد کی زیادتی اور بددماغی سے پڑے تو ہوش وعقل سے کام لے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیزی نہ دکھائے کچھ دب کر ہی سہی صلح کر لے تو عورت کے لئے فائدہ مند ہے ورنہ اپنی ضد پر اڑے رہنے سے شادی ناکام بھی ہو سکتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے بد دماغی یا بے پرواہی کا غالب احتمال ہو تو دونوں کو کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کر لیں اور یہ صلح بہتر ہے۔'' (سورۃ النساء)

بیوی کو مارنے پیٹنے اور گالی دینے سے پرہیز کیجئے:

بیوی کے ساتھ مار پیٹ کرنا دانشمندی نہیں ہے یہ ایک ظالمانہ حرکت ہے آج کل ہمارے معاشرے میں بیوی کو مارنے، پیٹنے اور اس پر تشدد کرنے کی وبا پھیلتی جاری ہے۔ معمولی معمولی باتوں پر بیوی پر ہاتھ اٹھا لینا، انہیں زور و کوب کرنا عام ہوتا جا رہا ہے۔ کامیاب شوہر وہی ہے جو بیوی کو غلطی پر حکمت و دانائی سے سمجھائے مار پیٹ سے زیادہ اثر محبت سے سمجھانے کا ہوتا ہے۔ یاد رکھئے کہ بیوی کو بلا جواز مارنا اسلام میں جائز نہیں۔ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تم اپنی عورت کو نہ مارو جس طرح تم اپنے غلام کو مارتے ہو اور رات کو اس سے صحبت کرنے لگو۔

(بحوالہ بخاری شریف)

یعنی یہ انتہائی نامناسب بات ہے کہ بیوی سے فائدہ بھی حاصل کرو اور پھر انہیں مارو بھی۔ بعض ظالم شوہر ایسے بھی ہوتے ہیں جو معمولی سی بات پر بھی بیوی کو بے دردی سے مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً نمک سالن میں زیادہ کیوں ہے، سالن میں مرچ زیادہ کیوں ڈالی ہے، وقت پر روٹی تیار کیوں نہیں کی۔ یاد رکھئے عورت آپ کے سالن اور روٹی پکانے کی ذمہ دار نہیں۔ مردوں پر عورتوں کا احسان ہے کہ وہ روٹی پکا دیتی ہیں۔ بستر بچھا دیتی ہیں۔ کپڑے صاف کر دیتی ہے۔ شرعاً ان کے ذمہ یہ نہیں ہے۔ لہٰذا ان باتوں میں ان پر کسی قسم کی سختی کرنا درست نہیں۔

بیوی کو مارنے والے مرد سے نکاح کرنے کو آپ ﷺ نے منع فرمایا:۔ حضرت فاطمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنت قیس آنحضور ﷺ کے پاس مشورہ کرنے آئیں کہ مجھ سے نکاح کے دو آدمی خواہش مند ہیں۔ایک ابوجہم، دوسرے معاویہ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ دونوں مناسب نہیں۔ **اما ابو جھم فضرب اب لا یضع عصاہ عن عنقہ واما معاویہ فصعلوک لاما ل لہ۔** یعنی ابوجہم اس لئے مناسب نہیں کہ بڑا مارنے والا ہے، کبھی اس کی لاٹھی گردن سے الگ نہیں ہوتی، لیکن معاویہ فقیر وتنگدست ہیں تمہارا گذر بسر وہاں ٹھیک طور پر سے نہ ہوگا۔

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے معاملہ میں صبر وتحمل سے کام لینا چاہئے۔خلاف مزاج امور کے پیش آنے کے باوجود عورتوں کو ہرگز ہرگز نہیں مارنا چاہئے، اور حکمت اور دانائی کے ساتھ گذر بسر کرنا چاہئے۔

بیوی کو مارنے والے آپ ﷺ کی نگاہ میں بہتر لوگ نہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ کی باندیوں اپنی بیویوں کو مت مارو، اس کے بعد حضرت عمرؓ حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کی اس ہدایت کی وجہ سے شوہروں نے مارنا چھوڑ دیا۔تو عورتیں اپنے شوہروں کے سر چڑھ گئیں اور دلیر ہوگئیں۔تو نبی کریم ﷺ نے ان کو مارنے کی اجازت دے دی اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے پاس بہت سی عورتیں آئیں، اور انہوں نے اپنے شوہروں کی مار پیٹ کی شکایت کی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری بیویوں کے پاس بہت سی عورتیں اپنے شوہروں کی شکایت لے آئیں، ایسے لوگ تم میں بہتر لوگ نہیں ہیں۔''

اسی طرح شوہر کے لئے ضروری ہے کہ اپنی شریک حیات کو گالی نہ دے احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے چنانچہ،

رسول اقدس ﷺ کا ارشاد کہ جو شخص اپنی عورت کو گالی دیتا ہے، آسمان کے تمام فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

ایک اور حدیث ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر کا کام ہے۔ (بحوالہ بخاری شریف)

اس حدیث میں مطلقاً گالی کو گناہ فرمایا، ظاہر ہے بیوی بھی اس میں آتی ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ بیوی کو تنبیہ کرتے وقت اسے گالی دینے، اس کی بے عزتی کرنے اور اخلاق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے گری ہوئی زبان استعمال کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

شوہر بیوی کو گالی دینے سے پہلے ایک لمحہ بھر کے لئے غور کر لے کہ وہ (بیوی) کسی کی امانت ہے؟ شوہر بیوی کو بیاہ کر بطور اللہ کی امانت کے اپنے گھر لاتا ہے اور اللہ کی امانت کی کس طرح بھی تذلیل جائز نہیں۔ چنانچہ جب شوہر بیوی کے خلاف بھڑک کر اپنے غم وغصہ کا اظہار کرنے کی خواہش دل میں لائے تو اس حقیقت کو بھی سامنے رکھے کہ اللہ تعالیٰ جس کی وہ امانت ہے اس سے بہت زیادہ طاقت وقوت کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب وقہر سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔ ایک نیک شوہر، بہادر، بلند ہمت، عالی دماغ اور وسیع ظرف وکامیاب شوہر وہ ہوتا ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھے طرز عمل اور اعلیٰ ضبط وتحمل کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

شوہر یہ بات ذہن میں رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو ناقص العقل بنایا ہے۔ اکثر اوقات وہ اپنی گفتگو اور طرز عمل کے نتائج سے بے خبر ہوتی ہے۔ شوہر کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ ذہانت سے نوازا ہے۔

بعض شوہر بڑا سخت ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔ وہ اپنی بیویوں کی ناعاقبت اندیشی کو برداشت نہیں کرتے۔ غصہ میں اندھے ہو کر مار پیٹ پر اتر آئے ہیں اور انہیں بری طرح زخمی کر دیتے ہیں۔ ایسے شوہروں کو علم ہونا چاہئے کہ بیویوں کے ساتھ ان کا تشدد آمیز رویہ کوئی بہادری کا کارنامہ نہیں ہے۔ اس کے برعکس وہ اپنی بزدلی کا شرمناک مظاہرہ کرتے ہیں۔ گالی گلوچ یا مار پیٹ سے بیوی کو خاموش کر دینا قطعاً کوئی کمال نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا:

لیس الشدید بالصرعته انما الشدید الذی یملک نفسه عند الغضب . (مشکوۃ، کتاب الاداب۔ باب الغضب والکبر)

''بہادر وہ نہیں جو ایک کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے''

بیوی بیچاری تو پھر اس کی کوئی دشمن نہیں ہے۔ مسلمان شوہر کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ردعمل کا اظہار پروقار، باعزت اور نرمی دلی سے کرے۔ شریعت کی طرف سے اسے تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنے غصے کو پی جائے اور ایک ایسا اچھا اور سچا حکمران بن کر ابھرے جو بادشاہوں کے بادشاہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے ذہن میں رکھتا ہو۔ کل ۔۔۔ قیامت کے روز اسے ان تمام ناانصافیوں اور زیادتیوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہوگا جو وہ اپنی ناتواں بیوی کے ساتھ روا رکھتا رہا تھا، بیوی جو ایک امانت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت میں دی تھی۔

شوہر اس بات کو ذہن نشین کرلے کہ بیوی اس کی ملک نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ملک ہے اور اللہ ہی کے نام پر اس کے لئے حلال ٹھہرائی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں اس کا واشگاف الفاظ میں اظہار کر دیا تھا۔

شوہر کو چاہئے کہ اس امر کا احساس کرلے کہ اللہ تعالیٰ کی ملک پر اسے اپنا غصہ اتارنے کا نہ کوئی حق ہے اور نہ ہی اجازت۔ اسے تو دل و جان سے اس امانت کی عزت و توقیر اور حفاظت کرنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے اس عارضی دنیوی زندگی میں اس کو آرام و سکون بہم پہنچانے کے لئے اس کے سپرد کی ہے۔

اگر بیوی نافرمان ہو تو شوہر کیا کرے:

اگر بیوی نافرمان ہو جائے اور سرکشی پر اتر آئے تو اس وقت اسلام کی تعلیمات یہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں نصیحت کرو۔ ان کو ان کے بستروں میں چھوڑ دو اور انہیں مارو۔ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرلیں تو ان کے خلاف بہانے نہ ڈھونڈو۔ بے شک اللہ بالاتر اور بہت بڑا ہے اور اگر تمہیں دونوں کے درمیان افراق کا اندیشہ ہو تو ایک حاکم مرد کے رشتے داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتے داروں میں سے مقرر کرو۔ اگر دونوں اصلاح کے طالب ہوئے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان سازگاری پیدا کر دے گا۔ بے شک اللہ علیم و خبیر ہے۔

آیت کریمہ کی وضاحت:

جب شوہر دیکھے کہ بیوی کی طرف سے نافرمانی کا ارتکاب ہو رہا ہے بیوی اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف سر اٹھا رہی ہے اور شوہر کے حقوق پورا کرنے میں غفلت برت رہی ہے تو قرآن کریم نے اس کی اصلاح کے تین ترتیب وار طریقے بتائے ہیں۔

۱۔ پہلا طریقہ اور درجہ یہ ہے کہ نرمی سے بیوی کو سمجھا کے کلمات خیر، مؤثر نصیحت اور حکیمانہ باتوں کے ذریعے اس کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کر دیکھے اور اس کی غلطی فہمی دور کر کے اگر اس کا کوئی جائز مطالبہ ہو تو وہ پورا کرے۔ اس طرح سمجھانے سے کام چل گیا تو معاملہ ختم اور یہ بہت اچھی بات ہے، چنانچہ بیوی ہمیشہ کے لئے گناہ سے اور مرد قلبی اذیت سے اور دونوں رنج وغم کی کیفیت سے بچ گئے۔ اگر اس طریقہ سے کام نہ چلے تو۔

۲۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ناراضگی ظاہر کرنے کے لئے اپنا بستر بیوی سے علیحدہ کر لے اور اس سے الگ ہو کر سوئے تاکہ اس کے نسوانی جذبات ابھر آئیں اور فرمانبرداری پر کمربستہ ہو جائے۔ یہ ایک معمولی سزا اور تنبیہ ہے اس سے بیوی متنبہ ہو گئی جو جھگڑا ختم۔ فبھا اور اگر پھر بھی وہ اس آسان سزا پر اپنی نافرمانی اور کج روی سے باز نہ آئی تو۔

۳۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ مجبوراً اب شوہر بیوی کو معمولی مار مار سکتا ہے لیکن اس تیسرے طریقے سے رسول اللہ نے حتی الوسع بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے اپنی کسی بیوی یا خادم کو کبھی نہیں مارا اور نہ کسی اور شخص پر کبھی اپنا ہاتھ اٹھایا۔ ہاں اللہ کے راہ میں یا حرمات الٰہی کی بے حرمتی کی وجہ سے اللہ کی خاطر کسی کو سزا دی ہو تو اور بات ہے۔ (بحوالہ سنن نسائی)

فی نفسہ، مجبوراً بیوی کو مارنا جائز ہے لیکن اس بات کو ضرور یاد رکھیں کہ پھر مارنے کی بھی حد ہے یعنی اسی صورت میں اذیت دہ حد تک زور وکوب کرنے اور چہرے پر مارنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ بعض عورتوں کے لئے بعض حالات میں یہی علاج کارگر ہوتا ہے لیکن مارنے کا مطلب یہ نہیں کہ کوڑے یا لکڑی وغیرہ سے مارے بلکہ اس کی نوعیت رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے سمجھ لینی چاہئے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے خادم سے جس نے کسی کام کے سلسلے میں آپ ﷺ کو غصہ دلا دیا تھا فرمایا کہ! اگر قیامت کے دن بدلہ نہ لیا جانے والا ہوتا میں تجھے اس مسواک سے مارتا (طبقات ابن سعد) معلوم ہوا کہ مارنے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لئے ایسی چیز کا استعمال ہو کہ جس سے تنبیہ بھی ہو جائے اور کوئی نقصان بھی نہ ہو جیسے مسواک کا طریقہ مذکور ہوا۔

بہر حال اگر اس معمولی مار پیٹ سے بھی معاملہ درست ہو گیا، صلح صفائی ہو گئی اور تعلقات بحال ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ گھر بگڑتے بگڑتے بچ گیا۔ اور پھر شوہر پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی بال کی کھال نہ نکالے اور ہر بات منوانے کی ضد نہ کرے، چشم پوشی اور درگزر کا معاملہ کرے اور حتی الامکان نباہنے کی کوشش کرے۔

یہ گزشتہ طریقے وہ تھے جن کے ذریعے گھر کی ناچاقی کو گھر میں ہی ختم کر دیا جائے۔ لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپس کی چپقلش و ناچاقی طول پکڑ لیتی ہے۔ اس کی وجہ چاہے بیوی کی طبیعت میں نافرمانی، سرکشی اور آزادی ہو یا چاہے شوہر کے بے جا تشدد، گالم گلوچ، بے اعتنائی اور خوامخواہ کی سختی ہو۔ بہر حال اب اس صورت میں گھر کے تنازعے کا باہر نکلنا گریز ہے۔ اس حالت میں قرآنی رہنمائی یہ ہے کہ میاں بیوی کی باہمی صلح صفائی کرانے کے لئے برادری کے سربراہ اور معاملہ فہم حضرات یا دونوں کے اولیا دو فیصلہ کرنے والے متعین کریں اور یہ فہم فراست کیساتھ باہم صلح صفائی کی کوشش کریں۔ جب مذکورہ حضرات اخلاص کے ساتھ میاں بیوی کو ملانے کی سعی کریں گے تو انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکی غیبی مدد ہوگی اور یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہونگے، اور ان کے ذریعے میاں بیوی کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اتفاق و محبت پیدا فرما دیں گے۔

بیوی سے درگزر کر کا معاملہ کیجئے:

کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمرؓ کے پاس اپنی بیوی کی شکایت لے کر حاضر ہوا دروازے پر پہنچا تھا تو اندر سے حضرت عمرؓ کی بیوی ام کلثومؓ کی کچھ تیز کلامی محسوس ہوئی تو اپنے دل میں یہ سوچ کر لوٹنے لگا کہ میں تو اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا تھا اور یہاں خود ہی قصہ موجود ہے حضرت عمرؓ نے اسے واپس بلا کر پوچھا تو کہنے لگا کہ میں یہ ارادہ لے کر آیا تھا کہ اپنی بیوی کا کچھ گلہ شکوہ آپ کے پاس کروں مگر آپ کے گھر کا معاملہ معلوم ہوا تو میں واپس جا رہا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے ذمے اس کے کچھ حقوق ہیں جس کی وجہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں درگزر کرتا ہوں ایک تو یہ کہ وہ میرے اور دوزخ کے درمیان آڑ ہے کہ اس کی وجہ سے میرا دل حرام سے بچتا رہتا ہے دوسرے یہ کہ میں باہر چلا جاتا ہوں تو وہ میرے مال ومتاع کی رکھوالی کرتی ہے تیسرے یہ کہ وہ میرے کپڑے دھوتی ہے چوتھے یہ کہ وہ میری اولاد کی پرورش اور تربیت کرتی ہے پانچویں یہ کہ وہ میرا کھانا پکاتی ہے یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا کہ یہ سب فوائد تو مجھے بھی حاصل ہیں لہٰذا جس طرح آپ اپنی بیوی سے درگزر کرتے ہیں تو اب میں بھی ایسا ہی کروں گا۔

ذمہ داری نمبر.....۱۱

﴿بیوی سے پردے کا اہتمام کرائیے﴾

ہمارے معاشرے میں بہت سے ایسے مرد نظر آتے ہیں جو خود تو شرعی حلیہ اختیار کر لیتے ہیں مگر ان کے گھر کی عورتیں بے پردہ ہوتی ہیں، آخر ایسا کیوں ہے؟ مرد جسے اللہ نے قوت دی ہے، قیادت وسیادت اسی کے لئے، وہ عورت پر فوقیت رکھتا ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ یہ مرد اپنے گھر کی عورتوں کو پردہ نہیں کرواتا؟ اگرچہ ہر شخص اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے لیکن مرد کی ذمہ داری دوہری ہے کیونکہ مرد کے لئے اہل وعیال رعیت کی حیثیت رکھتے ہیں اور یوم الحساب میں ہر حاکم سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ جہاں رعایا کی دنیوی ضرورت اور فلاح وبہبود حاکم کے ذمہ ہیں، وہاں ان کی دینی ضرورت اور نگہبانی بھی حاکم کے ذمہ ہے ان کی دینی تربیت اور دین کی حفاظت کا اہتمام کرنا بھی اسی کی ذمہ داری ہے، اس کے بارے میں آخرت میں سوال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ صاف صاف فرما رہے ہیں:

یاایھا الدین امنو قوا انفسکم و اھلیکم نارا .

''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ''

میں ان مردوں کی تو بات ہی نہیں کرتا جو خود بے دین ہیں، افسوس اور تعجب تو ان پر ہے جو خود شرعی حلیے میں ہیں لیکن اپنے ساتھ بے پردہ عورتوں کو لئے پھرتے ہیں، ہوسکتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی یہ کہے کہ ہم نے کوشش کر لی کوئی ہماری بات مانتا ہی نہیں۔ سو یہ عذر بہت کم لوگوں کو قابل قبول ہوتا ورنہ اکثر مردوں کا حال یہ ہے کہ دنیوی معاملات میں تو خوب سختی کرتے ہیں، امور خانہ داری سے لے کر معاشرتی تعلقات تک اثر انداز ہوتے ہیں، بیوی نے خدمت میں کچھ کوتاہی کی یا کھانا مرضی کے مطابق نہ پکایا تو اس پر طلاق تک دے دیتے ہیں معمولی معمولی باتوں پر ناراض ہو کر بیوی کے رشتہ داروں سے میل جول ختم کر دیتے ہیں نہ صرف خود قطع تعلق کرتے ہیں بلکہ بیوی تک کو اس کے والدین اور بھائی بہنوں سے ملنے سے روک دیتے ہیں۔ دین کے معاملے میں یہ عذر کہ تبلیغ کا اثر نہیں ہوتا، اس سے زیادہ سختی کا تحمل نہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ اپنے آپ کو اللہ کے سامنے تصور کر کے اپنی کوششوں کا جائزہ لیں کہ جب اللہ کے سامنے پیشی ہوگی تو کیا آپ یہ عذر پیش کر سکیں گے؟ کیا آپ کی کوشش واقعۃً کوشش کہلانے کے قابل ہے یا نہیں؟ اس کا معیار، اس کا طریقہ کسی مستند عالم سے پوچھئے۔ ایسے مرد جو خود تو صوفی بن کر بیٹھ جاتے ہیں مگر اپنے ماحول سے بے دینی کے خاتمے کے لئے کوشش نہیں کرتے، اپنے گھر والوں کو دیندار بنانے کی کوشش نہیں کرتے، اپنے گھر کی عورتوں کو پردہ نہیں کرواتے وہ جنت میں نہیں جائیں گے، کیونکہ حدیث میں صاف صاف موجود ہے کہ "دیوث جنت میں داخل نہیں ہوگا" اور دیوث ایسے مرد کو کہتے ہیں جو اپنے گھر کی عورتوں کی فکر نہ کرے انہیں پردہ نہ کروائے۔ یاد رکھئے! آپ خود بظاہر نیک بن جائیں، لوگ آپ کو صالح سمجھتے رہیں لیکن اگر آپ کے گھر کی عورتیں غیر مردوں کو دعوت نظارہ پیش کرتی رہیں لوگوں کو بدنظری کی دعوت دے کر گناہ میں مبتلا کرتی رہیں اور آپ خاموش تماشائی بنے رہیں اور شریعت کے مطابق کوشش نہ کریں تو آپ کبھی بھی فلاح پانے والوں میں سے نہ ہوں گے اور اگر شریعت کے مطابق کوشش کرنے کے باوجود آپ کے گھر کی عورتیں پردہ نہیں کرتیں تو آپ بری الذمہ ہیں کیونکہ ہر شخص کو اپنے ہی اعمال کا سامنا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دینی غیرت عطا فرمائے اور صحیح معنی میں مسلمان بنا دے، آمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۱۲

﴿اپنی بیوی کا ہر طرح سے خیال رکھئے﴾

ناکامی و نامرادی، ازدواج میں کم اور میاں یا بیوی یا دونوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ کوئی فرد، مرد یا عورت، میاں یا بیوی، اپنی شخصیت سے دستبردار ہونا یا اس کو دوسرے کی شخصیت میں مدغم کرنا پسند نہیں کرتا، چاہے وہ کتنا ہی حقیر، نادان اور کم علم کیوں نہ ہو۔ اگر اس ایک اصول کو سمجھا جائے تو میاں بیوں کو یہ شکایت نہیں ہو سکتی کہ

مثلاً ''میرے میاں تو بس اپنا حکم چلاتے ہیں'' یا ''میری بیوی تو بڑی منہ زور ہے۔''

ازدواج کا مقصد یہ ہے کہ میاں بیوی کی شخصیتیں علیحدہ رہ کر ایک دوسرے کی شخصیت کی تکمیل اور تسکین کریں، یہ آسان نہیں، لیکن ممکن ہے۔ اور ذرا سے تعاون، مفاہمت اور قربانی سے اس کو قابلِ عمل بنایا جا سکتا ہے۔

کسی نے کہا تھا ''میں نے جوانی میں طے کیا تھا کہ شادی نہیں کروں گا، جب تک کہ کوئی مثالی عورت نہ مل جائے کچھ عرصے کے بعد مجھے ایسی عورت مل گئی لیکن (آہ) وہ بھی مثالی خاوند کی تلاش میں تھی۔''

ازدواجی زندگی کو کامیاب یا ناکام بنانے میں خاوند کو فعال حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اگر وہ ایک نارمل انسان ہے اور اپنی بیوی کو بھی ایک نارمل انسان سمجھتا ہے تو وہ اس سے ایسی توقعات وابستہ نہیں کرتا جو غیر حقیقی اور شاعرانہ ہوں، ورنہ بصورتِ دیگر اس کی بیوی یقینی طور پر اس کی توقعات پر پورا نہ اترے گی۔ ازدواجی زندگی میں میاں بیوی کو ایک مفید ساتھی اور کارآمد شریک حیات بنانے کے لئے خاوند کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی صلاحیتوں اور قوتوں کو بروئے کار لائے۔ تعریف، مشورے اور تعاون کے ذریعے اس کو کام کرنے، گھر بنانے اور اپنے پہلو بہ پہلو چلنے کے قابل بنائے۔ اور اس کی شخصیت کے ناخوشگوار اور ناپسندیدہ پہلوؤں سے گریز کرنے کے بجائے بہ لطائف الحیل اور بطریق احسن ان کی اصلاح کرے اور بیوی کے ساتھ برابر سلوک کرے۔ عورت کے بارے میں اس قسم کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریات کہ ''وہ ایک ناقص مخلوق ہے'' یا وہ ایک ایسی مخلوق ہے جو باتوں کے بجائے لاتوں کے بھوتوں سے مانتی ہے، یا ''گربہ کشتن روز اول'' عورت انسان ہے اور بس، نہ کم نہ زیادہ۔

ایک مغربی ادیب نے لکھا ہے کہ ''مثالی خاوند وہ ہے جو اپنی بیوی کو نئی کار کی طرح رکھتا ہو۔'' بڑی اچھی بات کہی ہے۔ لیکن رونا اس بات کا ہے کہ کار ہمیشہ نئی نہیں رہتی، (نیا نو دن اور پرانا سو دن) شاید یہی وجہ ہے کہ یورپی خاوند آئے سال نئے ماڈل کی کار کے ساتھ نئی بیوی بھی بیاہ لاتے ہیں۔

بیوی کی نفسیات زیادہ پیچیدہ نہیں ہوتی، نہ اس کا علم، تجربہ یا مشاہدہ گہرا اور وسیع ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ عورت ہے، مشرقی عورت کو گھر سے باہر نکلنے اور باہر کی دنیا میں گھومنے پھرنے کے مواقع کم ہی ملتے ہیں۔ اس کا فائدہ خاوند کو یہ پہنچتا ہے کہ وہ علم، تجربے اور مشاہدے میں بیوی سے بلند تر سطح پر پہنچ جاتا ہے۔ اب اگر وہ اپنی اس برتری سے ٹھیک کام لے، تو نہ صرف وہ بیوی کی ذات کی تکمیل کر سکتا ہے بلکہ بالواسطہ وہ اپنی ذات، اپنے گھر، اور اپنے بچوں کے مفاد کو بھی زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچا سکتا ہے، ذرا سی ہمدردانہ کوشش سے وہ اپنی بیوی کے مزاج اور طبیعت کو سمجھ سکتا ہے اور اسی طرح اس کو اپنی راہ پر بھی لا سکتا ہے۔

اگر آپ حلقۂ احباب میں زندہ دل اور خوش گپ مشہور ہیں تو چشم ما روشن، دل ما شاد۔ لیکن کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ اپنی زندہ دلی اور خوش گپی کا ذخیرہ باہر ختم کر آئے ہوں اور گھر آتے ہی تھک کر چارپائی پر دراز ہو گئے ہوں، بلکہ ستم ظریفی کے طور پر اخبار پڑھنے یا ریڈیو سننے لگے ہوں، ہم یاد دہانی کے طور پر آپ کے گوش گزار کیے دیتے ہیں کہ آپ کی بیگم کئی گھنٹوں سے آپ کی چشم براہ ہے۔ وہ تنہائی سے تنگ آئی ہوئی ہے۔ آپ سے وہ کچھ کہنا اور کچھ سننا چاہتی ہے، کچھ بچوں کی شرارتوں، کچھ اپنے کئے ہوئے کام اور کچھ اپنی صحت کے متعلق۔ کیا آپ اس کو مایوس کر دیں گے؟ کیا آپ اس کو قید تنہائی سے نجات نہیں دلائیں گے؟ کیا آپ جذبات، احساسات اور خیالات کے اظہار کا کوئی موقع اس کو نہیں دیں گے۔

یاد رکھئے! بیوی کے ساتھ مصافحہ، معانقہ بلکہ صرف قرب ہی اس کو بے پناہ مسرت دے سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا آپ روزانہ کچھ وقت خواہ وہ آدھا گھنٹہ ہی ہو، اپنی بیوی کے لئے مخصوص کرتے ہیں؟ کیا آپ اس سے روزانہ بطور خاص علیحدگی میں اس کا حال پوچھتے ہیں؟ اس کی صحت، کپڑوں یا الجھنوں کے بارے میں استفسار کرتے ہیں؟ کیا آپ اپنی بیوی کو باتیں کرنے کے موڈ میں پا کر اس کو کچھ کہنے، سننے کا موقع دیتے ہیں؟ یا صرف اس وجہ سے اس کی باتوں کو ہوں ہاں اور اچھا کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ آپ اخبار یا کوئی کتاب پڑھنا چاہتے ہیں یا باتیں کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں۔ اپنے اس رویے پر نظر ثانی کیجئے، ورنہ گھریلو زندگی کا مستقبل زیادہ خوش آئند نہیں ہوگا۔

اپنی بیوی کو نوکر یا بچوں کی موجودگی میں برا بھلا مت کہیے۔ وہ آپ کی بیوی ہے لیکن اس کی اپنی شخصیت اور خودی ہے۔ وہ کسی کے سامنے شرمندہ ہونا پسند نہیں کرتی۔ اس کا دل تو آبگینے کی طرح نازک ہوتا ہے، پھر آپ اس کو پتھریلے الفاظ سے کیوں توڑتے ہیں؟ بیوی کے ساتھ نوکروں اور اجنبیوں کا سا سلوک مت کیجئے، وہ قصوروار سہی لیکن آپ کی شریک زندگی (یعنی زندگی بھر کی ساتھی) ہے۔ کیا آپ اس سے بدسلوکی اور تلخ کلامی کر کے اس کے دل میں ہمیشہ کے لئے اپنے خلاف جذبات پیدا کرنا چاہتے ہیں؟ بہت ممکن ہے کہ آپ کی بیوی چرب زبان، بدزبان اور تندخو ہو یا آپ کے رویئے اور زبان درازی کے جواب میں بدزبانی پر اتر آئے۔ ایسی صورت میں بحث و تکرار اور تو تکار جو شروع ہوگی تو یہ سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آئے گا۔ اگر آپ یا آپ کی بیوی یا دونوں ذرا ذرا سی بات پر غصہ اور تلخی کا اظہار کرنے یا بدزبانی کرنے اور طنزیہ لہجے میں بات کرنے کے عادی ہو گئے ہیں تو آپ کا خدا ہی حافظ۔ ایسی بری عادتوں کا شروع ہی میں سدباب کیجئے بلکہ شعوری طور پر کوشش کیجئے کہ کوئی طنزیہ یا تلخ کلمہ آپ کی زبان سے نہ نکلے اور اگر دانستہ یا غصے میں کوئی کلمۂ بدکلامی آپ کے منہ سے نکل بھی جائے تو غصہ فرو ہونے پر اپنے ساتھی سے معافی مانگئے۔ آخر آپ کسی غیر سے معافی نہیں مانگ رہے ہیں بلکہ آپ دونوں تو ایک ہی جسم ہیں۔

کیا آپ اپنی بیوی کا خیال رکھتے ہیں؟

گھر کا ماحول بھی خوشبوؤں اور شگوفوں سے بھرے گلستان سے مشابہ ہوتا ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹی چھوٹی ناخوشگوار اور تلخ باتیں وہ شریر لومڑیاں ہیں جو اس گلستان کو خراب کر دیتی ہیں۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ صاحب شام کو گھر سے یہ کہہ کر نکلتے ہیں کہ میں سات بجے لوٹ آؤں گا اور پھر ساڑھے سات بجے سب مل کر کھانا کھائیں گے۔ اب بیگم صاحبہ بڑے چاؤ سے صاحب کے پسندیدہ کھانے تیار کر کے انتظار شروع کر دیتی ہیں، لیکن صاحب نامعلوم وجوہات کے تحت آٹھ بجے بلکہ اس کے بھی بعد گھر پہنچتے ہیں اور دیر سے آنے کی وجہ بتانا تو درکنار وہ رسمی معذرت بھی نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بیگم بیچاری کو دوبارہ آگ جلا کر کھانا گرم کرنا پڑتا ہے اور صاحب کی ان بے اعتدالیوں اور لاپرواہیوں کی بدولت بچوں کی تعلیم اور بیگم صاحبہ کے دیگر گھریلو پروگرام تشنۂ تکمیل رہ جاتے ہیں۔ جس سے گھر کی خوشگوار فضا اتحاد و تعاون کے فقدان کی وجہ سے ناگوار صورتحال کا شکار ہو جاتی ہے۔

اب ایک اور گھر کی صورت حال ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں بیگم صاحبہ گھر کی فلاح و بہبود کے بارے میں غیر ذمہ دار اور لاپرواہ واقع ہوئی ہیں۔ وہ صبح کے وقت نہ صرف دیر سے بستر چھوڑتی ہیں بلکہ منہ ہاتھ دھوئے اور بال سنوارے بغیر گھر کے کاموں میں مصروف ہو جاتی ہیں اور اس حالت میں چلتی پھرتی ہوئی بالکل بھوتنی کی طرح دکھائی دیتی ہیں۔ بیچارہ خاوند ناشتہ تیار کروانے کے لئے اس کے ساتھ بھاگ دوڑ کر رہا ہے اور ساتھ ہی اسے یہ بھی اندیشہ ہے کہ بروقت بس بھی پکڑ سکے گا یا نہیں، تاکہ وہ وقت پر دفتر پہنچ سکے۔ اس قسم کی صورتحال صرف کھانے کے اوقات میں ہی پیش نہیں آتی بلکہ دن بھر کے معمولات بھی اس لاپرواہی کا شکار رہتے ہیں بدقسمتی سے بعض اوقات ہم ان لوگوں میں گھر جاتے ہیں جنہیں اپنی ذات اور مفاد کے علاوہ دوسروں کا رتی بھر خیال نہیں ہوتا۔ وہ تمام زندگی اپنی ذات اور پروگراموں ہی کو مرکز توجہ بنائے رہتے ہیں اور انہیں ہمیشہ اپنا ذاتی آرام اور مفاد عزیز ہوتا ہے۔

بعض لوگ اپنے شریک حیات یا دوسرے لوگوں کی کسی نہ کسی بات یا خامی کو عوامی یا گھریلو طور پر اچھال کر تفریح حاصل کرنے کے عادی ہوتے ہیں ایسے لوگ دوسروں کی بے بسی، شکل و شباہت، قد و قامت، حرکات و سکنات، جسمانی کمزوری، لنگڑے اور بھینگے پن کو طنز و تضحیک کا نشانہ بنا کر اور فقرے چست کر کے خود کو حاضر جواب اور خوش کلام تصور کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ حالانکہ انسانی نقطۂ نظر سے اس قسم کی دل لگی انتہائی ظالمانہ فعل اور بداخلاق تصور کی جاتی ہے۔ کسی شخص کے بارے میں اس کے سامنے یا غیر حاضری میں اس قسم کا کوئی گستاخانہ یا تمسخرانہ فقرہ چست کرنے سے انسانی عظمت و وقار میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ خود ایسا کرنے والے کو گھٹیا ذہنیت کا شخص تصور کیا جائے گا۔ ہمیں اس سلسلے میں اس قول کو مشعل راہ بنالینا چاہئے کہ: ''محبت سے آپس میں ایک دوسرے کو پیار کرو۔ عزت کی رو سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عورتیں مردوں کے دل پسند پھول ہیں۔ اس پھول کو ایذا رسانی اور تکلیف دہی کے سخت ہاتھوں سے مسل کر برباد نہ کرو۔'' (بحوالہ بیہقی)

بیوی کی بہت رعایت کرنی چاہئے:

واقعی بیوی کی رعایت کرنی چاہئے خواہ وہ پھوہڑ یا بدتمیز ہو کیونکہ اس نے تمہارے واسطے اپنی ماں کو چھوڑا، باپ کو چھوڑا سارے خاندان کو چھوڑا اب اس کی نظر صرف تمہارے ہی اوپر ہے جو کچھ ہے اس کے لئے ایک شوہر کا دم ہے بس انسانیت کی بات یہی ہے کہ ایسے وفادار کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے اور کچھ ان سے بدتمیزی اور بے ادبی ہو جائے اس کو اس کا ناز سمجھا جائے کیونکہ ان کو عقل کم ہے تمیز نہیں ہے ان کو بات کرنے کا سلیقہ نہیں ہے اس لئے گفتگو کا پیرایہ (انداز) ایسا ہو جاتا ہے جس سے مردوں کو تکلیف پہنچتی ہے مگر اس بدتمیزی کی حقیقت ناز ہے آخر وہ تمہارے سوا کس پر ناز کرنے جائیں دنیا میں ایک تم ہی ان کے ناز بردار ہو۔ (التبلیغ ۷/۵۹، بحوالہ اسلامی دولہا)

بیوی کو سر پر چڑھالینا بھی حماقت ہے:

ہم نے ایک والی ملک کی زیارت کی ہے، وہ اس قدر با اخلاق اور نرم تھے کہ ان کی بیوی کبھی کبھی ان کو پیٹ بھی لیا کرتی تھی یہ تو واہیات بات ہے کہ میاں بیوی کے ہاتھ سے پٹے مگر وہ اس قدر با اخلاق اور نرم تھے، ورنہ ایک کے دو لگاتے۔ بیوی صاحبہ کی بدتمیزی تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ میاں پر ہاتھ اٹھاتی تھیں اور میاں صاحب کا ڈھیلا پن تھا کہ بیوی کو اتنا گستاخ کر دیا تھا۔ بیوی کے ہاتھ پٹنا پٹانا تو بڑی واہیات اور بے جا (سراسر حماقت) ہے۔ میرا مطلب تو یہ ہے کہ بیوی پر اتنا رعب نہ بڑھانا چاہئے کہ میاں بالکل ہوا ہی ہو جائیں کہ ادھر میاں نے قدم رکھا اور بیوی کا دم فنا ہوا (جان نکلی) ہوش وحواس بھی جاتے رہے، بیچاری کے منہ سے کوئی بات نکلی یا کوئی چیز مانگی اور ڈانٹ ڈپٹ شروع ہوگئی۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ بیوی کی روک ٹوک بھی نہ کرے۔ اصلاح تو ضرور کی جائے، مگر نرمی کے ساتھ اور کبھی کبھی دھمکانا بھی برا نہیں مگر ستائے نہیں اور زیادہ دھمکانا بھی اچھا نہیں۔

مجھے بیوی کے کام کاج میں ہاتھ بٹانے سے بیوی کی قدر ومنزلت کا احساس ہوا

سید اختر حسین کہتے ہیں میری بیوی زینے سے اتفاقاً گر کر پیر کی ہڈی توڑ بیٹھیں اور ان کی جگہ مجھے گھر کا کام اور بچوں کی دیکھ بھال ہفتوں تک کرنی پڑی۔ اس عرصے میں مجھے جو تجربہ ہوا اس نے میری نظروں میں بیوی اور ماں کی قدر ومنزلت بہت بڑھا دی۔ میرے خیال میں ان کا کام ہمارے معاشرے کی زندگی وصحت کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس کی قدر تو درکنار اس کی اہمیت کا احساس تک ہم میں نہیں ہے۔

گھر کے کام کاج میں عورتوں کو بعض مخصوص قسم کی پریشانیوں اور مایوسیوں کا سامنا ہوتا ہے اس بوجھ میں ہمیں یکساں طور پر ہاتھ بٹانا چاہئے ایک ماں جو اپنے بچوں سے دل و جان سے وابستہ ہوتی ہے بعض اوقات وہ دل برداشتہ ہو جاتی ہے چھوٹے بچے ان عورتوں کے لئے بڑی تکلیف اور الجھن کا موجب ہوتے ہیں جنہیں سال کے ۳۶۵ دن ان کی دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے یہ بچے بہت شور وغل مچاتے ہیں، آپس میں لڑتے بھڑتے رہتے ہیں، طرح طرح کی شرارتیں کرتے ہیں، کبھی اپنے کپڑے بھگو لیتے ہیں، کبھی فرنیچر کو کھرونچ کر اس پر نشان ڈال دیتے ہیں کبھی توڑ پھوڑ کرتے ہیں۔ غرض دن بھر ماں کا کلیجہ چھلنی کیا کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ شاید ہی کوئی عورت دنیا میں ایسی ہو جو بچوں کی جھول کی پرورش کے بعد یہ محسوس نہ کرے کہ میں بھی دنیا میں آ کر کس جنجال میں پھنس گئی ہوں۔

اکثر عورتوں کو ایسے مسائل اور دشواریوں سے پالا پڑتا ہے جن کا سامنا مردوں کو عام طور سے نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر اس عورت کو جو کہ گھر پر رہتی ہے کسی ہم سن عورت کی رفاقت بالعموم حاصل نہیں ہوگی، وہ ہم جولی کی صورت کو ترستی ہے ہنسی، محبت اور نوجوانی کے دور کے رومانی لمحات کی آرزومند ہوتی ہے۔

ذمہ داری نمبر.....۱۳

﴿بیوی کے لئے نفاست کا اہتمام کیجئے﴾

اپنی بیوی کے لئے اپنے آپ کو اچھا ثابت کرنے کی عملی صورتیں جہاں یہ ہیں کہ بیوی کی خاطر مدارت، دل جوئی وغیرہ میں کوشش کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے، اسی کے ساتھ ان باتوں کا بھی مردوں کو خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے جن کی طرف نبی کریم ﷺ کے ارشادات میں اشارے کئے گئے ہیں۔ مثلاً شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے سامنے آئے تو صاف ستھرے کپڑوں میں آئے تاکہ اس کو دیکھ کر بیوی کو مسرت ہو اور یہ محسوس کر کے وہ خوشی سے پھول جائے کہ ہمارا شوہر لباس میں، وضع قطع میں صاف ستھرا، پاکیزہ مزاج ہے، بدسلیقہ اور پھوہڑ نہیں ہے۔ جب مرد چاہتا ہے کہ اس کی بیوی صاف ستھری رہے، میلی کچیلی نہ رہے، تو اسی طرح عورتوں کی بھی تو طبعی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہمارے شوہر خوش وضع ہوں، یوں بھی مسلمانوں کو کب اس کی اجازت دی گئی ہے کہ اپنے آپ کو ڈھیلی ڈھالی شکل میں رکھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی صفائی، پاکیزگی، خوش وضعی کی اپنی مثال آپ تھی۔ کون نہیں جانتا کہ سفر و حضر ہر حال میں آئینہ، کنگھی، سرمہ دانی اور اسی قسم کی چیزیں جن سے اپنی اصلاح اور درستگی میں مدد ملتی ہے، رسول اللہ ﷺ التزاماً اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ سید الکونین ﷺ اس کو ناپسند فرماتے تھے کہ آدمی بری ہیئت میں رہے۔

حضرت عطاء بن یسارؒ کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص مسجد میں داخل ہوا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے پریشان تھے، آپ ﷺ نے اشارے سے فرمایا کہ بالوں کو درست کر لے، چنانچہ اس نے اشارۂ نبوی ﷺ پا کر سر اور داڑھی کے بال درست کر لئے اور اس شخص کے پلٹتے وقت آپ ﷺ نے جب اس کو اچھی ہیئت میں دیکھا تو فرمایا، کیا یہ ہیئت پہلی ہیئت سے بہتر نہیں جو شیطان سی معلوم ہوتی تھی۔ یہ حدیث بھی مشہور ہے: ''اللہ پاک ہے، پاکی کو پسند کرتا ہے، اللہ پاکیزہ ہے، پاکیزگی کو محبوب رکھتا ہے۔'' (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

اللہ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے:

آپ ﷺ نے فرمایا ''بے شک اللہ جمیل ہے وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔ کبر تو یہ ہے کہ حق کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے''

اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک بہت ہی خوبصورت شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا حضور ﷺ! مجھے حسن و جمال پسند ہے۔ آپ ﷺ دیکھ ہی رہے ہیں کہ اللہ نے مجھے حسن سے نوازا بھی ہے، میرا جی چاہتا ہے کہ کوئی اس معاملے میں مجھ سے آگے نہ بڑھے۔ میری تو خواہش یہ ہوتی ہے کہ میرے جوتے کا تسمہ بھی سب سے اچھا رہے۔ کیا یہ کبر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں کبر تو حق کا ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

بدن اور لباس کی گندگی ناپسندیدہ ہے:

طہارت اور نظافت کے بارے میں اس طرح کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے ساتھ اسلام نے گندگی اور ناپاکی کو سخت ناپسند کیا ہے۔ چاہے وہ بدن پر ہو یا لباس پر، مکان کے اندر ہو یا باہر ہو یا غذا اور کھانے پینے کی چیزوں میں ہو۔ ذیل کی احادیث سے اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص بال رکھے وہ ان کا اہتمام کرے۔ بال سے آدمی کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے ضروری ہے کہ ان کی نگہداشت اور پاکی صفائی کا اہتمام ہو اور انہیں سلیقے کے ساتھ رکھا جائے۔ منتشر اور پراگندہ بالوں سے سارا حسن ختم ہو جاتا ہے اور شکل وصورت مکروہ معلوم ہونے لگتی ہے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میرے سر کے بال کافی لمبے ہیں شانوں تک پہنچ رہے ہیں کیا میں ان میں کنگھی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں کنگھی کرو اور بالوں کا اکرام واحترام کرو۔ روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے ابوقتادہؓ بسا اوقات دن میں دو بار تیل استعمال کرتے تھے۔

بیوی کا حق ہے کہ شوہر اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ گھر میں تشریف لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ پہلے کون سا عمل کرتے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا پہلے مسواک کرتے تھے۔

(بحوالہ مسلم شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں اپنی اہلیہ کے لئے خود کو سنوارتا ہوں، جیسے وہ میرے لئے اپنے آپ کو سنوارتی ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا جو حق اس کے اوپر ہے اسے پورا پورا وصول کرنے کے لئے اس پر اصرار کروں تاکہ وہ بھی مجھ پر اس کے جو حقوق ہیں، ان کا مطالبہ کرنے کے لئے اڑ جائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**ولهن مثل الذى عليهن بالمعروف**" آنحضرت ﷺ کی خود یہ حالت تھی گو آپ ﷺ کو تکلف اور جاہ پسندی سے نفرت تھی مگر لباس ہمیشہ صاف اور عمدہ پہنتے اور سفید رنگ کا کپڑا تمام کپڑوں سے زیادہ پسند کرتے تھے اور جمعے کا جوڑا آپ کا خاص تھا۔

ایک دفعہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص میلے کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کچھ مقدور ہے؟ اس نے عرض کیا، ہر طرح اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، جب خدا نے نعمت دی ہے تو صورت سے اس کا اظہار بھی ہونا چاہئے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا، فرمایا، اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ اپنے کپڑوں کو دھولیا کرے۔ ایک مرتبہ بہت سے لوگ مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے چونکہ مسجد تنگ تھی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کاروباری لوگ میلے کپڑے پہنے ہوئے چلے آئے تھے اس سے پسینہ کی وجہ سے بو پھیل گئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم لوگ نہا کر آتے تو بہت اچھا ہوتا۔

رسول اکرم ﷺ کو صفائی کا اس قدر اہتمام تھا کہ بعض دفعہ آپ کی مجلس میں خوشبو کی انگیٹھیاں بھی جلائی جاتی تھیں جس میں اگر اور بعض مرتبہ کافور شامل ہوتا اور آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ اجتماع کے مواقع پر خوشبودار مصالحے جلائے جائیں تا کہ ہوا صاف رہے اور صحت پر ناگوار اثر نہ ہو۔

یاد رکھئے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں گوشہ نشینی اور رہبانیت کی تعلیم نہیں ہے البتہ وہ انسانی فطرت کے عین مطابق ایسے احکام صادر کرتا رہتا ہے جو مناسب، ضروری اور سائنٹفک ہوا کرتے ہیں۔ ہر کام کی طرح تزئین و آرائش میں بھی اسی اعتدال کا حکم فرمایا گیا ہے۔ جو ہر قسم کی زیادتی اور تکلیف سے بنی نوع انسان کو بے نیاز کرتا ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ تکلف سے بری ہیں۔ (بحوالہ شمائل الرسول)

مگر حضور انور ﷺ نے اعتدال کے ساتھ زیب و زینت کے اہتمام کا بھی حکم فرمایا۔ چنانچہ خود ذات گرامی اپنے سر مبارک میں تیل ڈالتے، کنگھی فرماتے، ریش مبارک کے بڑھے ہوئے بال درست فرماتے، چشم انور میں سرمہ لگاتے، ہمیشہ پاک و صاف لباس زیب تن فرماتے مگر ان میں کوئی تکلف نہ ہوتا اور ہمیشہ سادگی رہتی۔

خضاب بھی چونکہ زیب و زینت میں داخل ہے، اس لئے اس کے بارے میں وضاحتیں ملتی ہیں۔ فرمایا کہ اپنے بالوں کی سفیدی کو کسی چیز وسمہ یا مہندی سے بدل دو لیکن سیاہ رنگ سے بچو۔ (بحوالہ ترمذی، شمائل الرسول)

سیاہ خضاب کی ممانعت کے سلسلے میں علامہ حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ چونکہ سیاہی جھوٹ اور فریب ہے اس لئے اس کی ممانعت ہے۔ اس کے برخلاف وسمہ اور مہندی میں کوئی فریب نہیں ہے کہ وہ سیاہی سے جدا رنگ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے استعمال کا حکم فرمایا گیا۔

شمائل الرسول میں علامہ نبہانی نے لکھا ہے کہ حضور انور ﷺ کی ریش مقدس میں گنتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے چند بال سفید تھے۔ اس لئے ان کو رنگین بنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی ریش مبارک کو مہندی سے سرخ فرمایا کرتے تھے۔

اب ہم قارئین کی معلومات کے لئے ان خضابوں سے متعلق طبی اور سائنٹفک پہلوؤں سے ایک ہلکا سا جائزہ پیش کرتے ہیں تا کہ اس میں دین حکمت کے ان احکام کی حکمتوں کو یقین آفرینی میں مدد ملے۔

مہندی کے طبی فوائد:

بالوں کو مہندی سے رنگین کرنے سے متعلق ڈاکٹر کرنی نے اپنے میڈیا میڈیکا جلد دم پیج ۷۳۰ پر لکھا ہے کہ اس سے نہ صرف بالوں کی خوبصورتی بڑھتی ہے بلکہ بالوں کی مضبوطی اور متعلقہ جلد کی صحت مندی کی ضمانت ملتی ہے۔

البتہ مہندی کی سرخی سے جو کسی قسم کے جرم یا تہہ سے خالی ہوتی ہے عورتوں کے ہاتھوں اور مردوں کی سفید داڑھیوں کے رنگ کو مزین کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ اس لئے کہ اس میں جمالیاتی اور طبی افادیت ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر کرنی نے میڈیا میڈیکا جلد ۲۰ ص ۷۳۰ میں مہندی کے بارے میں لکھا ہے کہ مہندی میں ۱۲ سے ۱۵ فیصد ٹینک ایسڈ ہے اور درد سر تلووں اور آنکھوں کی جلن اور وجع مفاصل میں اس کے لیپ سے بے حد فائدہ ہوتا ہے۔ نیز مہندی سے عورتوں کے رحمی امراض، درد اور مردوں کی داڑھی پر مہندی لگانے سے ان کی قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ (میڈیا میڈیکا انڈیکا)

جسم کی صفائی اور غسل:

ہر ملک کی آب و ہوا اور وسائل آب کے لحاظ سے غسل و صفائی کی اہمیت کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ گرم ممالک میں پسینے کے اخراج اور گرد و غبار کے اعتبار سے غسل کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے کہ خورد بینی اور متعدی امراض کے جراثیم سے ماحول بھرا رہتا ہے اور غدد جن سے روغنی افراز نکلتے ہیں، قدرتی طور پر مرہم کا کام انجام دیتے ہیں۔ جب گرد و غبار سے مسامات جسم اور ان کے دہانے بند ہو جاتے ہیں اور یہ پسینہ کے اخراج میں خلل کا سبب بنتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو جسمانی حرارت کے برقرار رکھنے کے نظام کو بھی متاثر کرسکتا ہے۔ جس کی وجہ سے پھیپھڑوں اور گردوں کو جسم کے سمی مواد کو خارج کرنے میں غیر معمولی کام کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے جسم کی صفائی اور غسل قیام صحت کے لئے لازم ہے۔ جسم کی عدم صفائی کے سبب جسم کی جلد کو پھوڑے پھنسیوں کی وجہ سے خراش اور تعدیہ لاحق ہوسکتے ہیں۔ پسینے کے اخراج سے کیونکہ بغل، کنج ران اور تلوؤں میں ناگوار بو پیدا ہوجاتی ہے، اس لئے ان مقامات کی صحت وصفائی کے لئے غسل کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

اسلام نے بطور قانون طہارت اور وضو کو عبادت کے لئے لازمی قرار دیا تاکہ مقصد زندگی یعنی عبادت الٰہی کی روحانی ترقی کے ساتھ جسمانی صحت وصفائی کا مقصد بھی پابندی کے ساتھ پورا ہوتا رہے۔ اس لئے طبیب اعظم ﷺ نے فرمایا: ''اے انس! پوری طہارت کیا کرو تاکہ تمہاری عمر دراز ہو۔'' (بحوالہ کیمیائے سعادت)

گویا آپ ﷺ نے درازیٔ عمر کے لئے طہارت وصفائی کو لازمی قرار دیا اور ہمیشہ باوضو رہنے کو سراہا ہے۔ (بحوالہ ترمذی)

بلکہ فرمایا، وضو مستقل نیکی ہے۔ (بحوالہ کنز العمال جلد ۵)

قبض روح کے وقت باوضو رہنا شہادت کی موت ہے۔ (بحوالہ کنز العمال جلد ۵)

پاک وصاف باوضو سونے والا روزہ دار اور نماز میں قیام کرنے والے (کھڑے رہنے والے) جیسا ہے۔ (بحوالہ کنز العمال جلد ۵)

غسل کے فوائد:

ٹیکسٹ بک آف پریونٹو اینڈ سوشل میڈیسن (سیل) میں لکھا ہے کہ روزانہ غسل کرنا ایک اچھی عادت ہے، اس سے نہ صرف جلد پر مفید اثر پڑتا ہے بلکہ یہ اندرونی اعضاء کے لئے بھی فائدہ بخش ہے۔ غسل نہانے کے پول، تالاب، دریا اور گھروں میں بدن پر پانی بہانے سے ہوسکتا ہے۔ ورزش اور روغنوں سے مالش کے تھوڑی دیر کے بعد بھی غسل کیے جاتے ہیں۔ غسل سے جلد میں لچک اور مضبوطی قائم رہتی ہے، دورانِ خون میں بھی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ بھوک بڑھ جاتی ہے۔ طبیعت میں شگفتگی اور مسرت پیدا ہوتی ہے اور پرسکون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیند آتی ہے۔

چنانچہ زن وشوہر کے تعلقات کے علاوہ خواب میں بھی اگر انسان ناپاک ہو جائے تو اس پر بھی غسل کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ (بحوالہ ابوداؤد)

ناپاک حالت میں امراض پیدا کرنے والے جراثیم جن کے وجود سے انکار نہیں کیا جاسکتا، پاک وصاف باوضو جسم پر کبھی اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

بغل اور زیر ناف کے بال:

ڈاکٹر گھوش نے لکھا ہے کہ کسی مقام کی بہترین صفائی کے لئے وہاں کے بالوں کو وقفہ وقفہ سے کم کریں، یا انہیں منڈوائیں۔ (بحوالہ سوشل میڈیسن)

رسول اللہ ﷺ کا نمونہ عمل ملاحظہ فرمایئے: آپ ﷺ بال درست کرنے کا حکم فرماتے، تاکہ عجمیوں کی مخالفت ہو اور آپ ﷺ مہینے میں ایک بار بغلوں اور زیر ناف کے بال بھی صاف فرماتے، اور ہر پندرہویں دن ناخن تراشتے۔ (بحوالہ طب نبویؐ)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ اعام طور پر جمعے کے دن مونچھیں اور ناخن جمعے سے قبل ترشواتے اور ناخنوں اور بالوں کو دفن کرنے کا حکم دیتے۔

بغل اور زیر ناف کے بالوں کو صاف کرتے رہنے کا حکم دیا اور اس کو امور فطرۃ قرار دیا اور تاکید فرمائی کہ ان مقامات پر چالیس دن سے زیادہ بال رکھنا عبادت میں نقص پیدا کرتا ہے۔

(بحوالہ مسلم۔ شام وسحر)

اسلامی کی کیا جامع ہدایات ہیں کہ پاکیزگی کے ساتھ روح میں تجلی بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور روح کو ارتقاء نصیب ہوتا ہے اور ایسے اصولوں کی طرف رہبری فرمائی کہ میڈیکل سائنس کے بیسیوں فوائد بلا طلب خود بخود اس تعمیل کے ذیل میں حاصل ہو جاتے ہیں۔

ناخنوں کی صفائی:

اسلام نے امور فطرت میں ناخنوں کو کٹوانا شامل کیا ہے چنانچہ رسول اکرم ﷺ ہر جمعے کو یا پندرہویں دن ناخن تراشواتے تھے۔ (بحوالہ شمائل نبویؐ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناخنوں کی صفائی کے بارے میں سوشل میڈیکل میں ڈاکٹر سیل اور پارک نے بھی لکھا ہے کہ ناخن حیوانات میں شکار کرنے یا حملہ آور ہونے سے بچاؤ کے لئے بڑی قدر و قیمت رکھتے ہیں لیکن نسل انسانی میں اس کا استعمال محدود اور ان کا غیر صاف رہنا بڑا پر خطر ہوا کرتا ہے۔ اس لئے حدود سے بڑھے ہوئے ناخن جراثیم کی پناہ گاہ اور اکثر متعدی بیماریوں مثلاً ٹائیفائیڈ، اسہال، پیچش، ہیضہ اور آنتوں کے کیڑے اور ورم پیدا کرنے والے جراثیم کے پھیلانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر سیل لکھتے ہیں کہ بڑھے ہوئے ناخن مضر صحت ہوتے ہیں بعض لوگ اپنے ناخن اپنے دانتوں سے کترتے ہیں، یہ ایک گندی عادت ہے۔ ناخنوں کو ہمیشہ ان کے قدرتی حدود پر قائم رکھنا چاہئے۔

ناخن کے امراض:

ناخن انسانی ہاتھ اور پیروں کو نہ صرف خوبصورتی بخشتے ہیں بلکہ جسم کا کارآمد حصہ ہیں۔ ان کی صفائی، دیکھ بھال اور بروقت ان کی تراش خراش بھی نہایت ضروری ہے۔

ناخنوں کی فزیالوجی:

ہر انگلی کے آخر پر مختلف سائز میں ناخن موجود ہیں۔ ناخن روزانہ ایک ملی میٹر بڑھتے ہیں۔ ناخن تین ماہ میں دوبارہ آجاتے ہیں۔ غذا کی کمی یا خرابی سے ناخن کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا البتہ کمزور اور خستہ ناخن کو پروٹینس اور جیلاٹین سے فائدہ ہوتا ہے۔

دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک وخلال:

یہ حکم امور فطرت میں داخل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "طھروا افواھکم" اپنے منہ صاف رکھو، اور بے حد تاکید أفرمایا کہ کھانے کے بعد خلال کرلیا کرو۔

غرارہ:

گلے کا غرارہ کرنا روزانہ دوبار خصوصاً صبح اور شام کے کھانے کے بعد پرانے (ٹانسلائٹس) (ورم لوزتین) کے لئے بے حد ضروری ہے، جب کھا چکو تو پھر خلال کرلیا کرو۔ (بحوالہ دارمی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلال:

کھانے کے بعد دانتوں کے درمیان خلال کرنے سے وہ تمام ریزے (باریک غذائی ریشے) جو کھانے کے درمیان دانتوں میں رہ جاتے ہیں اور جو گل، سڑ کر منہ کو گندہ اور دانتوں اور مسوڑھوں کے کئی امراض کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ نے کھانے سے قبل بھی منہ کو صاف کرنے کی (جس کو اصطلاح شریعت میں وضو الطعام کہا جاتا ہے) تاکید فرمائی۔

دانتوں کی بوسیدگی تمام دنیا میں عام ہے۔ جو غذائی مادوں کے سڑنے سے خصوصاً کاربوہائیڈریٹ (نشاستہ) کے اجزاء جو دانتوں کے درمیان رہتا ہے اور جو دانتوں کی بوسیدگی کا ذمہ دار ہے۔

اسلام میں مسواک کی بڑی تاکید فرمائی گئی ہے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں بھی مسواک فرمایا ہے۔ ارشاد فرماتے کہ اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں مسواک کو واجب قرار دیتا۔ فرمایا کہ ایک نماز مسواک کے ساتھ بغیر مسواک کی ستر نمازوں سے بہتر ہے۔ (بحوالہ بیہقی)

شخصی پاکیزگی کے سلسلہ میں ڈاکٹر سیل نے مزید لکھا ہے کہ کثرت سے کاربوہائیڈریٹس، چاکلیٹ، شہد جیسی زیادہ میٹھی چیزیں دانتوں کی بوسیدگی اور کیڑے کی ذمہ دار ہیں۔ یہ اہم ہدایات چودہ سو سال قبل ہی رسول اللہ ﷺ اپنے متبعین کو دے چکے ہیں۔ چنانچہ غذا کے استعمال کے بعد دانتوں میں خلال اور وضو میں مسواک کے کرنے کو فرمایا۔ (بحوالہ طبرانی)

اور مشروبات میں دودھ پینے کے بعد کلی کرنے کا حکم دیا ہے فرماتے ہیں کہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ جو دانتوں کے لئے مضر ہے۔ (بحوالہ ترمذی)

تاکہ اللہ کے بندے عموماً اور حضور انور ﷺ کے عزیز امتی خصوصاً ان سنتوں پر عمل کر کے ان بے حساب مصائب و آلام سے نجات حاصل کر سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسوڑھوں کا پیپ، یا پوریا:

مسواک اور خلال کرنے کی وجہ ڈاکٹر سیل پریوینٹو اینڈ سوشل میڈیسن میں لکھتے ہیں کہ بدبودہن کے سبب اکثر مسوڑھوں سے کم وبیش پیپ اور خون کا اخراج ہوا کرتا ہے، اور اگر غذا یا کسی چیز کے استعمال سے قبل منہ کو مسواک یا کلی سے صاف نہ کیا جائے تو یہ ممکن ہے کہ غذا کے ساتھ استعمال میں یہ مواد اندر چلے جائیں اور معدہ کے ورم کا سبب بن کر ہاضمے کی خرابیاں پیدا کردیں۔ جس کے سبب جوڑوں میں درد پیدا ہو، اور ہلکا ہلکا بخار ہونے لگے اور دیگر اسباب ان سے مل کر دانتوں کی خرابیوں کے علاوہ خون کے اجزاء لحمیہ (پروٹین) کلس اور کیلشیم اور حیاتین میں بھی کمی اور دیگر خرابیاں پیدا کردیں۔ (سوشل میڈیسن)

چنانچہ پایوریا (ورم لثہ مزمنہ) میں دانتوں کی ہڈی اور اس کے اطراف کی جھلی متاثر ہوکر دانت ہل جاتے ہیں۔ پیپ رسنے لگتا ہے اور سانس تک میں بدبو آجاتی ہے۔ لکھتا ہے کہ منہ کی عدم صفائی اور مخرش اشیاء مثلاً تمباکو پان اور چونے کا کثرت سے استعمال منہ کے سرطان کا باعث بنتا ہے۔ (پریوینٹو میڈیسن)

مسواک صحت کی ضمانت:

ان سب بیماریوں کا تدارک، مسواک سے کردیا گیا ہے اور چونکہ صحت کے نقطۂ نظر سے یہ بہت زیادہ اہم ہے۔ اس لئے مسواک کے استعمال کرنے کی اتنی تاکید فرمائی گئی ہے، کہ وہ قریب واجب کا مرتبہ رکھتی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا ہے: ''اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔'' (بحوالہ بیہقی، بخاری)

ایک روز کچھ مسلمان حاضر ہوئے جن کے دانت صاف نہ کئے جانے کی وجہ سے زرد تھے، آپ ﷺ نے فرمایا، مسواک کیا کرو۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے بار بار مسواک کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ شاید قرآن شریف میں کوئی آیت مسواک کے بارے میں نازل ہونے والی ہے۔ (بحوالہ زادالمعاد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسواک حافظہ بڑھاتی ہے اور بلغم کو دور کرتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:"المسواک مطهرة للفم و مرضات للرب." مسواک منہ کو پاکیزہ کرتی ہے اور ربِ کریم کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

غور فرمایئے کہ مسواک خود ہماری صحت و عافیت کے لئے کس قدر فائدے مند ہے۔ لطف یہ کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضورِ اکرم ﷺ کی خوشنودی مفت میں حاصل ہو جاتی ہے۔ تو یہ کتنی بڑی خوش نصیبی ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ گھر میں داخل ہونے کے بعد صبح بیداری تک، رات تہجد میں کثرت سے مسواک کا اہتمام فرماتے تھے۔ (بحوالہ بخاری و مسلم)

منہ صاف رکھنے (کلی) کا حکم:

حضورِ اکرم ﷺ نے بحالتِ روزہ، افطار، وضو، غسل اور سفر و حضر ہر حال میں مسواک کو لازم قرار دیا اور متعدد بار ارشاد فرمایا: اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں مسواک کو اپنی امت پر فرض قرار دیتا۔ (بحوالہ بلوغ المرام)

حکمت: منہ اور دانت غذائی نالی کا پہلا دروازہ اور ہضم غذا کی پہلی منزل ہیں اس لئے اس مقام کی صحت و صفائی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر غفلت اور کاہلی سے غذا اپنے اس پہلے مرحلے میں ملوث اور جراثیم آلود ہوتی رہے تو یقین کر لینا چاہئے کہ ویریا سوئیر، دانت، مسوڑھے، حلق، معدے اور آنتوں کو کسی نہ کسی مرض کے حملے کا شکار بننا پڑے گا۔

ڈینٹل سرجن کی نصیحت:

سائنس اور طب کے زیرِ عنوان ایک مضمون میں ڈینٹل سرجن نے لکھا ہے کہ دانتوں کے مریضوں میں سے نو فیصد دانتوں کے مریضوں میں ان کی عدم صفائی کی وجہ سے جرثومہ (کیڑا) لگ جاتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

حکمت: اطباء نے متفقہ طور پر بدبوئے دہن کو عام طور پر دانتوں کی عدم صفائی اور بدبودار اشیاء مثلاً کچی پیاز، لہسن، مولی یا تمباکو نوشی وغیرہ سے پیدا ہوتی ہے، مضرِ صحت قرار دیا ہے۔ بلکہ بدبوئے دہن کو ازدواجی زندگی کے لئے بھی نفرت و حقارت کی وجہ اور ضعف باہ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجب قرار دیا ہے۔ پریس ایشیا انٹرنیشنل نے برازیل کے حوالے سے خبر دی ہے کہ بدبوئے دہن سے جسم میں ایک طرح کا زہر پھیل جاتا ہے جو جنسی لطف اٹھانے میں رکاوٹ بنتا ہے۔ (بحوالہ فلسفہ قبلی)

بدبو سے جنسی قوتوں کی کمزوری:

برازیل کے ڈاکٹر پرائینو الیوزک کے مطابق جو لوگ اچھی طرح سے منہ صاف کیا کرتے ہیں یا جو تمبا کو چھوڑ دیتے ہیں صرف وہی لوگ بہتر ازدواجی زندگی کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ ڈاکٹر فش کا کہنا ہے کہ کئی سال کے تجربے کے بعد پتہ چلا ہے کہ منہ صاف نہ کرنے والوں میں جنسی لطف اٹھانے کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ تمبا کو کے زہر نکوٹین کے بارے میں میٹریا میڈیکا ڈاکٹر گھوش نے نکوٹین کو خطرناک اور غیر از دواء مادے میں شامل کیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض زہر بطور دواء قلیل مقدار میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے پارہ، سنکھیا، کچلا وغیرہ لیکن طبی حیثیت سے بطور دوا تمبا کو تو اس قدر بھی مفید نہیں ہے، لکھا ہے کہ اس کا زہر اولاً محرک جوش آور مگر اس کے سبب سے دماغ کی جھلی کے خلیات کے مستقل پھیل جانے کی وجہ سے ان کے عصبی تحریکات کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔ میٹریا میڈیکا مخزن ادویہ میں ڈاکٹر جیلانی نے تحریر کیا ہے کہ تمبا کو سے خون کا دباؤ گھٹ جاتا ہے اور اس کی زیادتی سے کوما اور پھر موت تک واقع ہو سکتی ہے۔ (ماخوذ میٹریا میڈیکا، غلام جیلانی جلد ۱)

آئینہ دیکھنا:

آنحضرت ﷺ جب آئینہ میں اپنا چہرۂ مبارک دیکھتے تو فرماتے:

اللّٰھم انت حسنت خلقی فحسن خلقی.

''اے اللہ! تو نے اچھی بنائی صورت میری پس بہتر کر سیرت میری''

سرمہ لگانا:

حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، تم اثمد لگایا کرو، بال اگاتا ہے، کیچڑ کو دور کرتا ہے، آنکھ کو صاف کرتا ہے۔ خود آپ ﷺ بلا ناغہ سوتے وقت آنکھوں میں سرمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی ہر رات تین تین سلائی لگاتے۔

خوشبو کا استعمال:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کو عمدہ سے عمدہ خوشبو جو مجھے مل سکتی تھی، وہ لگاتی تھی جس کی خوشبو اور چمک آپ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک میں نظر آتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو خوشبو لگانے کی نصیحت کی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی بو ظاہر ہو، رنگ مخفی ہو، عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو، بو مخفی ہو۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''تین چیزیں مجھے دنیا کی محبوب ہیں۔ خوشبو، عورت اور نماز میں اطمینان یعنی خشوع۔'' آپ ﷺ ہمیشہ خوشبو استعمال کرتے، صحابہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ جس گلی کوچے سے نکلتے وہ معطر ہو جاتا۔ بعض مرتبہ مشک وغیرہ کا استعمال کیا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''احیاء العلوم'' میں یہ بات لکھی ہے کہ مرد ہو یا عورت تیل اور سرمہ وغیرہ لگانے میں بخل نہ کرے اور غلاموں کی طرح گندہ نہ رہے۔

(بحوالہ احیاء جلد ۲)

بالوں کی درستگی:

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے سر مبارک میں تیل لگاتے اور داڑھی میں بہت کنگھی کرتے۔ حضرت ابو قتادہ انصاریؓ نے بال رکھ چھوڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں بالوں کی کنگھی کروں؟ فرمایا، ہاں اس کو سنوارو اس کے بعد یہ حالت ہوگئی کہ بسا اوقات وہ دن میں دو بار بالوں میں تیل لگاتے تھے۔

عورت اپنے شوہر سے کیوں نفرت کرتی ہے؟

خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا، گرد و غبار سے اٹا ہوا، بال بکھرے ہوئے۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی تھی جو کہہ رہی تھی، امیر المومنین میں اس کے لئے نہیں نہ یہ میرے لئے ہے۔ آپ نے جان لیا کہ عورت اپنے شوہر سے نفرت کرتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس لئے آپ نے شوہر کو حکم دیا کہ وہ غسل کرے، اپنے سر کے بالوں کو تراشے اور ناخن کتر لے۔ جب شوہر فارغ ہو کر آیا تو آپؐ نے کہا کہ اب بیوی کے سامنے آؤ۔ بیوی نے دیکھا تو دم بخود رہ گئی اور نہ پہچاننے کی وجہ سے پیچھے ہٹنے لگی۔ پھر جب پہچان لیا تو اس کا بوسہ لیا اور اپنے دعوے سے دستبردار ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تمہیں ان کے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ اللہ کی قسم انہیں یہ پسند ہے کہ تم ان کے لئے آراستہ پیراستہ رہو، جیسے تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے لئے بنی سنوری رہیں۔

بیوی کے سامنے حسین رہنے کی خواہش:

حضرت قتادہ بن نعمان ﷺ کی آنکھ زخمی ہو کر باہر نکل آئی۔ یہ آنکھ لے کر حضور ﷺ کے پاس پہنچے، آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو صبر کرو اور اس کے بدلے جنت لے لو اور چاہو تو آنکھ کو اسی جگہ پر بٹھا دوں اور دعا بھی کروں، حضرت قتادہؓ نے کہا کہ حضور ﷺ جنت تو بہت بڑی نعمت ہے جزاء جزیل وعطاء جلیل ہے لیکن اس کے ساتھ آنکھ درست ہو جانے کی بھی خواہش ہے۔ کیونکہ میں عورتوں کا بڑا شیدائی ہوں اور اگر میری آنکھ درست نہ ہوئی تو وہ مجھے کانا کہیں گی، اور میرے قریب بھی نہ آویں گی، نبی کریم ﷺ نے ان کی آنکھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر اسی جگہ جما دیا۔ یہ آنکھ غیر زخمی آنکھ سے بھی زیادہ بھلی اور حسین ہو گئی۔ حضرت قتادہ ﷺ کے بیٹے جب خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس کسی حاجت کے لئے گئے تو آپ نے پوچھا۔ مَن اَنت یافتیٰ۔ یعنی اے نوجوان! تم کون ہو؟ تو انہوں نے اپنا تعارف یوں کرایا۔ میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ زخمی ہو کر اس کے رخساروں پر ڈھلک آئی تھی، اور جس کو محمد عربی ﷺ نے اپنے ہاتھ میں لے کر اس کی جگہ پر بٹھا دیا اور جو نہ صرف فٹ ہو گئی بلکہ حسن و جمال میں بھی بڑھ گئی۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان کی آنکھ کی درستگی و زیبائی و رعنائی کا واقعہ ایک مشہور و معروف واقعہ بن چکا تھا۔ اس تعارف و توسّل کو سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بے حد مسرور ہوئے اور ان کی معاونت فرمائی۔ (بحوالہ صفۃ الصفوۃ)

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے سامنے جائز حدود میں بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنور کر رہ سکتا ہے، اگر اچھی پوشاک اور اچھے جوتے کا استعمال کرے اور مناسب تزئین کرے تو یہ بالکل درست ہوگا۔

ذمہ داری نمبر.....۱۴

﴿بیوی کی قدردانی کیجئے﴾

میں نے اپنی تمام زندگی میں ایک بھی ایسا مرد اور عورت نہیں دیکھی، جس نے اظہار پسندیدگی کے نتیجے کے طور پر پہلے سے زیادہ سرگرمی اور محنت کے ساتھ اپنے فرائض انجام نہ دیئے ہوں۔ ایک شخص نے جو اپنی خانگی زندگی سے مطمئن تھا کسی کے سوال کے جواب میں کہا کہ بیوی کے کام پر نکتہ چینی کرنے اور ناک بھوں چڑھانے سے بدتر اور کوئی شے نہیں۔ میں کبھی بھی اس پر نکتہ چینی نہیں کیا کرتا ہوں۔ مجھے اس کو سراہنے کا خیال بہ نسبت عیب جوئی کے زیادہ رہتا ہے۔ اگر کبھی مجھے بیوی کی کوئی بات پسند آجاتی ہے تو میں دل کھول کر اور خلوص کے ساتھ اس کی حوصلہ افزائی اور تعریف کیا کرتا ہوں۔

اس قسم کے مرد خال خال ہوتے ہیں۔ عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر مرد کو بیوی کی کوئی بات پسند آتی ہے تو وہ خاموش رہتا ہے اور اگر پسند نہ آئی تو حشر برپا کر دیتا ہے۔ اس نکتے کو نہیں بھولنا چاہئے کہ تعریف سننے کی یہ اشتہا ہر مرد اور ہر عورت میں ہر عمر اور ہر آن موجود رہتی ہے۔

اگر ہم غور کریں تو ہم سالہا سال اپنی بیویوں کی اس اشتہا سے بے خبر رہتے ہیں اور بھولے سے بھی ان کی اس ''شخصی بھوک'' کو مٹانے کے لئے اپنے منہ سے تعریف کا ایک کلمہ بھی نہیں نکالتے۔ ہم اپنی بیوی کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑے، قسم قسم کے ڈیزائنوں اور فیشنوں کے زیور، قیمتی سے قیمتی غذائیں اور بہتر سے بہتر موسمی پھل خریدتے ہیں، لیکن کبھی بھی ان کی قدردانی کے جذبات کی پرورش کا خیال بھی نہیں کرتے اور ایک بھی ایسا لفظ نہیں نکالتے جو برسوں ان کے کانوں میں گونجتا رہے خواہ ہم خود اسے بھول ہی کیوں نہ جائیں۔

قدردانی اور خوشامد میں جو فرق ہے اسے ہمیشہ قائم رکھنا چاہئے۔ قدردانی خلوص پر مبنی ہوتی ہے اور دل سے نکل کر بڑے بڑے محیر العقول کارنامے سرانجام دیتی ہے۔ اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برعکس خوشامد زبان سے نکلتی ہے اور ہر شخص اس پر نفرت سے نگاہ ڈالتا ہے۔ لہٰذا اگر تمہیں اس بات کا شوق ہے کہ تم عورتوں کے ہاتھوں سکھ پاؤ، تو اس کی ایک آسان سی ترکیب ہے، اور وہ یہ کہ تم خلوص کے ساتھ ان کی قدردانی اور تعریف کرو اور پھر دیکھو کہ تم ان کی نظروں میں کتنی عزت اور وقعت حاصل کرتے ہو۔

بیویاں شوہر سے کیوں دور ہوتی ہیں؟

چند سال پہلے کی بات ہے کہ ایک مشہور ڈاکٹر نے گھر سے بھاگ جانے والی بیویوں کے بارے میں سروے کیا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ اس سروے میں ڈاکٹر صاحب کو کیا وجہ معلوم ہوئی؟ آپ نہیں جانتے کہ کس وجہ سے بیویاں اپنے گھروں سے بھاگ جاتی ہیں۔ میں آپ کو وجہ بتاتا ہوں اکثر عورتوں نے انہیں کہا کہ ان کے شوہر ان کی تعریف نہیں کرتے تھے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے کہ گھر چھوڑ کر چلے جانے والے خاوندوں سے اگر گھر چھوڑنے کی وجہ پوچھی جائے تو ان کا جواب بھی ایسا ہی ہوگا۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میاں بیوی کا ایک دوسرے پر اتنا اعتماد ہوتا ہے کہ انہیں ایک دوسرے کی تعریف کرنے کا خیال تک ہی نہیں آتا۔

تعریف کا چھوٹا سا کلمہ بھی عورت کو خوش کر دیتا ہے:

بیوی اپنی تمام تر ناتجربہ کاری، کم علمی اور کم فہمی کے باوجود یہ خواہش رکھتی ہے کہ گھریلو معاملات کی ادائیگی، خانگی امور کے فیصلوں اور گھر کے رکھ رکھاؤ میں وہ برابر کی شریک ہو۔ اس سے مشورہ کیا جائے اور اس کی رائے قول اور فیصلے کو اہمیت دی جائے یہ کام ایک ہوشیار خاوند کا ہے کہ وہ بیوی سے ہر گھریلو معاملے میں مشورہ کرے اور پھر باتوں باتوں میں اسے اپنے فیصلے یا عندیے سے کچھ اس طرح آگاہ کر دے کہ بیوی اس کی بات بھی مان جائے اور مطمئن بھی ہو جائے کہ وہ اس فیصلے میں برابر کی شریک ہے۔ یاد رکھیے! اگر آپ بیوی سے مشورہ کرتے رہیں، اس کی رائے پوچھتے رہیں اور اس سے مسائل خانگی پر بحث کرتے رہیں تو گھر کی بہت سی الجھنیں حل ہو سکتی ہیں۔ بیوی آپ کی بیرونی فتوحات، کامیابیوں اور کارگزاریوں سے خوش ہوتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی چاہتی ہے کہ وہ گھر کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ننھی سی کائنات میں کوئی کارنامہ انجام دے سکے، کوئی ٹھوس کام کر سکے تاکہ وہ اپنی سہیلیوں سے فخریہ کہہ سکے کہ ''یہ صوفہ سیٹ میری پسند ہے'' اور ''یہ باغیچہ میری ذہنی کارکردگی ہے۔'' جس طرح آپ بیوی بچوں میں بیٹھ کر اپنے کاروبار، ملازمت اور کامیابی و ہوشیاری کی داستانیں فخریہ سنانا پسند کرتے ہیں اسی طرح آپ کی بیوی بھی اپنی چھوٹی چھوٹی فتوحات کا ذکر آپ سے فخریہ کرنا چاہتی ہے۔ ''میں نے آج بڑا اچھا گوشت منگوایا ہے'' یا ''آپ بھی بچوں کے لئے کپڑا لائے تھے ذرا میری خرید بھی ملاحظہ کیجئے۔'' یاد رکھیئے ایسے مواقع پر عورت تعریف کی بھوکی ہوتی ہے۔ ایسے برمحل موقع پر تعریف کا چھوٹا سا کلمہ بھی اس کو خوش کر دے گا۔

کسی آدمی کا قول ہے کہ ''انسانی طبیعت کا عمیق (گہرا) ترین اصول یہ ہے کہ میری تعریف کی جائے۔''

اگر بیوی کھانے پکانے میں لاپرواہ ہے، تو اس کو سمجھانے کا یہ طریقہ ہرگز درست نہیں کہ آپ اس پر برس پڑیں۔ ''کبھی اس گھر میں ڈھنگ کا کھانا نہیں ملا۔'' یا ''کبھی تو سالن اچھا بنا لیا کرو۔'' اس کے بجائے یہ کہنا اچھے نتائج پیدا کر سکتا ہے کہ ''بیگم سالن بڑا مزیدار ہوتا بس ذرا بھوننے میں کسر رہ گئی'' یا ''سالن اچھا ہے البتہ اگر مصالحہ ذرا کم ہو تو صحت پر برا اثر نہیں پڑتا۔'' یا بیگم! تمہاری صحت کا تقاضا ہے کہ سالن تیز مت بنایا کرو۔

کسی شخص کا قول ہے کہ مسرت کوئی مجرد چیز نہیں ہوتی ہے یہ حصے دار چاہتی ہے اور دوسروں سے محبت کرتی ہے کیونکہ انہی پر اس کا انحصار ہوتا ہے۔ اس مقولے کا اطلاق جتنا شادی شدہ جوڑوں پر ہوتا ہے اتنا شاید کسی پر نہیں ہوتا۔ ایک طرفہ مسرت یا خود غرضانہ مسرت کبھی بھی کامیاب اور پائیدار نہیں ہوتی۔

بیوی کے ہر کام کی قدر کریں:

ایک ماہر نفسیات نے اپنی ایک کتاب میں اس نکتہ کی توضیح کے سلسلے میں اپنی مرحوم دادی کا ایک بہت سبق آموز واقعہ لکھا ہے، وہ کہتا ہے کہ مرنے سے کچھ دن پہلے جبکہ وہ عمر کے اٹھانویں برس میں تھیں، تو ایک دن ہم لوگوں نے انہیں ان کی جوانی کی تصویر دکھائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعفِ بینائی کی وجہ سے وہ خود اسے اچھی طرح سے نہ دیکھ سکی اور انہوں نے ہم سے پوچھا، اس میں میں نے کون سا لباس پہن رکھا ہے؟ خیال کیجئے کہ بستر مرگ پر صد سالہ بڑھیا جو اتنی نحیف اور کمزور ہو چکی تھی کہ اپنے بچوں کو بھی نہ پہچان سکتی تھی، اس حالت میں بھی اپنے لباس میں کس قدر دلچسپی لے رہی تھی۔

کیا آپ خود ان چیزوں کی بابت گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے جن سے آپ دلچسپی لیتے ہیں؟ کیا دوسروں کی پسندیدگی حاصل کرنے کا یہ بھی ایک سنہرا اصول نہیں؟ کہ اس موضوع پر گفتگو کی جائے؟ جو دوسروں کے نقطۂ نظر سے بہت اہم ہے۔ پھر آپ اس اصول کو گھر میں کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں؟ آپ کی نظر ہر اس قابلِ تعریف اور دل خوش کن فعل یا چیز پر کیوں نہیں پڑتی جس کی آپ کی بیگم حامل ہے؟ اور اگر پڑتی ہے تو آپ اسے قابلِ ذکر کیوں نہیں سمجھتے؟ ایک مثل مشہور ہے کہ کسی کے گھر میں ایک بہو آئی، جو کھانا پکانے میں بڑی مشاق تھی، ایک عرصے تک بیچاری بڑی محنت سے نئے نئے اور ایک سے ایک مزیدار کھانے پکا کر گھر والوں کو کھلاتی رہی، لیکن ایک بھی لفظ وہ ان لوگوں کے منہ سے ایسا نہ سن سکی جس سے اس کی محنت کی داد ملتی۔ آخر ایک دن اس نے سب کے سامنے پلیٹوں میں تھوڑا تھوڑا سا بھوسا لا کر رکھ دیا۔ ''کیا کچھ دماغ خراب ہوا ہے؟'' گھر والوں نے طیش میں آ کر پوچھا۔ ''نہیں تو'' اس نے بڑی سادگی سے جواب دیا، مگر خیال تھا کہ شاید آپ لوگ اس میں اور دوسرے کھانوں میں عادتاً کوئی خاص فرق محسوس نہیں کریں گے۔ ایسی صورت میں بہتر چیزوں پر پیسہ اور محنت کو رائیگاں کرنے کا کیا فائدہ؟

یہ ناممکن ہے کہ آپ کی شریک حیات کسی بھی خوبی کی حامل نہ ہو کوئی نہ کوئی تو ہوگی۔ اور ضرور ہوگی۔ سوچئے غور کیجئے..... آخر آپ نے ان سے شادی کیوں کی تھی؟ یا آپ کے والدین نے اس مخصوص رشتے میں کیا خوبی دیکھی تھی؟ جیسا کہ ابھی کہا جا چکا ہے کہ عورتیں زندگی کی معمولی معمولی تفصیلات کو مردوں سے بدرجہا زیادہ اہمیت دیتی ہیں اور ان میں ان مردوں سے بہت زیادہ دلچسپی لیتی ہیں اور آپ کی طرح وہ بھی قدرتی طور سے اس چیز کی متمنی ہوتی ہیں کہ آپ اس کی دلچسپیوں سے دلچسپی لیں اور اس میں شریک ہو کر یہ ثابت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیں کہ ان کی ہر جنبش آبرو آپ کی نظر میں ہیں اور آپ اسے اتنی ہی اہمیت دیتے ہیں جتنی کہ وہ خود.....

یاد رکھیے! کہ آپ کا یہ التفات اور تعریف شادی سے پہلے محض ایک دل خوش کن مشغلہ یا آپ کی مرض پر منحصر چیز تھی، لیکن شادی کے بعد ایسا کرنا ٹھوس اور شدید خانگی ضرورت ہے جسے کسی حالت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

اگر تم چاہو کہ تمہیں اچھی سے اچھی غذا بروقت ملے تو تم کیا کرو؟

ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میرے ملنے والوں میں سے ایک صاحب دفتر میں بڑے ہنس مکھ اور شریف انسان ہیں۔ ایک روز باتوں باتوں میں فرمانے لگے ''ڈاکٹر صاحب! سرحد، کشمیر، بمبئی، یوپی، بنگال، آسام، برہما، ملایا، عدن اور عراق تک سے لوگ بذریعہ خط و کتابت یا بذریعہ ملاقات آپ سے بیماریوں اور گھریلو مشکلات کے بارے میں مشورہ لیتے ہیں لیکن آپ نے ہم سے تو جھوٹے منہ بھی آج تک یہ نہیں پوچھا کہ بھائی شمیم! روز روز غم و فکر میں گھلتے جاتے ہو، کچھ وجہ تو بتاؤ؟

میں نے مسکرا کر کہا'' مجھے افسوس ہے کہ میں آج تک یہ بات نہ پوچھ سکا اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے چہرے مہرے سے بشاشت اور بے فکری ٹپکتی ہے، باقی رہی دل کی بات تو وہ میں نہیں جان سکتا، کیونکہ دل کی باتوں کو تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔'' اچھا اب بہانہ نہ بنائیے۔ انہوں نے ذرا جھینپتے ہوئے کہا۔ بات یہ ہے کہ روز بیوی سے گھر میں جھگڑا ہوتا ہے میں دفتر میں ذرا سویرے پہنچنا چاہتا ہوں اور وہ روٹی دیر سے پکاتی ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اکثر اوقات روٹی بھی کچی پکی ہوئی ہوتی ہے۔ کبھی سبزی پوری گلی ہوئی نہیں ہوتی، بہت سمجھایا، خفگی کا اظہار کیا ہے مگر بیوی ہے کہ اس پر اثر ہی نہیں ہوتا۔ عجب پریشانی میں ہوں۔

میں نے کہا اگر میں آپ کی پریشانی کا ازالہ کر دوں تو کیا کھلاؤ گے مجھے؟ انہوں نے کہا، لڈو۔

لڈو کھلاؤ یا نہ کھلاؤ۔ میں نے کہا۔ میرا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ پہلے آپ اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کریں اور اپنے رویے کو بدلیں اور پھر اپنی بیوی کا اپنی ماں یا اپنے دوستوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیویوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کی عادت کو ترک کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی امور خانہ داری پر نکتہ چینی کرنا بھی بند کر دیں اور اعلانیہ اس بات کا اظہار کریں کہ تم نے ایک ایسی عورت سی شادی کی ہے جو دنیا کی تمام عورتوں سے زیادہ سلیقہ شعار اور خوبصورت ہے۔ روٹی کچی ہو یا سبزی ٹھیک پکی ہوئی نہ ہو تو شکوہ نہ کرو، بلکہ صرف اس جملہ پر اکتفا کرو، کہ آج کا کھانا بیوی کے معیارِ کمال کے مطابق نہیں ہے، شاید بچوں ہی کے ساتھ زیادہ مصروف ہونے کے باعث ایسا ہوا ہے، شام کو اس کے واسطے پھل، مٹھائی، صابن، کریم، تیل، خوشبو یا پھول جو چیز ملے وہ تحفتاً لے آؤ اور مسکرا کر اس سے بات کرو، خلوت ہو یا جلوت سرگرمی کے ساتھ سرگوشیوں میں اس سے میٹھی میٹھی باتیں کرو۔ اس کے حسن و جمال کی تعریف کرو، اور دو چار روز کے بعد دیکھو کہ اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ایک ہفتے کے بعد مجھے شمیم صاحب پھر ملے ان کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ انہوں نے چھوٹتے ہی کہا، مان لیا، بھائی مان لیا۔ آپ کے مشوروں میں واقعی جان ہے، اور پوری پوری صداقت۔ میں نے کہا، بات کیا ہے یار ذرا مجھے بھی تو سناؤ؟ بات کیا ہے، انہوں نے دوستانہ اخلاص کے ساتھ کہا، میں نے چند روز پہلے آپ کے مشوروں پر عمل کیا ہے، اور نہایت خوشگوار نتائج دیکھ چکا ہوں، پہلے میری عادت تھی کہ میں بیوی سے جھگڑا کیا کرتا تھا، اس کا مقابلہ اپنی ماں یا پڑوس کی عورتوں سے کرتا تھا، لیکن اب میں ایسا نہیں کرتا ہوں اور نکتہ چینی کے بجائے اس کے پکائے ہوئے کھانے کی تعریف و توصیف کرتا ہوں، جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وہ بیچاری باورچی خانے میں جل کر خاک ہو جاتی ہے لیکن کھانا میرے مطلب کا پکاتی ہے، اور اس پر مزہ یہ کہ وہ بھی بروقت۔ حالانکہ اپنے رویئے کی موجودہ تبدیلی سے پہلے میں شاذ و نادر ہی کبھی بروقت دفتر پہنچ پاتا تھا، لیکن آج کل دفتر کے باقی ملازموں سے کچھ پہلے ہی دفتر پہنچتا ہوں، یہ سب آپ کے اچھے مشورے کا نتیجہ ہے۔

میرے بھائیو! یہ ہے بیوی کی قدردانی کا اثر۔ آپ بھی قدردانی کے اس حربے سے کام لیں خصوصاً جب کہ آپ کی خواہش ہو کہ بیوی آپ کے کھانے پینے اور پہننے کا خیال رکھے اور آپ کو اچھے سے اچھا کھانا بروقت تیار کر کے دیا کرے۔ (تحریر: ڈاکٹر ایم ملک لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر تم ایسا کرو گے تو بہت سے جھگڑوں سے بچ جاؤ گے:

ڈاکٹر فرہاد کہتے ہیں کہ اگر کبھی میاں بیوی کا ایک جوڑا دوسرے جوڑے سے کہیں راستے میں ملے تو کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ عورت کی نظر کس چیز پر پڑے گی؟ کیا اس کی نظر سامنے آنے والے مرد پر پڑے گی یا عورت پر؟ ایک عورت کی نگاہ نہ مرد پر پڑا کرتی ہے اور نہ عورت کے چہرہ پر۔ بلکہ اس کی نظر ہمیشہ عورت کے لباس پر پڑتی ہے کہ وہ کیسے خوبصورت کپڑوں میں ملبوس ہے۔

ایک دفعہ میں کئی سال پردیس کی سختیاں جھیلنے کے بعد وطن گیا، میری دادی (اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے) ابھی زندہ تھیں، میرے چچازاد بھائی کی شادی ہونے والی تھی، گھر کے چھوٹے بڑے سب مرد اور عورتیں دلہن کے کپڑوں کے جوڑوں کی بابت رائے دے رہے تھے۔ میری دادی دور بیٹھی ہوئی غور غور سے ان کی بولیاں سن رہی تھیں۔ رہ رہ کر انہیں خیال آتا تھا کہ وہ کچھ کہیں۔ میں بھی ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو محسوس کر رہا تھا میں نے کہا، دادی اماں! میرا خیال ہے کہ آپ دلہن کے کپڑوں کے متعلق کوئی رائے دینا چاہتی ہیں، کیوں میں غلط کہتا ہوں؟ نہیں بیٹا، دادی جان نے کہا، میں کپڑوں کے متعلق کوئی رائی سننا نہیں چاہتی البتہ یہ ضرور بتانا چاہتی ہوں کہ میری شادی کے موقع پر کس کس قیمت اور اس قسم کے کپڑوں کے کتنے جوڑے تیار کیے گئے تھے۔

سوچو تو ذرا! ایک عمر رسیدہ خاتون ہے، قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہے، چند دن کی مہمان ہے، اس کے باوجود اسے اس بات کا شوق ہے کہ وہ لوگوں کو بتائے کہ اس نے اپنی شادی کے موقع پر کس قسم اور کس قیمت کے کپڑے پہنے تھے۔ عورت خود خوبصورت اور نازک ہے، اور اسے زرق برق ریشمی اور خوبصورت کپڑے بہت بھاتے ہیں۔

عورتوں کی ہٹ دھرمی ختم کرنے کا ایک نسخہ:

ایک دفعہ میں فیڈریشن آف دی پنجاب سبارڈینٹ سروسز کے پریزیڈنٹ جناب شیخ نیاز علی صاحب بی۔ اے کے ہمراہ سفر کر رہا تھا، کہ انہوں نے اثنائے راہ میں اپنے مخصوص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندازِ بیان میں ذکر کیا کہ ایک دن میں اپنے ایک دوست سے ملنے کے لئے دفتر سے روانہ ہی ہوا تھا کہ خوش قسمتی سے بازار میں ان سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ وہ ایک دفتر میں ۶۰۰۰ روپے ماہوار پر ملازم تھے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ایک کپڑا تھا، جو انہوں نے ۲۰۰۰ روپوں میں کسی دکاندار سے خریدا تھا۔ وہ معمول سے کچھ زیادہ ہی خوش نظر آتے تھے۔ میں دل میں حیران تھا کہ وہ آج اتنے خوش کیوں ہیں؟ اتنے میں ان کا مکان آگیا اور وہ مجھے ملاقات کے کمرے میں بٹھا کر بصد معذرت یہ کہتے ہوئے کہ ابھی ایک سیکنڈ میں واپس آتا ہوں۔ اندر تشریف لے گئے۔ بڑی مشکل سے ایک ہی منٹ گذرا ہوگا کہ میں نے سنا کہ بیگم صاحبہ کے ہاتھوں انہیں جھاڑ پڑ رہی ہے۔ میں اس کپڑے کو کیا کروں گی، مجھے یہ رنگ پسند نہیں ہے پہلے بھی اس رنگ کا ایک جوڑا پہن چکی ہوں۔ بیوی کی جھڑکی سن کر منہ لٹکائے وہ میرے پاس آئے اور ایک اداس سی ہنسی کے ساتھ کہا، شیخ صاحب میں بڑا تنگ آیا ہوں، انہیں کوئی کپڑا پسند ہی نہیں آتا، آپ سے کیا بات چھپی ہوئی ہے، ۶۰۰۰ روپے میری تنخواہ ہے، ۶۰۰۰ روپے ان کے کپڑوں پر خرچ ہو گئے ہیں لیکن وہ ہیں کہ بس اللہ امان۔

میں نے کہا عورتوں کی ہٹ دھری بہت مشہور ہے، اس واسطے غم وغصہ بالکل نہ کرو، میں ایک نسخہ آپ کو بتاتا ہوں، اسے ذرا آزما کر دیکھو۔ میرے دوست نے بصد اشتیاق کہا، بڑی بڑی عنایت، گھر کے روز روز کے جھگڑوں سے بہت دکھی ہو رہا ہوں۔ میں نے کہا، زنان خانہ میں جاؤ اور بیوی سے کہو بیگم! مجھے تو تمہاری خاطر منظور ہے، دکاندار کپڑا واپس لے گا تو نہیں لیکن میں واپس جاتا ہوں، پچھلی دفعہ تم نے خود یہ کپڑا خریدا تھا اور تمہیں خوب سجتا تھا، ان کپڑوں کے جوڑے کو پہن کر تم بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتی تھیں، اسی واسطے میں نے اسے پسند کیا ہے اب جیسا تم کہو میں ویسا ہی کرونگا، مجھے تو تمہاری خوشی اور آرام درکار ہے۔ میرا دوست میرا منہ تک رہا تھا، میں نے بات ختم ہی کی تھی کہ وہ اٹھ کھڑا ہوا میں نے ان کی ہمت بندھاتے ہوئے مسکرا کر کہا، ہاں ہاں ذرا جاؤ اور ابھی آزما کر دیکھ لو۔ وہ اندر چلے گئے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے باہر آئے، خوشی سے ان کی باچھیں کھل رہی تھیں، شاید زندگی میں پہلی مرتبہ انہوں نے بیوی سے تکرار کیے بغیر اپنی بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منوائی تھی۔

اگر چہ کروڑوں روپیہ کمانے اور عزت وشہرت کے اونچے مقام پر پہنچ جانے سے یہ کہیں زیادہ بہتر ہے کہ بیوی آسودہ اور قانع ہو اور گھر میں خوشی اور امن کا دور دورہ ہو، لیکن شاید ہی ہزار دو ہزار میں ایک آدھ آدمی ہی ایسا ہوگا جو اپنی ازدواجی زندگی کو بہتر اور کامیاب بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ مرد اپنی زندگی کی سب سے اہم چیز کو قسمت کے حوالے کر دیتا ہے اور ایک جواباز کی طرح قسمت سے ہار اور جیت کا سودا کرتا رہتا ہے۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہر شخص اپنی بیوی سے بغیر کسی قسم کے معاوضہ اور تکلیف کے ہر کام کرا سکتا ہے، بشرطیکہ وہ اس کی تھوڑی سی تعریف کر دے کہ وہ خوش انتظام ہے، خوش سلیقہ اور خوش خُو ہے اور ہر طرح سے اس کی مدد کرتی ہے۔

ان الفاظ کا اس پر عجیب طرح کا اثر ہوتا ہے۔ وہ خون پسینہ ایک کر دے گی لیکن وہ اپنے شوہر کو خوش ضرور کرے گی، ایک تجربہ کار شخص کا کہنا ہے کہ اگر کوئی مرد بیوی سے یہ کہے گا کہ وہ اپنے گذشتہ لباس میں بہت خوبصورت نظر آتی ہے تو وہ اس کو چھوڑ کر ولایت کا جدید ترین فیشن والا لباس بھی خریدنا پسند نہیں کرے گی۔

فرانس میں شوہروں کو خاص طور پر اس بات کی تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ بیویوں کے لباس کی تعریف کیا کریں اور وہ بھی بار بار۔ ان حالات میں کیا مردوں کے لئے یہ زیادہ بہتر نہیں کہ وہ بیوی کے لباس، حسن اور اخلاق کی تعریف کیا کریں۔ بجائے اس کے کہ اس کے ساتھ لڑائی مول لے کر برا کھانا کھائیں، روپیہ برباد کریں، اور بیوی کے لئے کپڑوں کے نئے نئے قیمتی جوڑے اور نئے فیشن کے بیش بہا زیور خرید کر دیوالیہ ہوں۔ لہٰذا جو مرد چاہتے ہیں کہ وہ غیر ضروری مصارف سے بچیں تو ضروری ہے کہ بیوی کا دل خوش کیا کریں اور اس سے وہ سلوک کریں جس کی وہ مستحق ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۱۵

﴿بیوی کو دینی مسائل اور تہذیب بھی سکھائیے﴾

شوہر کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ بیوی کو دینی و شرعی مسائل سکھائے اور تہذیب واخلاق سے شائستہ بنائے۔ اگر بیوی پڑھی لکھی ہے اور شرعی مسائل سے بخوبی آگاہ ہے تو پھر اس کی چنداں ضرورت نہیں لیکن معلوم نہ ہونے پر سکھانا شوہر کی ذمہ داری ہے۔ اگر شوہر خود بھی ان چیزوں سے نا آشنا ہو تو ضروری ہے کہ پہلے خود سیکھنے کا اہتمام کرے اور پھر بیوی کو سکھانے کی ذمہ داری پوری کرے۔

تا کہ اس کے اخلاق، طور طریقے اسلامی ہوں اور وہ ایک اچھی بیوی، اچھی ماں اور خدا کی نیک بندی بن سکے اور اپنے منصبی فرائض کو اچھے انداز میں ادا کر سکے۔

رسول اللہ ﷺ جس طرح باہر تبلیغ و تعلیم میں مصروف رہتے تھے اسی طرح گھر میں اس فریضے کو پورا فرماتے تھے۔ قرآن کریم نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ کی بیویوں کو خطاب فرمایا ہے کہ! تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو اسی طرح ایک دوسرے مقام پر رسول اللہ کے واسطے سے مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے۔

وامر أهلَكَ بالصلوٰة واصطبر عليها...

ترجمہ: ''اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کرو اور خود بھی اس کے پورے پابند رہو''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جب کوئی مرد اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (بحوالہ ابوداود شریف)

چنانچہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شوہر کو چاہئے کہ خود بھی دینی احکام پر عمل کرے اور بیوی کو بھی عمل کی تلقین کرے اگر بیوی دینی فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی کرتی ہے اور شوہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر انداز کر دیتا ہے تو ایسا کرنا اچھا نہیں یہ غفلت کی علامت تصور کی جائے گی۔

اگر بیوی نماز ادا نہیں کرتی تو شوہر کو فوری طور پر اس کا نوٹس لینا چاہئے۔ بیوی کو نماز کی ادائیگی پر مجبور کرنے کے لئے شوہر تلخ کلامی اور زود کوب پر نہ اتر آئے۔ اس طرح تو بیوی ماننے والی بھی ہو گی تو نہیں مانے گی۔

اس لئے شروع میں نرمی اور محبت سے پند و نصائح کا طریقہ اپنائے۔ اسے باور کرائے کہ دینی فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی اور غفلت برتنے کی وجہ سے وہ کس قدر گناہگار ہو رہی ہے۔

غرض جس طرح بھی آسانی سے ہو سکے بیوی کو شرعی احکام سکھانے کے ساتھ ساتھ عمل بھی کرائے اور خود بھی عمل کرے۔

اپنی بیوی کو تحفظ کا احساس دلایئے:

مرد کی ذات کے بارے میں عورت کے تصورات و نظریات ڈھکی چھپی بات نہیں ہیں۔ عورت اپنے جیون ساتھی سے جو توقعات وابستہ کرتی ہے ان میں محبت و حفاظت سرفہرست ہیں۔ عورت اپنا آپ اپنے شوہر کو سونپتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ اس کے شوہر کی ذات اس کے لئے ایک مضبوط حصار کی مانند ہو گی۔ وہ شوہر کی موجودگی میں خود کو محفوظ و مامون سمجھتی ہے۔ یہ محفوظ سمجھنا صرف اس قدر نہیں ہے جیسے کوئی بدامنی یا چور چکوں سے خود کو محفوظ سمجھے، بلکہ عورت کے نزدیک شوہر کی طرف سے ملنے والے تحفظ کا مطلب زندگی کے ہر مرحلے پر تحفظ ہے۔ اس میں گھر اور خاندان میں شوہر کی جانب سے ملنے والا تحفظ بھی شامل ہے۔ بچوں کی دیکھ بھال اور ان کی تعلیم و تربیت کے لئے شوہر کی جانب سے ملنے والا تحفظ اور شیئر بھی شامل ہے اور گھر سے باہر کے معاملات میں بھی شوہر کی جانب سے ملنے والا تحفظ شامل ہے۔ ایک مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ مختلف طریقوں سے اس کو تحفظ کا احساس دلائے۔

اپنی بیوی کی صلاحیتوں کو ابھاریئے:

مشرقی معاشرے میں عورت کا کردار عموماً گھر تک محدود رہتا ہے۔ ملازمت پیشہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواتین میں سے بھی اکثریت معاشی سرگرمیوں سے وابستہ رہنے کے باوجود گھر کے باہر کے ماحول سے گھر کی نسبت کم واقف ہوتی ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ زندگی کے مختلف معاملات کے بارے میں ان کی کوئی رائے یا واضح نقطۂ نظر بھی نہیں ہوتا۔ عورت کا گھریلو کردار یا معاشی سرگرمیوں میں محدود شرکت کی وجہ سے یہ سمجھ لینا کہ اس میں بصیرت و دانش کی کمی ہے ہرگز حقیقت کے مطابق قرار نہیں دیا جاتا۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ عورت کو خصوصاً گھریلو عورت کو اپنی بصیرت و دانش کو مؤثر بنانے کے لئے مرد کی جانب سے حوصلہ افزائی اور تحسین کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنی بیوی کی چھپی ہوئی ذہنی صلاحیتوں کو بیدار کرنے کی کوشش کیجئے، اسے یہ اعتماد اور حوصلہ دیجئے کہ عقلمندی اور شعوری پختگی میں وہ دوسروں سے کم نہیں ہے۔ آپ کا حوصلہ افزا رویہ آپ کی بیوی کے لئے بہت مددگار ثابت ہوگا۔ اور وہ آپ کی رفاقت کا حق زیادہ بہتر طور سے انجام دینے کے قابل ہو جائے گی۔

چیخنے سے پرہیز کیجئے:

کسی صورت حال سے نمٹنے کے لئے چیخنا ناپختہ کاری کی علامت ہے، اپنے نقطۂ نظر کو ثابت کرنے کے لئے چیخنے والا مرد یا عورت ناقص تربیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو تو شوہر یا بیوی کو چاہئے کہ وہ دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر یہ کہہ سکتا ہے "دیکھو تم نے جو بات کہی ہے اس سے مجھے بہت تکلیف پہنچی ہے" وغیرہ وغیرہ۔ بات کرنے کا لہجہ بہت دھیما اور محبت بھرا ہونا چاہئے، چیخنے چلانے سے حالات اور بھی بگڑ جاتے ہیں اور کوئی مسئلہ بھی حل نہیں ہوتا۔ ہلکی اور نرم آواز میں بات کرنا ایک ایسی خصلت ہے جسے پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

زندگی کے بوجھ کو اثر انداز ہونے سے روکیئے:

ماہرین آپ سے یہی تقاضا کرتے ہیں۔ وہ آپ کو مشورہ دیتے ہیں کہ روزمرہ کی زندگی کے بوجھ کو اپنی شادی پر اثر انداز ہونے سے روکیے۔ آپ نے اس بوجھ کو نہ روکا تو جلد یا بدیر تھکن طاری ہو جائے گی۔ ازدواجی زندگی میں کوئی جدت، کوئی دلکشی باقی نہ رہے گی وہ گھریلو ذمہ داریوں اور پریشانیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ بن کر رہ جائے گی۔ اس سے بچنے کے لئے تخلیقی عنصر ڈھونڈیئے، مل کر ہنسنے کھیلنے کے مواقع تلاش کیجئے۔ شادی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائی ایام میں جو باتیں آپ کو لطف دیتی تھی، ان کو دہرایئے۔ وہ کام پھر سے کیجئے جو ان دونوں آپ کو پسند تھے۔ ساتھی کی جدوجہد اور اس کے خیالات کو سہارا دے کر اپنی ازدواجی زندگی کو پھلنے پھولنے کا موقع دیجئے۔

نشوونما کا ماحول بنایئے:

جس طرح مالی اپنے باغ کی رکھوالی کرتا ہے، پودوں کو پانی پہنچاتا ہے، ان کو کھاد ڈالتا ہے اور کانٹ چھانٹ میں مصروف رہتا ہے، اسی طرح میاں بیوی کو بھی ایسا جذباتی ذہن بناتے رہنا چاہئے جس میں شادی کے درخت کی جڑیں ہوتی ہیں۔ ایک ماہر ازدواجیات نے اس سلسلے میں کہا کہ میں اس بات کا خاص خیال اس لئے رکھتا ہوں کہ میں نے کئی ہنستے بستے گھروں کو جذباتی طور پر خشک ہو کر ختم ہوتے دیکھا ہے۔ ہنستے بستے گھر خشک اس لئے ہو جاتے ہیں کہ میاں بیوی اپنے ماحول کو محبت اور نشوونما کے لئے سازگار رکھنے پر توجہ نہیں دیتے۔ وہ شادی کے راستے کو اٹل سمجھ لیتے ہیں، پھر بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ ایسا رشتہ ہے جو بے نیازی برداشت نہیں کر سکتا، اس کی مسلسل دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ وہ سوکھ جاتا ہے، جل جاتا ہے"

میاں بیوی ایک دوسرے کی جذباتی مدد کر کے ازدواجی نشوونما کو جاری رکھ سکتے ہیں۔ اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً کسی وقت جیون ساتھی کو ہمدردی کے صرف دو بول درکار ہوتے ہیں اور کبھی اس کو جسمانی قرب کی آرزو ہوتی ہے۔ کبھی اس کی تمنا بس یہ ہوتی ہے کہ اس کی باتیں توجہ سے سنی جائیں۔ جیون ساتھی ان چھوٹی موٹی ضرورتوں کو پورا کر کے ایک دوسرے کو جذباتی تائید مہیا کرتے ہیں۔

ایک اور طریقہ کار یہ ہے کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کی جو خصوصیات اور عادات اچھی لگتی ہیں ان کا آپس میں ذکر کیا جائے۔

تبدیلی سے نہ گھبرایئے:

یاد رکھیئے! اچھا مالی وہ ہوتا ہے جو بدلتے ہوئے موسموں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کوئی موسم بیج بونے کا ہوتا ہے۔ کوئی پھل دینے کا اور کوئی کانٹ چھانٹ کا۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدلتے ہوئے موسموں کے مطابق کام کرتا ہے۔شادی شدہ افراد اس کے نقش قدم پر چل سکتے ہیں۔ان کو جاننا چاہئے کہ ہماری اس دنیا میں کسی شئے کو ثبات نہیں۔ہر شئے بدل رہی ہے البتہ کہیں تبدیلی کا عمل تیز ہے اور کہیں سست۔بعض اشیا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے بدل جاتی ہیں اور بعض میں تبدیلی کا عمل اس قدر سست ہوتا ہے کہ اس کو جاننے کے لئے باریک بینی سے کام لینا پڑتا ہے سرسری طور پر دیکھا جائے تو وہ اٹل اور جامد دکھائی دیتی ہیں۔مگر جب غور کیا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ بدل رہی ہیں۔وہ تبدیلی کے عالمگیر اصولوں سے محفوظ نہیں ہیں۔

انسانوں کو آپ اس لحاظ سے دو گروپوں میں تقسیم کر سکتے ہیں کہ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو تبدیلی سے ڈرتے ہیں،اس کو قبول نہیں کرتے،اس کی مزاحمت کرتے ہیں،بالآخر وہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو تبدیلی کو خوش آمدید کہتے ہیں۔اس سے مطابقت پیدا کرتے ہیں۔اس کے ساتھ قدم ملا کر آگے نکل جاتے ہیں۔

تبدیلی سے ڈرنے والے جوڑے پیچھے رہ جاتے ہیں۔تبدیلیوں کے ساتھ بدلنے والے ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔وہ آگے بڑھتے ہیں۔اپنا دامن مسرتوں اور کامیابیوں سے بھرتے رہتے ہیں۔

ایک دانا نے کیا خوب کہا ہے کہ ہم اپنی ضرورتوں اور خواہشوں میں الجھ کر اکثر اوقات اپنے ساتھیوں کے خواب ملیامیٹ کر دیتے ہیں،شاید اس کا سبب یہ بھی ہوتا ہو کہ ہم کو اپنے ساتھی کی صلاحیتوں پر اعتماد نہیں ہوتا۔ہم سمجھتے ہیں کی وہ خواب دیکھ رہا ہے اس کو حقیقت کا روپ دینے کی اس میں ہمت نہیں ہے۔چنانچہ ساتھی کا حوصلہ بڑھانے اور اس کی مدد کرنے کے بجائے ہم شعوری یا لاشعوری طور پر اس کو پیچھے دھکیلنے لگتے ہیں۔لیکن یہ بات پلے باندھ لیجئے کہ جب میاں بیوی میں سے کوئی ایک تبدیل ہو رہا ہو اور دوسرا تبدیلی کی مزاحمت کرنے لگے تو پھر ازدواجی زندگی جہنم بن جاتی ہے۔

معمولی مسئلے کو نظر انداز نہ کیجئے:

کوئی اچھا مالی اپنے باغ میں خرابی کی ابتدائی علامتوں کو نظر انداز نہیں کرتا۔وہ خرابی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھتے ہی چوکنا ہو جاتا ہے اور اس کو دور کرنے کے لئے تگ و دو شروع کر دیتا ہے۔ لیکن اکثر جوڑے اس قدر محتاط نہیں ہوتے۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ کئی چھوٹے مسئلے وقت گزرنے کے ساتھ بڑے ہو جاتے ہیں، لہٰذا احتیاط لازمی ہے۔

تعلق میں پیدا ہونے والی چھوٹی موٹی رکاوٹوں سے نمٹنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ فراخدلی اور عملی سوجھ بوجھ سے کام لیا جائے، ہٹ دھرمی اور ضد سے بچا جائے، ایک دوسرے کو مات دینے کی کوشش نہ کی جائے۔ اس کے ساتھ مل بیٹھ کر مکالمہ کیا جائے اور پھر مل کر اس رکاوٹ کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

چھوٹی موٹی تلخیاں اس وقت بڑھ جاتی ہیں جب وہ کسی بڑے مسئلے کی علامتیں ہوں اور اس مسئلے کو فوری طور پر حل کرنے کے بجائے ٹال مٹول سے کام لیا جائے۔ چنانچہ جب کوئی بیوی شوہر سے دھیمے لہجے میں اس امر کی شکایت کرتی ہے کہ وہ چھٹی کا دن ٹیلی ویژن اسکرین پر نظرے جمائے رکھتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کی اصل شکایت یہ ہو کہ شوہر اس پر مناسب توجہ نہیں دیتا اور اس کے لئے وقت نہیں نکالتا۔ ظاہر ہے کہ یہ سنجیدہ معاملہ ہے لہٰذا دھیمے لہجے کی شکایت کو نظر انداز کرنے والا شوہر تلخی بڑھانے کا سبب بن جاتا ہے۔

ہمارے ہاں حقیقی مسائل کو چھپانے کی عادت عام ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس میں عافیت ہے۔ عافیت اس میں نہیں ہے۔ جب کوئی مسئلہ چھپانے کے بجائے اس پر صاف صاف بات کر لی جائے تو وقتی طور پر تلخی پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر اس کو دور کرنا آسان ہوتا ہے۔ اس کے بجائے اندر ہی اندر سلگتے رہیں تو پھر کسی روز ان کا آتش فشاں پھٹ پڑتا ہے۔ تب ان کی شدت بہت بڑھ جاتی ہے اور ان سے نمٹنا مشکل ہوتا ہے۔ لہٰذا دانش مندی کا تقاضا یہ ہے کہ ازدواجی زندگی میں پیدا ہونے والے چھوٹے موٹے مسائل کو نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ ان کو حل کیا جائے تاکہ وہ سنگین صورت اختیار نہ کر سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۱۶

﴿بیوی بچوں کے نان نفقہ کی ذمہ داری کو بھی پورا کیجئے﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے بنیادی احکامات میں میاں بیوی میں سے ہر ایک کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے فرائض و واجبات کو پورا کرے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرے تا کہ ایسی صورت حال پیدا نہ ہو جس کا انجام آخر کار بُرا اور قابلِ ملامت ہو۔

ان حقوق میں سے شوہر کے ذمے بیوی بچوں کے نان نفقہ کی ذمہ داری کا پورا کرنا بھی ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"وعلی المولود لهٗ رزقهن و کسو تهن بالمعروف"

(سورۃ البقرہ آیت۔۲۳۳)

ترجمہ۔"اور لڑکے والے یعنی باپ پر ہے کھانا اور کپڑا ان عورتوں کا دستور کے موافق"

اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

عورتوں کے سلسلہ میں خدا سے ڈرو اس لئے کہ تم نے انہیں اللہ کے امان کے ذریعہ حاصل کیا ہے اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ کے کلمہ کے ذریعہ حلال کیا ہے، تم پر ان کے نان نفقہ اور کپڑے کی دستور کے موافق ذمہ داری ہے" (بحوالہ مسلم شریف جلد ۱)

انہی حقوق میں سے گھر کے معاملات میں شوہر کا بیوی سے مشورہ کرنا بھی داخل ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"امرو النساء فی بناتهن" (بحوالہ کنز العمال جلد ۱۶)

ترجمہ:"عورتوں سے ان کی بچیوں کے بارے میں مشورہ کرلیا کرو"

اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیوں کی شادی سے قبل ان کی ماؤں سے مشورہ کرلیا کرو۔

انہی حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ شوہر بیوی کی بعض کمزوریوں اور عیوب سے درگذر کرے اور خصوصاً اگر اس میں کچھ ایسی خوبیاں اور اوصاف پائے جاتے ہوں جو ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمزوریوں اور عیوب کی تلافی کرتے ہوں، اس لئے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک روایت کرتے ہیں۔

"لا یفرک مومن مومنة ان کرہ منها خلقا رضی منها آخر"

(بحوالہ صحیح مسلم جلد ۱)

ترجمہ: "کوئی مومن کسی مومن عورت سے بغض نہ رکھے اس لئے کہ اگر اس کی کوئی بات ناپسند ہوگی تو اس کے بدلے دوسری بات پسند ہوگی"

ان حقوق میں سے مرد کا بیوی کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزارنا اور اس سے ملاطفت اور دل لگی کرنا بھی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"وعاشروهن بالمعروف فان کرهتموهن فعسیٰ ان تکرهوا شیئا ویجعل اللّٰه فیه خیراً کثیراً" (سورۃ النساء آیت ۱۹)

ترجمہ: "اور ان عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہو پھر اگر وہ تم کو نہ بھائیں تو شاید ایک چیز تم کو پسند نہ آئے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت خیر خوبی رکھی ہو"

اور ابن ماجہ کتاب النکاح میں نبی کریم علی الصلوٰۃ والسلام کا فرمان مبارک نقل کرتے ہیں۔

"خیر کم خیر کم لاهله وانا خیر کم لاهلی" (بحوالہ ابن ماجہ)

ترجمہ: "تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم سے بہتر ہوں"

امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہ کھیل دکھاتے تھے جو مسجد کے میدان کے سامنے ہو رہا ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہتھیلی دروازہ پر رکھ لیا کرتے تھے اور ہاتھ دراز کر لیا کرتے تھے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا چہرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے پر رکھ دیا کرتی تھیں۔ (بحوالہ مشکوٰۃ شریف جلد ۲)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اکمل المؤمنین ایماناً احسنهم خلقاً وفی روایة، والطفهم باهله"

(بحوالہ مشکوۃ شریف جلد۲)

ترجمہ: مؤمنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے، جو سب سے بہتر اخلاق والا ہو اور اپنے گھر والوں کے ساتھ نرمی اور اچھا برتاؤ کرنے والا ہو"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے سخت گیر و قوی الارادہ فیصلے کے پکے شخص فرمایا کرتے تھے کہ مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ انس اور نرم مزاج ہونے کے اعتبار سے بچہ کی طرح ہونا چاہئے۔ ہاں، جب لوگوں کے ساتھ ہو تو بھرپور آدمی بن جانا چاہئے۔

ان حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں گھر کے کام کاج میں مرد کو بیوی کا ہاتھ بٹانا چاہئے۔ چنانچہ طبرانی وغیرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے جب یہ پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا "جیسے تم لوگ کرتے ہو یہ چیز ادھر سے اٹھا کر ادھر رکھ دی، بے جگہ چیز جگہ پر رکھ دی، گھر والوں کا کام کاج کر دیا، ان کے لئے گوشت کاٹ دیا، گھر کو جھاڑ پونچھ دیا، خادم کا ہاتھ بٹالیا۔"

یہ وہ اہم حقوق ہیں جنہیں اسلام نے میاں بیوی میں سے ہر ایک پر لازم کیا ہے، اور یہ درحقیقت واقعی اور عادلانہ امور ہیں۔ اور اگر میاں بیوی میں سے ہر ایک ان کو پورا کریں، تو بجائے اختلاف و لڑائی کے اتحاد و یگانگت وجود میں آئے گی، اور بغض و ناپسندیدگی کی جگہ الفت و محبت لے لے گی، اور پورا خاندان خوش حالی اور محبت و سکون سے بہتر سے بہتر زندگی گزارے گا، اور یہ قطعاً ناممکن ہوگا کہ کوئی بھی ایسی بات ہو جس سے خاندان والوں کی زندگی مکدر ہو، یا جس سے میاں بیوی میں سے ایک کو دوسرے سے ناگواری گزرے یا تکلیف پہنچے۔

بیوی کے اخراجات برداشت کرنا اسلام نے شوہر کے ذمہ لگائے ہیں:

شوہر کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ بیوی کے نان نفقے کی ضرورت کو پورا کرے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے اخراجات برداشت کرنا اسلام نے شوہر کے ذمہ لگائے ہیں۔ چنانچہ ہر شوہر پر لازم ہے کہ موسم کے مطابق گرم سرد کپڑے بیوی کو مہیا کرے، جو خود پہنے اور خود کھائے بالکل اسی طرح کا کھانا اور کپڑے کا انتظام بیوی کے لئے بھی کرے، اسی طرح اگر بیوی بیمار ہے تو اس کی خدمت اور علاج معالجہ کی ذمہ داری بھی شوہر پر ہے۔ احادیث مبارکہ میں بیوی، بچوں پر خرچ کرنے کے بڑے فضائل آئے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ! ایک دینار تو وہ ہے جو تو نے جہاد کے سلسلے میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جس سے غلام کو آزادی دلانے میں مدد دی، ایک دینار کسی غریب پر خرچ کیا اور ایک دینار بیوی بچوں پر صرف کیا یہ ان سب سے اجر میں بڑھ کر ہے۔

تو معلوم ہوا کہ بیوی پر خرچ کرنا باعث ثواب بھی ہے اور اخلاقاً و شرعاً شوہر کی ذمہ داری بھی اس لئے شوہر کو چاہئے کہ پوری فراخدلی کے ساتھ اپنی رفیقہ حیات کی ضرورت پوری کرے اور خرچ میں کبھی تنگی نہ آنے دے، اپنی محنت کی کمائی گھر والوں پر صرف کر کے سکون و مسرت محسوس کرے، کھانا، کپڑا بیوی کا حق ہے اور اس حق کی خوشدلی اور کشادگی کے ساتھ ادا کرنے کیلئے دوڑ دھوپ کرنا شوہر کا انتہائی خوشگوار فریضہ ہے، اس فریضے کو کھلے دل سے انجام دینے سے نہ صرف دنیا میں خوشگوار ازدواجی زندگی کی نعمت ملتی ہے بلکہ ایک انسان آخرت میں بھی اجر و انعام کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

بعض اوقات شوہر اپنے والدین کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے کہ بیوی فضول خرچ ہے اور پھوہڑ ہے، گھر کے مناسب اخراجات سے بھی ہاتھ کھینچ لیتا ہے واضح رہے کہ ایسا کرنا مستحسن کام نہیں، پہلے والے وقت گزر گئے، والدین کے زمانہ میں گھر کے اخراجات پر جو رقم اٹھتی تھی آج کل ہم اس کا سوچ بھی نہیں سکتے، جہاں آمدنی میں ترقی ہوئی وہاں اخراجات میں اضافہ اس سے بھی زیادہ۔ رہن سہن کے طور طریقوں میں جو روز بروز تبدیلی آرہی ہے اس کا آج سے نصف صدی یا اس سے کم پہلے کبھی سوچا نہ تھا۔ کل جو اشیاء آسائش کے زمرہ میں تھے آج ضرورت بن گئی ہیں لیکن بعض والدین جنہوں نے حالات اور وقت کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کیا وہ اپنی بہو کے گھریلو مصارف کو انتہائی درجے کی فضول خرچی پر محمول کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہو کتنا ہی ہاتھ کھینچ کر خرچ کرے، ساس اسے فضول خرچ کا خطاب دے دیتی ہے۔ ماں کا باتیں کرنے کا اصل مقصد بیٹے کو اپنے زیر اثر رکھنا ہوتا ہے اور اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ بیٹے کی آمدنی پر اس کا مکمل اختیار ہو۔ ایسے شوہر جو والدین کی ہر معاملہ میں تابعداری کو اپنا دینی حق سمجھتے ہیں، گھر کے تمام مصارف اپنی والدہ کے ہاتھوں میں دے دیتے ہیں اور اپنی بیوی کے اخراجات کا خیال نہیں رکھتے، ایسے شوہروں کا حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب نے خوب جائزہ لیا ہے جسے ہم، صالح خاوند سے یہاں نقل کر رہے ہیں، حضرت نے فرمایا ہے کہ!

بعض شوہر اپنی بیویوں کو اخراجات کے لئے مناسب رقم نہیں دیتے اور بعض ناانصافی سے اور بلا جواز مار پیٹ بھی روا رکھتے ہیں، دوسری برائی یہ کہ تمام کی تمام آمدنی اپنے ماں باپ کے ہاتھوں میں رکھ دیتے ہیں اور بیوی ہر ضرورت کیلئے اس کے والدین کی دست نگر ہوتی ہے اور وہ بعض دفعہ اس کی ضرورت کو بے اعتنائی سے فراموش کر جاتے ہیں، یہ اچھی بات نہیں ہے کہ بلکہ شوہر کو چاہئے کہ اخراجات کے لئے اپنی آمدنی میں سے کچھ نہ کچھ اپنی بیوی کو بھی ضرور دے۔

اخراجات کے معاملے میں نہ تو فضول خرچی ہونی چاہئے اور نہ ہی کنجوسی، شوہر کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس بات کو مدنظر رکھے کہ بیوی کا اس کے والدین کے گھر میں رہن سہن کیسا تھا اس پر فرض ہے کہ اپنی آمدنی کے ذرائع کے مطابق حتی الوسع بیوی کے آرام و آسائش پر خرچ کرے، بے جا اسراف اور اپنے بجٹ سے تجاوز کرنا بھی ناپسندیدہ فعل ہے اور اس کی اجازت نہیں ہے لیکن بعض مالدار قسم کے خاوند اپنی کنجوسی کی وجہ سے بیوی کی ضروریات اور خواہشات کو مدنظر نہیں رکھتے چنانچہ یہ بات بھی قابل اصلاح ہے۔

اور اسی طرح شوہر بیوی کے آرام و آسائش اور اسکو خوش رکھنے کے لئے جو لوازمات کرتا ہے اس کو بیوی پر جتلائے نہیں کہ میں تمہاری خاطر بہت قربانیاں دے رہا ہوں، جب ایک شخص ایک عورت کو اپنے گھر میں بیوی بنا کر لاتا ہے جو کسی کی بیٹی ہوتی ہے اسے یہ ضرور سمجھ لینا چاہئے کہ اس نے ماں [illegible] سے، اس محبت اور آرام کے لئے لایا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر وہ شوہر اپنی بیوی سے محبت کی توقع رکھتا ہے تو بیوی بھی اس سے ویسی ہی توقع رکھتی ہے۔ قرآن کریم نے بڑے احسن طریقے سے میاں بیوی کے مابین محبت اور آرام کا ذکر کیا ہے:

"ھن لباس لکم وانتم لباس لھن"

ترجمہ: "وہ (عورتیں) تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو"

محبت و پیار کو قائم رکھنے کے لئے شوہر کو بیوی پر کھلے دل سے خرچ کرنا چاہئے لیکن ساتھ ساتھ اپنی آمدنی کو بھی مدنظر رکھے، شوہر یہ نہ سمجھے کہ جو اخراجات وہ اپنی بیوی کو خوش رکھنے کے لئے اٹھا رہا ہے محبت کا یک طرفہ ٹریفک ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بیوی بھی اپنی تمام تر کمزوریوں اور ناعاقبت اندیشیوں کے باوجود شوہر کا آرام اور خوشیوں کا حتی المقدور خیال رکھتی ہے، اس سے متعلق حضرت مولانا مسیح اللہؒ فرماتے ہیں کہ!

عورتوں کی ناعاقبت اندیشی بھی بعض اوقات سادگی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ انہیں باتوں کے ہیر پھیر کا علم نہیں ہوتا۔ وہ فریب، حیلہ سازی اور دغا سے بے بہرہ ہوتی ہیں۔ ایسی عورتیں عموماً باحیا، پاکدامن اور باعزت ہوتی ہیں۔ وہ اپنی ناعاقبت اندیشی کے باوجود اپنے شوہروں کی اطاعت گزار اور وفادار ہوتی ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ عورت خود بیمار ہے لیکن اپنے شوہر کی تیمارداری اور خدمت میں ہر وقت لگی رہتی ہے۔ اسے اپنی صحت کی ذرا پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ اپنی بیماری کو یکسر نظر انداز کر دیتی ہے اور اپنی تمام تر توجہ شوہر کی صحت اور آرام کے لئے مرتکز کر دیتی ہے۔" ایسی سادہ لوح عورت میں ایک خوبی اور ہوتی ہے کہ وہ کھانا سب سے آخر میں کھاتی ہے۔ پہلے شوہر، بچوں اور مہمانوں کو کھلاتی ہے اس کے بعد وہ خود کھانے بیٹھتی ہے۔

کبھی کبھار جب شوہر سفر سے آدھی رات کو گھر آتا ہے وہ خالصتاً اپنے شوہر کی محبت کی خاطر اپنا آرام اور نیند کو چھوڑ کر شوہر کی ضروریات کو پوری کرنے کی طرف لگ جاتی ہے۔ اگر سردیوں کا موسم ہے تو نہانے کے لئے گرم پانی اور رات کو پہننے کے لئے کپڑے اور اسی وقت شوہر کے لئے تازہ کھانا مہیا کرتی ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو عورتیں اپنے شوہروں کیلئے اتنی قربانیاں اتنی خوشی دیتی ہیں وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت سادہ لوح اور پاکباز ہوتی ہیں۔ یہ شوہر کے لئے قطعاً درست نہ ہوگا، کہ اگر وہ اپنی بیوی کی قربانی، محبت اور مہربانی کا بدلہ سخت گیری، درشتی اور بے صبری سے دے۔ اسے چاہئے کہ بیوی کی غیر اہم اور چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر نہ تو اسے جھڑکے اور نہ اپنا غم وغصہ ظاہر کرے۔ (تلخیص از صالح خاوند)

ذمہ داری نمبر.....۱۷

﴿اپنی بیوی کے ساتھ تعاون کیجئے﴾

مردوں نے تو یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم عورتوں کو کھانا کپڑا دیتے ہیں، بس اس سے سارا حق ادا ہو گیا، اور اسکے بعد جو کچھ حقوق ہیں عورتوں ہی کے ذمے ہیں ہمارے ذمے کچھ نہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ تمہارے کھانے اور کپڑے کے عوض میں تمہاری بیویاں اس قدر خدمت کرتی ہیں کہ اتنی تنخواہ میں کوئی نوکر یا ماسی ہرگز نہیں کر سکتی۔ جس کو شک ہو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے۔ بغیر بیوی کے گھر کا انتظام ہو ہی نہیں سکتا چاہے تم لاکھ خادم رکھو۔ ہم نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے جنکی معقول تنخواہ تھی مگر بیوی نہ تھی۔ نوکروں کے ہاتھ سے خرچ ہوتا تھا تو ان کے گھر کا خرچ اتنا بڑھا ہوتا تھا جس کی کچھ حد نہیں۔ نکاح کے بعد گھر کا انتظام ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ اگر بیوی کچھ بھی گھر کا کام نہ کرے صرف انتظام اور دیکھ بھال ہی کرے تو یہ اتنا بڑا کام ہے جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی اور دوسری بات یہ ہے کہ انتظام کرنے والے کی بڑی عزت اور قدر کی جاتی ہے۔

پس بیویوں کا یہی اتنا بڑا کام ہے جس کے عوض نان ونفقہ نہیں ہو سکتا۔ مگر ہم تو شریف زادیوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ خود بھی گھر کا بہت سا کام خود کرتی ہیں۔ خصوصاً بچوں کی بڑی محنت سے پرورش کرتی ہیں۔ یہ وہ کام ہیں کہ تنخواہ دار ماسی کبھی بیوی کے برابر نہیں ہو سکتی۔

بہر حال بیوی ہر انسان کی دایاں ہاتھ ہوتی ہے اس لئے شوہروں کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ بیوی کے لئے اپنا دستِ تعاون بڑھائیں۔ اور مختلف کاموں میں ہاتھ بٹائیں، ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سیرت ہمیں اسی بات کا درس دیتی ہے کہ گھر کے کام کاج میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کا ہاتھ بٹانا کوئی عیب کی بات نہیں ہے بلکہ یہ تو باہمی محبت بڑھانے کا ایک نسخۂ اکسیر ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ بااخلاق ہو اور تم میں بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ اچھا ہو اپنی بیوی کے ساتھ۔

جب حضور اکرم ﷺ اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تو سب سے زیادہ نرم اور تبسم کرنے والے ہوتے، حتیٰ کے گھر کے بہت سے کام جو عورتوں کے ہوتے ہیں خود اپنے دست مبارک سے انجام دیتے۔ زوجہ آٹا گوندھ رہی ہوتیں تو آپ ﷺ پانی لاکر دے دیتے۔ کبھی چولہے پر لکڑیاں پہنچا دیتے۔ کبھی چارپائی ڈھیلی دیکھی تو پائتی کس دیتے۔ غرض یہ ہے کہ اپنے گھر کا کام باوجود دونوں جہان کے بادشاہ ہونے کے اپنی بیویوں کے ساتھ بلاتکلف خود کرلیا کرتے تھے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بیوی کا حق بھی ہے کہ وہ بیچاری اپنے شوہر کی خدمت پر دن رات ایک کئے رکھتی ہے تو شوہر اگر بیوی کے ساتھ تعاون نہ کرائے تو یہ ناانصافی والی بات ہے، ازدواجی زندگی کی پائیداری کے لئے ایسی ناانصافی سے بچنا ضروری ہے۔

بیوی کی خوب رعایت کرنی چاہیئے:

وقتاً فوقتاً بیوی کی خوب رعایت کرنی چاہیئے خواہ وہ پڑھی لکھی ہو یا بدتمیز ہو کیونکہ اس نے تمہارے واسطے اپنے ماں باپ کو تنہا چھوڑا، سارے خاندان کو چھوڑا اب اسکی نظر صرف تمہارے ہی اوپر ہے جو کچھ ہے اسکے لئے ایک شوہر کا دم ہے بس انسانیت کی بات یہی ہے کہ ایسے وفادار کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے اور کچھ ان سے بدتمیزی اور بے ادبی ہو جائے اس کو اس کا ناز سمجھا جائے کیونکہ ان کو عقل کم ہے تمیز نہیں ہے، ان کو بات کرنے کا سلیقہ نہیں ہے اس لئے گفتگو کا پیرایہ (انداز) ایسا ہو جاتا ہے کہ جس سے مردوں کو تکلیف پہنچتی ہے مگر اس بدتمیزی کی حقیقت ناز ہے آخر وہ تمہارے سوا کس پر ناز کرنے جائیں دنیا میں ایک تم ہی ان کے ناز بردار ہو۔ اور ایک تم ہی ہو جس کے سامنے وہ اپنی تکلیف بیان کریں، اور رعایت کی طلبگار ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے گھر کے کام کاج کو قدر کی نگاہ سے دیکھئے:

ایک ۲۹ سالہ گھریلو خاتون تحریر کرتی ہیں کہ ''میرا شوہر بڑا حق ناشناس ہے صبح سے شام تک زحمتیں اٹھاتی ہوں۔ برتن اور کپڑے دھونے اور کھانا پکانے سے لے کر گھر کی صفائی وسجاوٹ، اس کے بچوں کے کپڑوں کی سلائی وغیرہ تک سب کام میں تنہا انجام دیتی ہوں۔ جب گھر آتا ہے تو کسی چیز پر توجہ ہی نہیں دیتا اور اپنے رویہ سے ایسا ظاہر کرتا ہے گویا میں نے اب تک کوئی کام نہیں کیا ہے۔ استری کئے ہوئے کپڑے اور پالش کئے چمچماتے جوتے اس کے لئے تیار رکھتی ہوں لیکن کبھی شکریہ کا الفاظ اس کے منہ سے نہیں نکلتا۔ اگر میں خود کچھ بیان کروں تو سختی سے میری بات منقطع کر کے جھڑک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنے کاموں کو اتنا بڑھا چڑھا کے بیان نہ کرو۔ آخر کون سا ایسا بڑا کام انجام دیا ہے؟ آسمان سے تارے توڑ لائی ہو یا کوئی اونچی چوٹی فتح کر لی ہے؟ حالانکہ میری محنت ومشقت اور سلیقے کی وجہ سے ہی گھر کی ساکھ بنی ہوئی ہے۔

اپنی بیوی کی لباس کی ضرورت کو پورا کیجئے:

لاس اینجلز کے ''ادارہ خانگی تعلقات'' کے ڈائریکٹر لکھتے ہیں کہ ''اکثر مرد جب بیویوں کا انتخاب کرتے ہیں تو وہ منتظمہ کے بجائے کسی ایسی عورت کو ڈھونڈتے ہیں جو دل کش، حسین اور جوان اور غرور کو ہوا دے سکے اور جو انہیں برتری کا احساس دلائے''

مردوں کو چاہئے کہ وہ عورتوں کی خوش پوشی اور آرائش وزیبائش کا خیال رکھیں اور تعریف وتوصیف اور قدر کریں۔ تقریباً تمام مرد یہ بات جانتے ہوئے فراموش کر جاتے ہیں کہ عورتیں لباس میں بے پناہ دلچسپی رکھتی ہیں مثال کے طور پر ایک میاں بیوی کسی دوسرے جوڑے سے بازار میں ملتے ہیں تو وہ عورت دوسرے مرد پر شاید ہی نگاہ ڈالتی ہوگی وہ عام طور پر دیکھے گی کہ دوسری عورت نے کپڑے کیسے پہن رکھے ہیں۔

بیوی کے مسائل کو سنئے:

ایک مصنف لکھتے ہیں کہ ایک خاتون نے جو ایک صاحب کی بیوی ہیں۔ مجھے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار خط لکھا تھا جو ان جیسی لاکھوں بیویوں کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے'' میری پژمردگی'' کا زیادہ تر سبب یہ ہے کہ مجھے کسی سے گفتگو کا موقع نہیں ملتا جب میں گھریلو مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہوں یا ان کے بارے میں اپنے شوہر سے کچھ کہتی ہوں تو وہ ایک مجسمہ سکوت بن جاتے ہیں، جب میں کسی مسئلے پر بحث کرنا چاہتی ہوں تو وہ منفی انداز اختیار کر لیتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں۔

کبھی کبھی تفریح کا بھی اہتمام کیجئے:

میاں بیوی کو ایک دوسرے کا تشخص قائم رکھنے کے لئے تھوڑی بہت قربانی دینا ہی چاہئے۔ ایسے میاں بیوی جن کے بچے چھوٹے ہیں اگر سب کچھ ایک فریق پر ہی چھوڑ دیں گے تو زندگی تھکن بن کر رہ جائے گی۔ ایک دوسرے کا بوجھ بانٹنے میں صرف کیا گیا وقت قربت کا احساس بڑھا دے گا۔

کچھ وقت بہترین انداز میں اکٹھے گزاریں تحقیقاتی مطالعہ جات سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ میاں بیوی کا تفریحی انداز میں ایک دوسرے کے ساتھ گزرا ہوا تھوڑا سا وقت بھی باہم محبت بڑھانے اور طمانیت کا احساس دلانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ ایسا وقت کئی طریقوں سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

☆ اگر گھر میں چھوٹے بچے ہیں اور ان کو کوئی سنبھالنے والا ہے تو آپ دونوں صبح سیر کے لئے باغ میں جائیں، گھومنے کے ساتھ ساتھ باتیں کرتے رہیں۔

☆ اگر بچوں کو گھر میں کوئی سنبھالنے والا نہیں تو ساتھ لے جائیں، آپ دونوں بیٹھ کر باتیں کریں وہ کھیل لیں گے۔

☆ بہت چھوٹے بچے کے لئے بچہ گاڑی کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے۔

☆ کار نہیں ہے تو موٹر سائیکل پر، وہ بھی نہیں تو سائیکل پر یا کسی اور طریقہ سے مناسب اور موزوں وقت پر کھلی جگہ پر (جبکہ بیوی باپردہ ہو) چلے جائیں۔ آپ دونوں کا دس منٹ بھی چلتے رہنا جذبات و خیالات میں ہم آہنگی پیدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لئے حیرت انگیز اثر رکھتا ہے۔

باہم محبت کا پودا سرسبز رکھنے کے لئے مثالی طریقہ تو یہ ہے کہ آپ ہفتے میں ایک دن اکٹھے گھر سے باہر گزاریں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ:

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں کہ ابھی پرسوں کا واقعہ ہے میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑتا ہوا آیا اور یہ خبر لایا کہ گھر میں بی بی صاحبہ کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں، میں نے خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی۔ یہاں تو سب لوگ سمجھدار ہیں مگر شاید ناواقف لوگ اپنے دل میں اس وقت یہ کہتے ہونگے کہ ہائے بیوی کے واسطے نماز توڑ دی۔ بیوی سے اتنا تعلق ہے کہ خدا کو اسکے لئے قطع کر دیا (توڑ دیا) بے شک اس وقت اگر کوئی ڈانڈا دار پیر ہوتا تو وہ ہرگز نماز نہ توڑتا کیونکہ اس سے جاہل مریدوں کی نظروں میں سبکی ہوتی ہے۔ الحمد اللہ! مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کوئی کیا کہے گا۔ اگر کسی کی نظر میں اس فعل سے میری سبکی ہوتی ہے تو وہ شوق سے کوئی دوسرا شیخ تلاش کر لے۔ جب خدا کا حکم تھا کہ اس وقت نماز توڑ دو تو میں کیا کرتا اس وقت جاہلوں کی نظروں میں بڑا بننے کے لئے میں حکم خداوندی کو چھوڑ دیتا؟ ظاہر ہے کہ جب بیوی کو ٹھے (چھت) پر سے گری تو اسکی چوٹ کو شوہر ہی ہلکا کر سکتا ہے۔ اور وہی دریافت کر سکتا ہے کہ چوٹ کہاں لگی، کہاں نہیں لگی۔ خصوصاً اس صورت میں جب کہ گھر کے اندر سوائے ایک ناسمجھ بچی اور معذور بڑھیا کے کوئی امداد کرنے والا بھی نہ تھا۔ اور امداد کرنے والے ہوں بھی تو کوٹھے سے گر جانا بعض دفعہ ہلاکت (اور موت) کا سبب ہو جاتا ہے۔ فوراً ہی کوئی تدبیر ہو جائے تو زندگی کی آس ہوتی ہے اس لئے مجھے فوراً جانا ضروری تھا۔ اس لئے شرعاً فوراً نماز توڑ دینا اور فوراً جا کر خبر گیری کرنا ضروری سمجھا۔

حدیث پاک میں آتا ہے ایک بار حضور اکرم ﷺ خطبہ فرما رہے تھے کہ حضرت حسنین رضی اللہ عنہما میں سے کوئی ایک صاحبزادے مسجد میں آ گئے۔ اس وقت وہ چھوٹے بچے تھے چلتے ہوئے لڑکھڑاتے تھے (گرنے کا خطرہ تھا) تو حضور اکرم ﷺ نے خطبہ چھوڑ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور ہی سے گود میں اٹھالیا۔ حالانکہ خطبہ صلوٰۃ کے حکم میں ہے۔ یعنی خطبہ کا وہی حکم ہے جو نماز کا ہے جو بغیر کسی سخت عذر کے قطع نہیں ہوسکتا تو جب حضور اکرم ﷺ نے نواسوں کیلئے خطبہ توڑ دیا تو میں کیا چیز تھا اتنے بڑے حادثے کے وقت سنتوں کی نیت نہ توڑتا۔ اس میں بیوی کی رعایت نہ تھی بلکہ حق تعالیٰ شانہ کی رعایت تھی کیونکہ اس وقت خدا کا یہی حکم تھا۔ خدا کے حکم کے سامنے بیوی کیا چیز ہے اگر حق تعالیٰ شانہ کسی وقت بیوی کے قتل کا حکم دیں تو سچا مسلمان ایسا بھی کردے گا۔ اور جہاں وہ اس کی خبر گیری کا حکم دیں وہاں وہ اس کے لئے نماز بھی توڑ دے گا اور دونوں صورتوں میں دونوں فعلوں کا سبب حق تعالیٰ شانہ ہی ہوگا۔

(بحوالہ وعظ ماعلیہ الصبر التبلیغ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۱۸

﴿عدل اور برابری کا سلوک کیجئے﴾

دو یا اس سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں مرد پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ تمام بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کو مدنظر رکھے ان کے کھانے پینے اور رہائش اور دیگر ضروریات میں برابری کا سلوک اور برتاؤ کرے اگر ان کو ماہانہ جیب خرچ دیتا ہو تو ہر بیوی کو یکساں خرچہ دینا چاہیے اگر کوئی شخص اپنی بیویوں کے درمیان یکساں سلوک نہ کرے گا تو قیامت کے روز اسے سزا ملے گی کیونکہ ایک سے زائد بیویاں ہوتے ہوئے ایک طرف زیادہ مائل ہونا نامناسب ہے اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف مائل ہو تو وہ قیامت کے دن جب آئے گا تو اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہوگا۔ (بحوالہ ابن ماجہ)

اس حدیث پاک میں ایک سے زائد بیویوں میں برابری اور عدل نہ کرنے کی بنا پر جو سزا ملے گی اس کا ذکر ہے یعنی بیویوں میں انصاف نہ کرنے والا قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ ساقط ہوگا لہٰذا یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ بیویوں کے نان نفقہ اور دیگر معاملات میں ہر طرح سے عادلانہ عمل ہو تاکہ کسی بیوی کو فرق یا امتیاز کی شکایت کا موقع نہ ملے۔

اسی طرح ہر بیوی کے پاس رات گزارنے میں بھی برابری کا رویہ اختیار کرنا چاہیے یعنی ہر ایک کے پاس باری سے رات گزاری جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی وقت میں نو ازواج مطہرات تھیں اور آپ ﷺ نے ان کے پاس جانے کے لیے باری مقرر کر رکھی تھی تاکہ ہر ایک سے یکساں سلوک ہو، اس بارے میں حدیث پاک یہ ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں میں سے ہر ایک کے پاس باری باری قیام پذیر ہوتے پھر ارشاد فرماتے یا اللہ میرا یہ کام ہے جس میں میں اختیار رکھتا ہوں لہٰذا تو مجھے اس کام میں نہ پکڑ جس کا تو مالک ہے اور میرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار میں نہیں۔ (بحوالہ نسائی شریف)

جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہراتؓ سے ازدواجی تعلقات میں یکساں سلوک فرماتے تھے اسی طرح آپ ﷺ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں ان کے پاس باری باری جاؤ تا کہ کسی کے حق زوجیت میں کمی نہ ہو۔

عطاءؒ کا بیان ہے کہ ہم حضرت ابن عباسؓ کے ہمراہ سرف کے مقام پر حضرت میمونہؓ کے جنازے پر حاضر ہوئے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، جب آپ حضرات ان کے جنازے کو اٹھائیں تو انہیں ہلانے جلانے سے پرہیز کرنا اور جنازہ لے کر آہستہ آہستہ چلنا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو ازواج مطہرات بحیات تھیں جن میں سے آٹھ کی باریاں مقرر تھیں اور ایک حضرت سودہؓ کی باری مقرر نہ تھی کیونکہ انہوں نے خوشی سے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی تھی۔

(بحوالہ بخاری شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ میں عدل وانصاف کرنے کا وصف بہت نمایاں ہے اور یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نو ازواج مطہراتؓ تھیں، آپ جب ان میں ایام کی تقسیم فرماتے تو پہلی بیوی کے پاس نو دن کے بعد پہنچتے تھے اس لیے ہر رات تمام ازواج مطہراتؓ اس زوجہ کے ہاں اکٹھی ہو جاتی تھیں جہاں آپ ﷺ قیام فرما ہوتے تھے ایک دن آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے گھر تشریف فرما تھے کہ حضرت زینبؓ تشریف لائیں آپ نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا حضرت عائشہؓ نے کہا یہ زینبؓ ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا دونوں ازواج میں بحث چھڑ گئی اور آواز بلند ہونے لگی اسی اثناء میں نماز کی اقامت ہو گئی حضرت ابو بکر صدیقؓ کی آوازیں سنیں، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نماز کے لیے تشریف لائیے اور ان کے منہ میں مٹی ڈال دیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے گئے حضرت عائشہؓ کہنے لگیں اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر آئیں گے اور وہ مجھ کو ہی بُرا بھلا کہیں گے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارغ ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور انہیں بہت سخت سست کہا اور کہا کہ تم ایسا کرتی ہو۔ (بحوالہ مسلم شریف)

ایک رات میں بیک وقت دو بیویوں کے ساتھ شب باشی جائز نہیں ہے، ہاں اگر وہ دونوں بیویاں اس کی اجازت دے دیں اور وہ خود بھی اس کے لیے تیار ہوں تو جائز ہے۔ مقیم کے حق میں اصلی باری کا تعلق رات سے ہے دن رات کا تابع ہے ہاں جو شخص رات میں اپنے کام کاج میں مشغول رہتا ہو مثلاً چوکیداری وغیرہ کرتا ہو اور اس کی وجہ سے وہ رات اپنے گھر میں بسر نہ کر سکتا ہو تو اس کے حق میں اصل باری کا تعلق دن سے ہوگا۔

درمختار میں یہ لکھا ہے کہ جس شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اس پر ان بیویوں کے پاس رات میں رہنے اور ان کو کھلانے پلانے میں برابری کرنا واجب ہے، ان کے ساتھ جماع کرنے یا جماع نہ کرنے اور پیار و محبت میں برابری کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

کسی عورت کا جماع سے متعلق اس کے شوہر پر جو حق ہوتا ہے وہ ایک بار جماع کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے جماع کرنے کے بارے میں شوہر خود مختار ہے کہ جب چاہے کرے لیکن کبھی کبھی جماع کر لینا اس پر دیانۃً واجب ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت سودہؓ بوڑھی ہو گئیں تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ سے مجھے جو باری حاصل تھی وہ میں نے عائشہؓ کو دے دی، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کو دو دن عنایت فرماتے ایک خود ان کا اور حضرت سودہؓ کا۔ (بحوالہ بخاری شریف)

بعض علماء نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہؓ کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے طلاق نہ دیجئے تا کہ قیامت کے روز آپ کی ازواج مطہرات میں میرا حشر ہو اور اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دیدی یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ محض ان کی پیرانہ سالی کی بنا پر آپ ﷺ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تھا کیونکہ بیوی کے بوڑھی ہو جانے کا یہ تقاضہ نہیں ہے کہ اسے طلاق دے کر الگ کر دیا جائے بلکہ جنگ بدر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دن ان کے کچھ رشتہ دار مشرکین کی طرف سے لڑتے ہوئے مارے گئے تھے جن کے بارے میں حضرت سودہؓ نے اظہار غم کیا اور مرثیہ کے کچھ اشعار پڑھے تھے اس بنا پر نا خوش ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلاق دینے کا قصد فرمایا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر جاتے تو اس وقت ہر زوجہ کو تو ساتھ نہ لے جا سکتے تھے لہٰذا آپ ازواج کے درمیان قرعہ ڈال لیتے تا کہ جس کا نام نکل آتا اسے ساتھ لے جاتے ایک وقت میں جب ہر بیوی کسی کام میں شامل نہ ہو سکتی ہو تو قرعہ سے انتخاب کر لینا بھی عدل اور برابری کے زمرے میں آئے گا۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر فرماتے تو ازواج کے لیے قرعہ اندازی فرماتے تھے۔ (بحوالہ ابن ماجہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۱۹

﴿نرمی وشفقت کا رویہ اختیار کیجئے﴾

خوشحال زندگی کا راز نرم اور مشفقانہ رویے میں ہے، عموماً دیکھا جاتا ہے کہ مرد اگر تلخ کلام ہو، ذرا ذرا سی بات پر طعنے مارے تو عورت کا جینا مشکل ہو جائے گا اور عورت کی گھریلو زندگی جہنم بن کر رہ جائے گی اس لیے پُرسکون ماحول کے لیے ضروری ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ نرمی اختیار کرے، اپنی بیوی کو کبھی بھی سیرت وصورت کا طعنہ نہ مارے اور عورت کے ورثاء پر بھی نکتہ چینی نہ کرے اور نہ کبھی عورت کے ماں باپ اور بہن بھائی کے سامنے اسے بُرا کہے اگر مرد ایسی باتیں کرے گا تو عورت کے دل سے مرد کی محبت جاتی رہے گی بلکہ نفرت پیدا ہونے کا امکان ہو جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہونے کا خطرہ ہے جس سے دونوں کی زندگی کہیں تلخ نہ ہو جائے گھر کی خوشگوار زندگی کہیں عذاب نہ بن جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیارے انداز میں اپنی امت کو نرمی اور شفقت کا یوں درس دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور عورتوں کے ساتھ نیکی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرلو اور سب سے اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے چلو گے تو توڑ ڈالو گے اور اس کے حال پر چھوڑے رہو گے تب بھی ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی پس عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرو۔ (بحوالہ بخاری شریف)

عورت چونکہ فطرتاً ضدی الطبع ہے اکثر معاملات پر عورتیں اپنے خاوندوں سے سخت رویہ اختیار کر جاتی ہیں جس سے گھر کا سکون خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عورتوں کے بارے میں نیکی کرنے کی نصیحت فرمائی ہے اس لیے اپنی بیوی سے ہمیشہ اچھا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے، عورت کو معاشرے میں جو بلند مقام حاصل ہوا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی تعلیم کی بدولت حاصل ہوا ہے عورت کے ساتھ نرم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رویہ اختیار کرنے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان یہ ہے۔

حضرت زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح مارے گا سنو تم میں سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے نرم رویہ اختیار کرتا ہو۔ اس حدیث کے مطابق اچھے خاوند کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی سے نرم رویہ اختیار کرتا ہو اس لیے ہمیشہ بیوی کی کوتاہیوں سے درگزر کرنا ہی بہتر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے مردوں میں سب سے بہتر مرد وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اسی طرح مہربانی سے پیش آئے جس طرح ماں اپنے بچے کے ساتھ، ایسے مرد کے لیے ہر دن میں اور رات میں صبر اور شکر کے ساتھ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے سو آدمیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (بحوالہ غنیۃ الطالبین)

لونڈی پر احسان کرنے کا واقعہ:

ایک لونڈی کے ساتھ احسان کرنے کا ایک واقعہ حدیث پاک میں یوں بیان ہوا ہے۔ حضرت معاویہ بن حکمؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میری ایک لونڈی میری بکریاں چرا رہی تھی، میں جب اس کے پاس آیا تو ایک بکری کو نہ پایا، میں نے اس سے بکری کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا اسے بھیڑیا کھا گیا مجھے اس لونڈی پر بہت غصہ آیا میں بھی انسان تھا اس کے منہ پر طمانچہ مارا، اور میرے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا ہے کیا میں اسی کو آزاد کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی سے فرمایا اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان میں فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ تعالیٰ کی رسول ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے آزاد کر دو۔ (بحوالہ موطا امام مالکؒ)

لونڈی کے منہ پر طمانچہ مارنے کے ازالے میں اس لونڈی کو آزاد کر دیا گیا، یہ اسلام میں عورت سے مشفقانہ رویے کی بہترین مثال ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۲۰:

بیوی کی حوصلہ افزائی کیجئے

بیوی کے حقوق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جائز باتوں پر بیوی کی حوصلہ افزائی کی جائے اس کی عادت اور شوق کا خیال رکھا جائے خاص طور پر جب عورت کی عمر ذرا کم ہو اور اس کی عادتیں بچوں جیسی ہوں تو ان سے درگزر کر دینا چاہیے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی، میری سہیلیاں بھی تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو وہ چلی جاتیں، آپ ﷺ انہیں میرے پاس بھیج دیتے تو وہ میرے ساتھ کھیلنے لگ جاتیں۔ (بخاری شریف)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ بیوی کے جذبات اور خیالات کی دلداری کا لحاظ رکھنا چاہیے اس کا ایسا شوق جو خلاف شریعت نہ ہو اسے برداشت کرنا چاہیے، غرضیکہ بیوی سے ہنسی خوشی رہنا چاہیے اس طرح سے میاں بیوی کی زندگی میں اطمینان اور سکون کی دولت میسر رہے گی دونوں کا نباہ اچھی طرح ہو جائے گا اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث پاک یوں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور حبشی مسجد میں نیزہ بازی کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی چادر مبارک میں چھپا لیتے تاکہ میں آپ کے مبارک گوش و دوش کے درمیان سے دیکھوں پھر میری وجہ سے کھڑے رہتے یہاں تک کہ میں خود چلی جاتی اس سے نوعمر لڑکیوں کی کھیل سے دلچسپی کا اندازہ خود کر لو۔ (بحوالہ بخاری شریف)

یہ واقعہ پردہ واجب ہونے سے پہلے کا ہے، اس واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہؓ سے خوش اخلاقی اور دلجوئی ظاہر ہوتی ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہر خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کی خوشی کو مقدم جانے اور جس قدر ممکن ہو اس کے شوق کا خیال رکھے اس سے میاں بیوی کے تعلقات آپس میں بہت خوشگوار رہیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات سے زندگی کے ہر معاملے میں بڑی نرمی سے پیش آتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرضیکہ اٹھنے بیٹھنے سونے اور جاگنے، گھر کے اندرونی اور بیرونی معاملات میں اپنی ازواج مطہرات کی بہت دلداری اور پاسداری فرماتے تھے، اس لیے ہر مسلمان کو اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر اپنی گھریلو زندگی کو پر کیف گزارنا چاہیے جس میں میاں بیوی میں تلخی والی باتیں نہ ہوں بلکہ سکھ ہی سکھ ہو۔ مسجد سے مراد مسجد سے ملحقہ جگہ تھی جہاں وہ حبشی نیزہ بازی کے کمالات کی مشق کر رہے تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ چھوٹے نیزے کے ساتھ ان کا یہ کھیل دشمنان دین کے ساتھ جنگ کے حکم میں تھا، اور تیر اندازی کی طرح جنگ کی تیاری تھی لہٰذا یہ کھیل عبادت کے حکم میں تھا، اور عید کے دن تھا جبکہ کھیل مباح ہو اور عید کے دن ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ تشریف لائے اور انہوں نے منع کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج عید کا دن ہے انہیں منع نہ کرو۔

حضرت عائشہؓ نو عمر تھیں کیونکہ نو عمری میں بعض لڑکیاں کھیلوں کے دیکھنے کی بڑی شوقین ہوتی ہیں۔ فرماتی ہیں کہ میں جتنی دیر تک کھڑی رہتی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری خاطر کھڑے رہتے یہ آپ کے حُسن معاشرت اور حُسن اخلاق کا کمال تھا اور حضرت عائشہؓ سے آپ کی محبت اور ان پر آپ ﷺ کی عنایت کا نتیجہ تھا۔ (بحوالہ اشعۃ اللمعات)

عورتوں کی حوصلہ افزائی کے بارے میں ایک فرمان نبوی ﷺ یہ ہے: حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کوئی بڑھیا جنت میں داخل نہیں ہوگی وہ عرض گزار ہوئیں یہ کس لیے جبکہ وہ تو قرآن مجید پڑھتی ہیں فرمایا کہ کیا تم قرآن میں یہ نہیں پڑھتیں کہ ''ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا تو انہیں کنواریاں بنایا'' (بحوالہ مشکوٰۃ، ج ۲)

www.KitaboSunnat.com

حوصلہ افزائی کی اہمیت وفوائد:

جس کے ساتھ تعلق ہو، اس سے محبت ہو ہی جاتی ہے۔ نیز جس کی خوبیوں کا استحضار ہو، اس کی محبت بھی دل میں آتی ہے۔ لہٰذا اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھیں خود بخود اس کی محبت دل میں پیدا ہوگی۔ اس کی تعریف کیجئے، اس کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوگی۔ اسی وجہ سے ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحبؒ فرماتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس کے دل میں یہ احساس ہو کہ یہ بیوی کھانے پکانے کی جو خدمت انجام دے رہی ہے، یہ اس کا حسن سلوک اور حسن معاملہ ہے جو وہ میرے ساتھ کر رہی ہے، تو وہ اس کے کھانے پکانے کی تعریف کرے گا، اس کی ہمت بندھائے گا، اس کو حوصلہ بڑھائے گا۔ لیکن جو شخص اپنی بیوی کو نوکرانی یا خادمہ سمجھتا ہو اور کھانا پکانا اس کی ذمہ داری سمجھتا ہو، ایسا شخص کبھی اچھے کھانے پکانے پر بھی اپنی بیوی کی تعریف نہیں کرے گا اور نمک کی زیادتی یا چینی کی کمی پر ہی گھر میں قیامت برپا کر دے گا اور لمبا چوڑا جھگڑا شروع کر دے گا۔ عورت فطری طور پر نرم دل ہوتی ہے۔ تھوڑی سی تعریف پر پھولے نہیں سماتی۔ آئندہ اسی کام کو (جس کی تعریف ہوئی ہے) اور اچھا کر کے دکھاتی ہے۔ لہٰذا ہر چیز مثبت انداز میں بیوی کو سمجھایئے جتنا کام ہو، اس پر تعریف کریں، جو عیب یا کوتاہی باقی رہ گئی، اس طرح سمجھائیں کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ اور آج سے ہی معمول بنالیں کہ چھوٹے چھوٹے کام پر بیوی کے چائے پکانے پر، پانی کا گلاس پیش کرنے پر اس کو ''جزاک اللہ خیرا'' (اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے) کہئے دل و زبان سے شکر گزار بنئے۔ اسکی خوب حوصلہ افزائی کیجئے۔ پھر دیکھئے بیوی بھی آپ کی کیسی قدر دان بنتی ہے۔ دنیا ہی میں حور کا نمونہ آپ کے سامنے آجائے گا۔ ایسے ہی میاں بیوی کا گھر دنیا ہی میں جنت کا نمونہ بن جاتا ہے۔

یاد رکھئے! انسان فطری طور پر یہ چاہتا ہے اس کے اچھے کاموں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور حوصلہ افزائی کی خواہش زیادہ جب ہی ابھرتی ہے جب کہ اس کی علانیہ حوصلہ شکنی کی جارہی ہو۔ خصوصاً دیورانی، جیٹھانی، نندوغیرہ مسلسل اس کے کاموں میں رخنہ ڈال رہی ہوں اور ذرا ذرا سی بات پر اس کی پکڑ کی جاتی ہو۔ یہ ایک ظلم کے مترادف ہے۔ جس کے کام کی ستائش نہیں کی جاتی، اور اس کو شاباش نہیں کہا جاتا، یا ایک لفظ شکریہ کا ادا نہیں کیا جاتا، اس کی دل شکنی کی جاتی ہو، وہ اکثر ہمت ہار بیٹھتا ہے اور اس کی تمام صلاحیتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ بیوی کے کاموں کی تعریف کیجئے اور خوب اسکی حوصلہ افزائی کیجئے۔

بیوی کی حوصلہ شکنی سے پرہیز کیجئے:

ہمارے ہاں گھر کی حاتون والدہ یا بیوی خواہ کتنا ہی عمدگی سے بہتر سے بہتر کارکردگی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظاہرہ کریں پھر بھی ان کی دل شکنی یہ کہہ کر کی جاتی ہے کہ یہ تو عورت کے فرائض میں داخل ہے۔ اگر ہر شوہر اور اس کے بچے یہ سوچیں کہ بیوی یا ماں کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے کپڑے دھوئے، استری کرے اور ان کے لئے عمدہ کھانا پکا کر کھلائے۔ ان کو توانا اور تندرست بنا کے رکھے یا وہ یہ سمجھتے رہیں کہ ان کا گھر خود بخود صاف ستھرا ہوتا رہتا ہے، تمام کوڑا کرکٹ، گندگیاں جو وہ پھیلاتے رہتے ہیں اپنے آپ سمٹ کر جھاڑ بٹور لی جاتی ہیں، صاف ستھرے کپڑے خود بخود دھل کر اور الماریوں میں سلیقے سے تہہ ہو کر سج جاتے ہیں۔ اور یہ تمام گھر کی زیبائش، آرائش، آرام سب قدرتی طور پر بغیر کسی خوش سلیقہ، ہنر مند خاتون کے ہاتھ لگائے بغیر انجام پاتے رہتے ہیں۔ تو یہ کفرانِ نعمت اور ناشکری ہے۔ اس سے خود بھی بچئے اور دوسروں کو بھی بچایئے۔

یاد رکھئے! یہ عورت ہی ہے جس کی ذات سے تمام امور خانہ داری کے تقاضے پورے ہوتے ہیں، اور خاندان کا وجود برقرار رہتا ہے۔ اگر اس کے حق میں چند حروف شکر گزاری اور احسان مندی کے زبان سے ادا نہ کئے جائیں تو اس کی حوصلہ شکنی ہزاروں فتنوں اور گھریلو بدمزگیوں بلکہ ذہنی امراض کا سبب بنتی ہے۔ آج اکثر جو گھروں میں افراتفری اور اداسی کا ماحول نظر آرہا ہے، اس میں اس ناشکری، احسان فراموشی اور حوصلہ شکنی کا کس حد تک عنصر شامل حال ہے، آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں۔

فرض کریں کہ آپ کسی محکمہ میں ملازم ہیں اور دیانت داری اور محنت سے کام کرتے ہیں اور آپ کی محنت اور کارکردگی کی کوئی تعریف کرتا ہے اور نہ سیدھے منہ بات کرتا ہے، تو کیا آپ کی حوصلہ شکنی نہ ہوگی؟ اس صورت میں کیا آپ بدستور دیانت داری اور محنت سے کام کرتے رہیں گے۔؟ یقیناً آپ کے لئے ایسا ممکن نہ ہوگا، بلکہ اس ملازمت ہی کو خیر باد کہنے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے لگیں گے۔ اسی تناظر میں آپ ذرا اپنے گھر کی خواتین کو دیکھیں۔ آپ تو اس ملازمت کو آسانی سے خیر باد کہہ کر قطع تعلق کر سکتے ہیں، لیکن آپ کی شریک حیات، یا آپ کی ماں، آپ کی بے رخی اور آپ کے ناشکرے پن سے دل شکستہ ہو کر کیا اسی طرح آسانی سے آپ سے چھٹکارا حاصل کر سکتی ہے، شاید کبھی نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال آپ کی بدسلوکی اور بداخلاقی سے، اس احسان فراموشی اور ناشکری سے ان بے چاریوں کو مایوس ہونے سے کون روک سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ انسان تو کام کی زیادتی سے اتنا نہیں تھکتا جتنا حوصلہ شکنی سے تھکتا ہے۔ اس کا سارا جوش و ولولہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے، اور اس کے تمام اعصاب ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ صنف نازک ہونے کے باعث عورت اس سے زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ تھکان محسوس کرتی ہے بلکہ اعصابی اور ذہنی مریضہ بن جاتی ہے لہٰذا آج سے آپ یہ اصول اپنا لیجئے کہ بیوی کے اچھے کاموں کی ضرور تعریف کریں گے۔ اور اسکی حوصلہ افزائی کرنے کو بھی فراموش نہیں کریں گے۔

اپنی بیوی کی حوصلہ افزائی اور اس کی قدر کیجئے:

ایک شخص نے کہ جو اپنی خانگی زندگی سے مطمئن تھا کسی کے سوال میں کہا کہ بیوی کے کام پر نکتہ چینی اور ناک بھوں چڑھانے سے بدتر اور کوئی شے نہیں۔ میں کبھی بھی اس پر نکتہ چینی نہیں کیا کرتا ہوں۔ مجھے اس کو سراہنے کا خیال بہ نسبت عیب جوئی کے زیادہ رہتا ہے۔ اگر کبھی مجھے بیوی کی کوئی بات پسند آجاتی ہے تو میں دل کھول کر اور خلوص کے ساتھ اسکی حوصلہ افزائی اور تعریف کیا کرتا ہوں۔ اس قسم کے مرد خال خال ہوتے ہیں۔ عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر مرد کو بیوی کی کوئی بات پسند آتی ہے تو وہ خاموش رہتا ہے اور اگر پسند نہ آئی تو حشر برپا کر دیتا ہے۔ اس نکتے کو نہیں بھولنا چاہئے کہ تعریف سننے کی یہ اشتہا ہر مرد اور ہر عورت میں ہر عمر اور ہر آن موجود رہتی ہے۔

اگر ہم غور کریں تو ہم سالہا سال اپنی بیویوں کی اس اشتہا سے بے خبر رہتے ہیں اور بھولے سے بھی ان کی اس ''شخصی بھوک'' کو مٹانے کے لئے اپنے منہ سے تعریف کا ایک کلمہ بھی نہیں نکالتے۔ ہم اپنی بیوی کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑے، قسم قسم کے ڈیزائنوں اور فیشنوں کے زیور، قیمتی سے قیمتی غذائیں اور بہتر سے بہتر موسمی پھل خریدتے ہیں۔ لیکن کبھی بھی ان کی قدردانی کے جذبات کی پرورش کا خیال بھی نہیں کرتے اور ایک بھی ایسا لفظ نہیں نکالتے جو برسوں ان کے کانوں میں گونجتا رہے خواہ ہم خود اسے بھول ہی کیوں نہ جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر دانی اور خوشامد میں جو فرق ہے اسے ہمیشہ قائم رکھنا چاہئے۔ قدر دانی خلوص پر مبنی ہوتی ہے اور دل سے نکل کر بڑے بڑے محیر العقول کارنامے سرانجام دیتی ہے۔ اس کے برعکس خوشامد زبان سے نکلتی ہے اور ہر شخص اس پر نفرت سے نگاہ ڈالتا ہے۔ لہٰذا اگر تمہیں اس بات کا شوق ہے کہ تم عورتوں کے ہاتھوں سکھ پاؤ، تو اسکی ایک آسان سی ترکیب ہے، اور وہ یہ کہ تم خلوص کے ساتھ ان کی قدر دانی اور حوصلہ افزائی کرو۔ اور پھر دیکھو کہ تم انکی نظروں میں کتنی عزت اور وقعت حاصل کرتے ہو۔

حوصلہ افزائی کا چھوٹا سا کلمہ بھی عورت کو خوش کر دیتا ہے:

بیوی اپنی تمام تر ناتجربہ کاری، کم علمی اور کم فہمی کے باوجود یہ خواہش رکھتی ہے کہ گھریلو معاملات کی ادائیگی، خانگی امور کے فیصلوں اور گھر کے رکھ رکھاؤ میں وہ برابر کی شریک ہو۔ اس سے مشورہ کیا جائے اور اس کی رائے قول اور فیصلے کو اہمیت دی جائے یہ کام ایک ہوشیار خاوند کا ہے کہ وہ بیوی سے ہر گھریلو معاملے میں مشورہ کرے اور پھر باتوں باتوں میں اسے اپنے فیصلے یا عندیے سے کچھ اس طرح آگاہ کر دے کہ بیوی اس کی بات بھی مان جائے اور مطمئن بھی ہو جائے کہ وہ اس فیصلے میں برابر کی شریک ہے یاد رکھئے! اگر آپ بیوی سے مشورہ کرتے رہیں، اسکی رائے پوچھتے رہیں اور اس سے مسائل خانگی پر بحث کرتے ہیں تو گھر کی بہت سی الجھنیں حل ہو سکتی ہیں۔ بیوی آپ کی بیرونی فتوحات، کامیابیوں اور کارگزاریوں سے خوش ہوتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی چاہتی ہے کہ وہ گھر کی ننھی سی کائنات میں کوئی کارنامہ انجام دے سکے، کوئی ٹھوس کام کر سکے تاکہ وہ اپنی سہیلیوں سے فخر سے کہہ سکے کہ ''یہ صوفہ سیٹ میری پسند ہے'' اور ''یہ باغیچہ میری ذہنی کارکردگی ہے''۔ جس طرح آپ بیوی بچوں میں بیٹھ کر اپنے کاروبار، ملازمت اور کامیابی و ہوشیاری کی داستانیں فخریہ سنانا پسند کرتے ہیں اسی طرح آپ کی بیوی بھی اپنی چھوٹی چھوٹی ''فتوحات'' کا ذکر آپ سے فخریہ کرنا چاہتی ہے۔ ''میں نے آج بڑا اچھا گوشت منگوایا ہے'' یا ''آپ بھی بچوں کے لئے کپڑے لائے تھے ذرا میری خرید بھی ملاحظہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیجئے''۔ یاد رکھئے! ایسے موقع پر عورت تعریف کی بھوکی ہوتی ہے۔ ایسے برمحل موقع پر تعریف کا چھوٹا سا کلمہ بھی اس کو خوش کر دے گا۔ کسی آدمی کا قول ہے کہ ''انسانی طبیعت کا عمیق (گہرا) ترین اصول یہ ہے کہ ''میری تعریف کی جائے''۔ اگر بیوی کھانے پکانے میں لاپرواہ ہے، تو اس کو سمجھانے کا یہ طریقہ ہرگز درست نہیں کہ آپ اس پر برس پڑیں کہ ''کبھی اس گھر میں ڈھنگ کا کھانا نہیں ملا'' یا ''کبھی تو سالن اچھا بنا لیا کرو''، اس کے بجائے یہ کہنا اچھے نتائج پیدا کر سکتا ہے کہ ''بیگم سالن بڑا مزیدار ہوتا بس بھوننے میں کسر رہ گئی ہے'' یا ''سالن اچھا ہے البتہ اگر مصالحہ ذرا کم ہوتا تو صحت پر برا اثر نہیں پڑتا''، یا ''بیگم! تمہاری صحت کا تقاضا یہ ہے کہ سالن تیز مت بنایا کرو''۔ کسی شخص کا قول ہے کہ مسرت کوئی مجرد چیز نہیں ہوتی یہ حصے دار چاہتی ہے اور دوسروں سے محبت کرتی ہے کیونکہ انہی پر اس کا انحصار ہوتا ہے۔ اس مقولے کا اطلاق جتنا شادی شدہ جوڑوں پر ہوتا ہے اتنا شاید کسی پر نہیں ہوتا۔ یک طرفہ مسرت یا خود غرضانہ مسرت کبھی بھی کامیاب اور پائیدار نہیں ہوتی۔

ذمہ داری نمبر.....۲۱

﴿بیوی کی عادات پر صبر وضبط کرنا سیکھئے﴾

اگر بیوی کے کسی قول یا فعل بدخوئی بداخلاقی سخت مزاجی، زبان درازی وغیرہ شوہر کو کبھی کبھی کچھ اذیت اور تکلیف پہنچ جائے تو شوہر کو چاہیے کہ صبر وتحمل اور برداشت سے کام لے کیونکہ عورتوں کا ٹیڑھا پن ایک فطری چیز ہے فرمان نبوی ﷺ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں سے حسن سلوک کرو، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا اوپر والا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے پس اگر اسے سیدھا کرنا چاہو تو توڑ دو گے اور اگر اپنے حال پر چھوڑ دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھا رہے گا پس عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔ (بحوالہ بخاری شریف)

میاں بیوی کی ازدواجی زندگی کا جب آغاز ہوتا ہے تو بیوی بعض اوقات گھریلو نشیب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفراز کو سمجھ نہیں پاتی اور بیوی کی بعض باتیں مرد کو ناگوار محسوس ہوتی ہیں لیکن جوں جوں وقت گزرتا ہے سمجھدار عورتیں اپنی عادتوں کو خاوند کے مطابق تبدیل کر لیتی ہیں جس سے گھر کا نظام پُرسکون ہو جاتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر مرد کو عورتوں پر مسلسل صبر کرنا چاہیے تا آنکہ اللہ تعالیٰ کوئی بہتر صورتحال پیدا فرما دے۔

بیوی کی بدمزاجی پر صبر:

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے امتیوں میں سے جس شخص نے اپنی بیوی کی بدمزاجی پر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اسے اتنا اجر دے گا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کے صبر کرنے پر دیا تھا اور جس عورت نے اپنے شوہر کی بد اخلاقی اور غصہ پر صبر کیا اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا ثواب فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ کو عطا ہوا ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خود ہی عورتوں کے غصہ اور بد مزاجی پر صبر کرتا ہوں تم بھی مجھ جیسے بن جاؤ۔ (بحوالہ احیاء العلوم)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے مردوں میں سے سب سے افضل وہ مرد ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور اسے دینی نصیحتیں کرتا ہے اور خوف دلاتا ہے، اور عورت سے دکھ اور اذیت ملنے پر صبر کرتا ہے جو شخص عورت کے دکھ پہنچانے پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسے آخرت میں غازی کا مرتبہ ملے گا۔

شوہر کے فرائض میں یہ بات بھی داخل ہے کہ خاوند کو چاہیے کہ اپنی عورت کو گالی نہ دے اور نہ خرافات ولغویات باتیں کرے یہ ایک ناسمجھ اور کم علم انسان کا کام ہے معزز ومہذب انسان کبھی بھی ایسا نہیں کرے گا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت کو گالی دیتا ہے آسمان کے فرشتے اس کو لعنت کرتے ہیں۔ (بحوالہ غنیۃ الطالبین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۲۲

﴿بیوی کو اپنے لئے ایک مخلص دوست سمجھئے﴾

میاں بیوی کے تعلق کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک حیثیت اس تعلق کے نازک ہونے کی ہے، دوسری حیثیت اس کے گہرے ہونے کی ہے۔ اگر اس کے تعلق کی نزاکت کو دیکھا جائے تو شاید اس تعلق سے زیادہ نازک کوئی تعلق نہ ہو۔

پھول کی پنکھڑی اور مکڑی کے جال کی طرح اس میں اتنی نزاکت پائی جاتی ہے کہ برسوں کا تعلق صرف ایک لمحے میں ختم ہو جاتا ہے۔ میاں بیوی میں تھوڑی سی تلخ کلامی ہوئی، جھگڑا ہوا اور شوہر صاحب نے چھوٹتے ہی طلاق کے تینوں فائر کھول دیئے۔ لیجئے قصہ ختم ہوا۔ زندگی بھر کا تعلق ایک لمحہ میں ختم ہو کر رہ گیا، سابقہ سارے ایثار اور جذبات و خدمات پر پانی پھر گیا، اب اپنے فعل پر ندامت، شرمندگی ہو رہی ہے۔

لیکن اب کیا ہو سکتا ہے، بندوق کی گولی نکل جانے کے بعد واپس تو نہیں لوٹائی جا سکتی۔ طلاق کا فائر کر دیا گیا، اب واپس لوٹانا کیسے ممکن ہو؟ اولاد الگ پریشان، بیوی الگ پریشان، شوہر الگ پریشان، اب کیا ہو سکتا ہے؟

یہ تو پہلے سوچنا چاہئے تھا کہ میرے اس فعل کے کیا نتائج نکلیں گے ٹھیک ہے، ممکن ہے آپ نے یہ سوچا ہو کہ اب ہمارے تعلقات بہت پرانے ہو چکے ہیں، شادی کو کئی سال ہو گئے ہیں، اب ہمارے تعلقات بہت مضبوط ہو گئے ہیں، شاید طلاق دینے سے بھی وہ متاثر نہ ہوں گے اور اس خیال نے آپ کو طلاق کے معاملہ میں لاپرواہ بنا دیا ہو۔

لیکن بات یہ نہیں ہے، ٹھیک ہے آپ کے تعلقات اب بہت گہرے ہو چکے ہیں، لیکن اس تعلق کی نزاکت اب بھی باقی ہے، اس لئے کہ طلاق اب بھی وہی اثر کرے گی جو شادی کے بعد ابتدائی سالوں میں کرتی ہے۔ فرق اتنا آیا کہ اگر شادی کے فوراً بعد یہ قصہ آتا تو آپ کی اولاد گھر اجڑنے کی اس پریشانی میں مبتلا نہیں ہوتی، اور اب اولاد بھی اس پریشانی میں آپ کے ساتھ شریک ہے۔ ایک طرف باپ ہے تو دوسری طرف ماں، وہ کسی کو بھی نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ سکتے۔ بقول شخصے۔

؎ دوگونہ عذاب است جان مجنون را

بہر حال! جس طرح سو سال کا بوڑھا کافر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے اس طرح طلاق کا بول منہ سے نکالنے پر بیوی کتنی بھی پرانی ہو، وہ طلاق دینے سے زوجیت سے نکل کر اجنبی بن جائے گی۔

اب دوسری طرف اس تعلق کی گہرائی کو دیکھیں تو اس سے زیادہ گہرائی کسی تعلق میں نظر نہیں آتی۔ آپ کی جتنی خدمت، جس طرح کی خدمت آپ کی بیوی کر سکتی ہے وہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ جتنا وقت گزرتا جائے گا اتنی ہی انسیت بڑھتی چلی جائے گی۔ خدمت کا جذبہ بڑھتا چلا جائے گا، تعلقات میں گہرائی آتی چلی جائے گی۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنے ایک وعظ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ سے ایک ذاکر نے شکایت کی کہ حضرت! اب ذکر میں پہلے جیسی لذت نہیں آتی۔ فرمایا تم نے سنا نہیں کہ پرانی جورو اماں ہو جاتی ہے''

سبحان اللہ! کیا عجیب مثال دی، حاصل جواب کا وہی ہے کہ لذت نفسیاتی ہے جس کا جوش کچھ دنوں رہا کرتا ہے۔ جیسے بیوی کے ساتھ جوش محبت چند روز رہتا ہے۔ اور سال دو سال گزرنے کے بعد وہ پہلا جیسا جوش نہیں رہتا، البتہ انس پہلے سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جس بیوی کے ساتھ صحبت طویلہ رہی ہو اس کی محبت رگ رگ میں سرایت کر جاتی ہے۔ یہی حال ذکر کا ہے کہ زمان طول کے بعد جوش تو کم ہو جاتا ہے، مگر انس بڑھ جاتا ہے۔

پرانی جورو اماں ہو جانے پر ایک حکایت یاد آئی۔ ہندوستان میں ایک کابلی رئیس تھے۔ بڑھاپے میں ان کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو حاکم ضلع ان کی تعزیت کے لئے آیا اور کہا! ''آغا صاحب! ہم کو آپ کی بیوی کے انتقال کا بہت صدمہ ہے۔'' وہ رونے لگا اور کہا! بھائی صاحب! وہ ہماری بیوی نہ تھا، اماں تھا، ہم کو روٹی کھلاتا تھا، بدن دباتا تھا''

واقعی بوڑھے کی بیوی اماں ہو جاتی ہے، کیونکہ کام کے تو دونوں نہیں، بس وہ حال ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینے دینے کے میں خاک
محبت رکھیں پاک

''اب ان کا تعلق نفسیاتی غرض کہ لئے نہیں ہوتا۔ محض پاک محبت ہوتی ہے''۔

ایک وقعہ یاد آیا کہ ایک بڑے میاں نے بڑھاپے میں دوسری شادی کرنے کا ارادہ کیا۔ پہلی بیوی کا انتقال ہو چکا تھا۔ اب ان کی بہو، بیٹوں نے ان کو کوسنا اور برا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ اب بڑے میاں کو شادی کی کیا سوجھ رہی ہے، آرام سے بیٹھے رہیں، خدمت کیلئے اور کام کاج کے لئے ہم موجود ہیں، پھر شادی کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن انہوں نے کسی کی نہیں سنی اور شادی کر لی۔

کچھ عرصے بعد بیمار پڑ گئے دست، قے، الٹیاں شروع ہو گئیں۔ اب دوسرے رشتہ دار تو قریب بھی نہ آتے۔ خدمت تو کیا کرتے۔ ان کی بیوی اس حالت میں بھی ان خدمت کرتی، صفائی کرتی، دوا پلاتی اور ہر طرح سے ان کی تیمارداری کرتی۔ اب بڑے میاں کو کہنے کا موقع مل گیا کہ ''کس وجہ سے تم مجھے شادی کرنے سے روک رہے تھے، تم لوگوں نے اپنا حال دیکھ لیا؟ کسی نے میری تیمارداری اور خدمت نہیں کی۔ خدمت کی تو میری بیوی نے اگر میں تمہارے آسرے پر رہتا تو پڑا سڑتا رہتا اور مر جاتا، کوئی پوچھتا بھی نہیں''

بہر حال! اب دیکھنا یہ ہے کہ بیوی تو آپ کی ہر طرح کی خدمت کرنے کو تیار رہتی ہے۔ افلاس و تنگ دستی، مصیبت و پریشانی اور ضعف و بیماری، ہر حال میں آپ کا ساتھ دیتی ہے۔ لیکن آپ اس کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرتے ہیں اور اس کو کس طرح رکھنا چاہتے ہیں؟ دیکھا یہ جاتا ہے کہ عام طور پر مرد اپنی بیوی کو محکوم بنا کر رکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ نوکروں اور خادموں جیسا رویہ اختیار کرتے ہیں اور دلیل میں یہ آیت پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔

''الرجال قوّمون علیٰ النسآءِ'' (سورۃ النساء۔ آیت:۳۴)

اس آیت مبارکہ کا مطلب تو یقیناً یہ ہے کہ بیوی شوہر کی ماتحت ہے۔ مگر ''ماتحت'' کے کئی درجے ہوتے ہیں۔ بیوی بھی ماتحت ہے، اولاد بھی ماتحت ہے، نوکر اور خادم اور خانساماں بھی ماتحت، ڈرائیور بھی ماتحت، چوکیدار بھی ماتحت۔ ماتحتی میں تو سب داخل ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ سب کو ایک لکڑی سے ہانکا جائے۔ بیوی اگرچہ آپ کی ماتحت ہے لیکن ساتھ ساتھ آپ کی رفیقۂ حیات اور مخلص و بے تکلف دوست ہے۔ تو اس کے ساتھ محض یہ خیال کر کے کہ وہ ''ماتحت'' ہے، نوکروں کا سلوک کرنا شدید غلطی ہے۔ اس طرزِ عمل کا ایک معمولی اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے ایک مخلص رفیق کے شگفتہ جذبات سے محروم رہ جاتا ہے۔

بعض شوقین طبیعت مردوں کا یہ خیال ہے کہ ''گرل فرینڈ'' بیوی کے علاوہ کوئی اور ہونی چاہیئے۔ اس لئے کہ بیوی کا کام تو امور خانہ داری اور بچے پالنا ہے۔ جبکہ گرل فرینڈ تو دل بہلانے، لطف اندوز ہونے، نفسانی خواہشات پوری کرنے اور سیر و تفریح کے مقامات پر ساتھ چلنے کے لئے رکھی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ تمام امور حلال طریقے پر جتنے بہتر انداز میں بیوی انجام دے سکتی ہے، کوئی دوسرا نہیں دے سکتا۔ اس لئے بیوی سے جو لطف اندوزی اور نفسانی خواہشات کی تکمیل جائز کاموں میں ہے، وہ حرام کاموں میں کہاں ہو سکتی ہے؟

لیکن یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب آپ اپنی بیوی کو صرف بیوی ہی نہ سمجھیں، بلکہ ایک بہترین دوست رفیقۂ حیات بھی خیال کریں۔ پھر اس کے ساتھ تعلق بھی ایسا ہی رکھیں جیسے ایک مخلص دوست کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔

اب آپ غور کریں کہ آپ اپنے دوستوں پر ویسا رعب جما سکتے ہیں۔ جیسا نوکروں پر جمایا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسا کر کے تو دیکھیں، سارے دوست آپ کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں گے۔ دوستوں کے ساتھ نوکروں جیسا برتاؤ کوئی عقل مند انسان نہیں کر سکتا۔ پھر حیرت کی بات یہ ہے کہ ایسا برتاؤ آپ اپنے بیوی کے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں، جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی دوست نہیں ہو سکتا۔ تجربہ ہے کہ افلاس و مصیبت میں سب دوست و احباب الگ ہو جاتے ہیں، رشتہ دار بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، مگر بیوی ہر حال میں اپنے شوہر کا ساتھ دیتی ہے۔ اسے شادی کے بعد بیماری میں جیسی راحت بیوی سے پہنچتی ہے، کسی دوست سے تو کیا پہنچتی؟ بسا اوقات اپنی اولاد سے بھی نہیں پہنچتی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بیوی میں ایک قسم کا ناز بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس تعلق کے ساتھ مرد کا اپنی بیوی پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ رعب نہیں ہوسکتا، جو نوکروں پر ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا ایسا رعب جمانا ہی درست نہیں۔

یہ وہ تعلق ہے جس کی بنیاد پر بعض اوقات ازواج مطہراتؓ بھی ناز میں آکر حضور اقدس ﷺ کے ساتھ دوستوں جیسا برتاؤ کرتی تھیں، حالانکہ حضور اقدس ﷺ کے برابر کون ہوسکتا ہے؟ لیکن آپ ﷺ نے ان پر کبھی رعب نہیں ڈالا۔ بلکہ ان کے ساتھ آپ ﷺ کا ایسا برتاؤ تھا کہ جس میں ماتحتی اور دوستی دونوں کے پہلو ملحوظ رہتے تھے۔ ماتحتی کے تعلق کا یہ اثر تھا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن حضور اقدس ﷺ کی کبھی مخالفت نہیں کرتی تھیں۔ آپ ﷺ کا ادب اور تعظیم اس درجہ کرتی تھیں کہ ان کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی عظمت کے برابر کسی کی عظمت نہیں تھی اور دوستی کے تعلق کا یہ اثر تھا کہ بعض اوقات حضرت عائشہؓ آپ ﷺ پر ناز کرتیں مگر آپ ﷺ کو کبھی ناگوار نہ ہوتا تھا۔

جب واقعہ افک پیش آیا اور منافقین نے حضرت صدیقہؓ پر بہتان باندھا تو حضور اقدس ﷺ بہت دل گیر ہوئے، حتیٰ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ سے فرمایا (اس وقت حضرت عائشہؓ اپنے والد کے گھر پر تھیں) ''اے عائشہ! اگر تم بالکل بری ہو، تو حق تعالیٰ تمہاری برأت ظاہر کردیں گے اور اگر واقعی تم سے غلطی ہوئی ہو تو حق تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرلو''۔

حضرت عائشہؓ کو اس بات کا بہت رنج ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس بات کا کیا جواب دوں، اگر میں کہوں کہ میں بالکل بری ہوں اور..... خدا جانتا ہے کہ میں بالکل بری ہوں، تو اس کو آپ لوگوں کے دل قبول نہ کریں گے اور اگر میں کہوں کہ ہاں مجھ سے غلطی ہوئی ہے اور خدا جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں، تو اس بات کو آپ فوراً تسلیم کرلیں گے۔ بس! اس وقت میں وہی بات کہتی ہوں جو حضرت یعقوبؑ نے فرمائی تھی۔

''فصبرٌ جمیل ط واللہ المستعان علیٰ ما تصفون''

(سورۂ یوسف۔ آیت ۱۸)

یہ کہہ کر حضرت عائشہؓ فرطِ غم سے بستر پر لیٹ گئیں اور رونے لگیں۔ اسی وقت حضور اقدس ﷺ پر وحی نازل ہونے کے آثار نمایاں ہوئے اور مکان میں سناٹا چھا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وحی ختم ہوچکی تو پہلی بات جو حضور اقدس ﷺ کے منہ مبارک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نکلی تھی وہ یہ تھی کہ:

''اے عائشہ! خوشخبری سن لو کہ حق تعالیٰ نے تمہاری برأت ظاہر کردی''

پھر آپ نے وہ آیات پڑھ کر سنادیں جو اس وقت نازل ہوئی تھیں۔ اس بات کے سنتے ہی سب کو ایسی خوشی ہوئی کہ سارے گھر میں ہر شخص کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔ حضرت عائشہؓ کی والدہؓ نے فرمایا۔ ''اے عائشہ! اٹھو حضور اقدس ﷺ کا شکریہ ادا کرو''۔ تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا۔

بخدا آپ ﷺ کے پاس اٹھ کر نہ جاؤں گی اور میں اپنے خدا کے سوا کسی کی حمد نہیں کرتی، کیونکہ آپ ﷺ نے تو مجھے آلودہ سمجھ ہی لیا تھا، خدا تعالیٰ نے مجھے بری کیا۔

اب مردوں کو سمجھنا چاہئے کہ حضرت عائشہؓ کی یہ بات کس بناء پر تھی اس کا منشاء وہی ناز تھا جو بیوی کو تعلق، دوستی کی وجہ سے شوہر پر ہوتا ہے اور شریعت نے عورتوں کی اس قسم کی باتوں پر جو وہ ناز میں کہہ ڈالیں کوئی مواخذہ نہیں کیا۔ اگر عورت کو ناز کرنے کا حق نہ ہوتو حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ کو اس بات پر ضرور تنبیہ فرماتے، کیونکہ ظاہر میں تو یہ کلمہ بڑا سخت تھا اور یہ احتمال تو ہو ہی نہیں سکتا کہ حضور اقدس ﷺ احکام شرعیہ میں کسی قسم کی رعایت فرمائیں۔

بیوی کا شوہر سے وہ تعلق جس میں اتنی بڑی بات کو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ نے گوارا کرلیا۔ ورنہ اس بات پر یا تو خود حضور اقدس ﷺ گرفت فرماتے۔ یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آیت نازل ہوجاتی۔ جیسا کہ ایک مرتبہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے حضور اقدس ﷺ سے زیادہ خرچہ مانگا۔ چونکہ زیادہ مانگنا اور دنیاوی وسعت اور فراخی چاہنا حضور ﷺ کے مزاج کے خلاف تھا، اس لئے فوراً آیت نازل ہوئی۔

جس کا ترجمہ ہے'' آپ ﷺ ازواج مطہرات سے فرمادیجئے کہ اگر دنیا چاہتی ہوتو اس صورت میں تم میرے پاس نہیں رہ سکتیں۔ آؤ میں تم کو دنیاوی ساز وسامان دے کر بہتر طور پر رخصت کردوں اور اگر اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ اور آخرت کی طالب ہوتو پھر صبر وشکر کے ساتھ اس تنگی حالت میں گزارا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک کام کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے"

دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو زیادہ خرچ مانگنے سے تو منع فرمایا اور اس ناز کی بات سے منع نہیں فرمایا، معلوم ہوا کہ ناز کرنے میں اتنی برائی نہیں تھی جتنی خرچ مانگنے میں تھی۔ مگر آج کل فہم اور مزاج ایسے خراب ہو گئے ہیں کہ زیادہ خرچ مانگنے کو تو برا نہیں سمجھتے ہیں جو کسی درجہ میں مذموم اور برا بھی ہے اور بیوی کے ناز اور بے تکلفی کو برا سمجھتے ہیں، جو ذرا بھی بری بات نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر بیماری پیدا ہو گئی ہے۔ جس کی بناء پر ہر سیدھی بات الٹی معلوم ہوتی ہے۔ جو چیز ناگوار ہونی چاہئے تھی وہ تو گوارا ہے اور جو گوارا ہونی چاہئے تھی وہ ناگوار ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بیماری سے شفاء عطا فرمائے۔

بعض مرد یہ چاہتے ہیں کہ عورتیں بالکل اس معیار پر مہذب اور شائستہ ہو کر رہیں جس پر ہم چاہتے ہیں۔ اس لئے جب بیوی سے کوئی طبیعت کے خلاف بات ہو جائے تو اس پر سخت سزا دی جاتی ہے۔ حالانکہ عورتوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ ان کی طرف سے خلاف طبع امور کو گوارہ کیا جائے۔ حدیث پاک میں ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے اس لئے پسلی کی طرح اس میں تمہیں ٹیڑھا پن نظر آتا ہے۔ لیکن جس طرح پسلی کو سیدھا کرنا چاہو تو وہ ٹوٹ جائے گی، بالکل اسی طرح عورت کو زبردستی اپنی مرضی کے موافق سیدھا کرنا چاہو تو وہ بھی ٹوٹ جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ پسلی کو حسن ہی ٹیڑھا ہونا ہے۔ اسی طرح عورت کا حسن بھی اسی ٹیڑھے پن میں ہے۔ اس سے نفع اٹھانا ہے تو ٹیڑھے پن کے ساتھ نفع اٹھاتے رہو۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ویسے عورتوں میں یہ بات عیب نہیں کہ وہ تھوڑی سی غیر مہذب اور بے سلیقہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ اکثر غیر مہذب اور بے سلیقہ عورتیں وہی ہوتی ہیں جو سیدھی سادھی ہوتی ہیں اور ایسی سیدھی سادھی عورتیں خاوند کی بہت تابعدار اور جاں نثار ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایسی عورت خود بیمار پڑی ہے تو وہ اپنی بیماری کو بھول کر اپنے شوہر کی خدمت کے لئے کھڑی ہو جاتی ہے۔ اب اپنا آرام اپنی راحت چھوڑ کر ہر وقت اس کی تیمارداری میں مشغول رہتی ہیں۔ یہ بات تو عام ہے کہ عورتیں خود کھانا آخر میں کھاتی ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے مردوں کو کھلاتی ہیں۔ اگر اس وقت اچانک کوئی مہمان آجائے تو اپنا کھانا مہمان کے لئے بھیج دیں گی۔ اگر وہاں سے کچھ بچ کر واپس آگیا تو کھالیا، ورنہ فاقہ کرلیا۔ اگر شوہر آدھی رات کو سفر سے واپس آجائے تو یہ وفا شعار عورت اپنا آرام اور اپنی نیند قربان کر کے اسی وقت اس کے لئے کھانا پکائے گی اور اس کی خدمت میں لگ جائے گی۔

بہر حال! عورت تو اپنا سب کچھ قربان کردے اور مرد اس سے بے نیاز رہے، عورت نے تھوڑی سی زبان چلادی، بس مارنے اور بدلہ لینے پر اتر آئے اس کی دلدادی چھوڑ دی۔ مرد کے لئے یہ طریقہ کسی طرح بھی مناسب نہیں، بلکہ اس کی ہمہ وقت خدمات کے صلے میں ان چیزوں کو برداشت کرنا چاہئے۔

ایسے شوقین مزاج مرد ذرا ایمانداری سے بتائیں کہ کیا یہی طرز عمل وہ اپنے اس دوست کے ساتھ کر سکتے ہیں جسے بیوی بنائے بغیر بیوی کا مرتبہ دے رکھا ہے جبکہ یہ، شرعاً جائز نہیں۔ اس کے ساتھ آپ کا رویہ کیسا ہوگا؟ کیا آپ کبھی اس کو ماریں گے۔ اس پر ڈانٹ ڈپٹ کریں گے؟ ہرگز نہیں اسلئے وہ آپ کی دوست ہے۔ کیا بیوی کا درجہ ''گرل فرینڈ'' سے بھی کم ہے؟ نہیں۔ بیوی کا مقام ''گرل فرینڈ'' سے بہت اونچا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے ساتھ ایسا رویہ رکھا جاتا ہے۔ گرل فرینڈ بنانا تو ویسے بھی ناجائز اور حرام ہے کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے لیکن تعجب ہے اس شخص پر جس کی بیوی موجود ہے اس کو ''گرل فرینڈ'' بنانے کی کیا ضرورت ہے، اس کی بیوی ہی اس کی بہترین گرل فرینڈ بن سکتی ہے۔ جس مقصد کے لئے کسی عورت کو ''گرل فرینڈ'' بنایا جاتا ہے وہ مقصد بیوی بہتر انداز میں حلال طریقے پر پورا کر سکتی، بشرطیکہ آپ اپنی نگاہ کی حفاظت کریں اور اپنی بیوی کو اپنے برابر اپنا دوست اور اپنا ساتھی سمجھیں۔ اس کو محض اپنی ماتحت اور محکومہ اور خادمہ نہ سمجھیں۔

جب آپ اپنی بیوی کو اس کا یہ حق دینے لگیں گے تو یقیناً اس کی محبت و خدمت میں مزید حلاوت پیدا ہوجائے گی اور اگر آپ کو اس سے کوئی شکایت یا رنجش ہوگی بھی تو وہ حسن سلوک کے نتیجہ میں خود بخود زائل ہی ہوجائے گی۔ ذرا اپنی لاپرواہی اور خود ساختہ کے خول سے نکل کر تو دیکھئے، اس تعلق کی لطافت ہے کیا؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے پاس حضور اقدس ﷺ کا بہترین اُسوہ (نمونہ) موجود ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرتے تھے۔ ان سے کس طرح محبت اور شفقت اور دوستانہ انداز میں پیش آتے تھے اور کس طرح ان کی دل بستگی فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ۔

''میں ایک سفر پر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھی، تو پیدل دوڑ میں ہمارا مقابلہ ہوا۔ میں جیت گئی اور آگے نکل گئی۔ اس کے بعد میرا جسم بھاری ہو گیا تو (اس زمانے میں بھی ایک دفعہ) ہمارا دوڑ میں مقابلہ ہوا تو آپ ﷺ جیت گئے اور آگے نکل گئے۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہاری اس جیت کا جواب ہو گیا''

موجودہ تہذیب یافتہ دور میں اپنی بیوی کے ساتھ اس طرح کی دوڑ لگانا باعث شرم سمجھا جاتا ہے۔

لیکن کسی اجنبی کے ساتھ اس طرح کا کھیل چاہے یونہی، دل لگی کے لئے ہو یا پیشہ ورانہ طور پر، روشن خیالی اور تہذیب کے عین مطابق سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے لئے حضور اقدس ﷺ کا اُسوہ باعث فخر ہے چاہے موجودہ تہذیب اس کو غیر مہذب سمجھے۔ ایک روایت میں ہے کہ: ''بعض اوقات جب حضرت عائشہؓ پانی پیتیں تو آپ ﷺ ان کے ہاتھ سے پیالہ لے کر وہیں لب مبارک لگا لیتے جہاں سے انہوں نے پیا تھا''

دوسری روایت میں ہے کہ: ''(بعض اوقات) جب حضرت عائشہؓ ہڈی پر سے گوشت کھاتیں تو آپ ﷺ ان سے ہڈی لے کر وہیں سے منہ لگا کر وہیں سے کھاتے جہاں سے حضرت عائشہؓ نے کھایا تھا''

حضور اقدس ﷺ کے اس محبوبانہ عمل کا ذرا موجودہ تہذیب سے موازنہ تو کیجئے۔ موجودہ تہذیب میں تو دوسرے کے بچے ہوئے پانی کو جھوٹے پانی کا نام دیا جاتا ہے اور اس کے پینے کو پہلے کی بیماری اپنی طرف متعدی ہو جانے کا سبب قرار دیا جاتا ہے اور اس سے نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے (حالانکہ یہ ہندوؤں کا طرزِ عمل ہے ان کے مذہب میں نیچی اور چھوٹی قوم سے چھوت چھات برتا جاتا ہے) یہی آج کی تہذیب کا لازمی حصہ ہے حالانکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس اسلام میں دوسرے کا بچا ہوا پانی اور کھانا اپنے استعمال میں لانا سنتِ رسول ﷺ ہے اور صرف یہی نہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کا بچا ہوا پانی پیا یا بچا ہوا کھانا کھالیا بلکہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار اس طرح کیا کہ حضرت عائشہ نے جس جگہ منہ لگایا، آپ ﷺ نے بھی وہیں اپنے لب مبارک لگائے۔ اسی جگہ سے آپ نے پیا اور جس جگہ سے انہوں نے ہڈی پر سے گوشت کھایا، آپ نے اسی جگہ سے منہ لگا کر گوشت کھایا۔ یہ تو آپ ﷺ کا عمل ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: ''کہ ایمان والے شوہر کو اپنی مؤمنہ بیوی سے نفرت نہیں کرنی چاہئے۔ اگر اس کی کوئی عادت ناپسندیدہ ہوگی، تو دوسری کوئی عادت پسندیدہ بھی ہوگی''

یعنی اگر شوہر کو اپنی بیوی کی عادات و اطوار میں کوئی بات مرضی کے خلاف اور ناپسندیدہ معلوم ہو اور اچھی نہ لگے تو اس کی وجہ سے اس سے نفرت اور بے تعلقی کا رویہ اختیار نہ کرے اور نہ طلاق کے بارے میں سوچے، بلکہ اس میں جو خوبیاں ہوں، ان پر نگاہ کرے اور ان کی قدر و قیمت سمجھے۔ یہ مومن شوہر کی صفتِ ایمان کا تقاضہ اور مؤمنہ بیوی کے ایمان کا حق ہے۔ اس بات کو قرآن کریم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ جس کا ترجمہ ہے کہ۔

''اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزارا کیا کرو اور اگر وہ تم کو ناپسندیدہ ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ ان کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دیں''۔

ایک دوسری حدیث مبارکہ میں ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔ مؤمنین میں کامل ایمان والا شخص وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور جو اپنی بیوی پر سب سے زیادہ مہربان ہو''

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہو، اور میں تمہارے مقابلے میں اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہوں''

ان احادیث میں حضور اقدس ﷺ نے انسان کے اچھے برے ہونے کا معیار ہی بیوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ اس کے سلوک کو قرار دیا ہے۔ لیکن ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک شریعت کے دوسرے احکام سے روگردانی کی تلافی کر دے گا۔ بلکہ یہاں دراصل باعمل مسلمانوں کو تنبیہ مقصود ہے۔

لیکن عام طور ہر ایک شوہر اپنی بیوی کی نظر میں اس وقت اچھا بن سکتا ہے جب وہ گھریلو کاموں میں اس کا ہاتھ بٹائے، اس کے آرام اور راحت کا خیال رکھے۔ گھریلو معاملات میں اس کو ساتھ لے کر چلے اور اس کے مشوروں کو اہمیت دے اور حدودِ شریعت کے اندر رہتے ہوئے اس کو اختیار اور آزادی بھی دے۔ بیوی کے ساتھ اس قسم کا رویہ رکھنے سے کوئی شوہر اپنی بیوی کا غلام نہیں بنے گا، بلکہ اس کا دل موہ لے گا اور اس قسم کا رویہ بیوی کا حق بھی ہے، اس لئے کہ وہ رفیقۂ حیات بن کر تمہارے گھر آئی، وہ تمہاری راز دار ہے، تمہاری مخلص دوست ہے، تمہارے بچوں کی ماں ہے، وہ تمہاری جلوت اور خلوت کی ساتھی ہے، وہ تمہاری عزت ہے، وہ تمہارا لباس ہے، وہ تمہیں گناہوں سے بچانے کا ایک محفوظ قلعہ ہے، وہ تمہارا نصف ایمان ہے، وہ افلاس، تنگ دستی، غربت، بیماری، دکھ درد اور تکلیف میں بھی تمہارا ساتھ دینے والی ہے، وہ تمہارے تمام کمالات اور تمام عیوب سے واقف ہے..... اور تمہارے سکون حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ایمانداری سے بتایئے! جس شخصیت کا آپ کے ساتھ اتنا گہرا تعلق ہو، اس کا اتنا حق نہیں کہ اس کی کوئی بات مانی جائے؟ غور کیجئے! اگر آپ کا کوئی گہرا دوست ہو اور وہ آپ سے کسی کام کے لئے کہے تو کیا آپ اس سے انکار کر دیں گے؟ ہرگز نہیں آپ کو انکار کی جرأت بھی نہ ہوگی، اس لئے کہ آپ کو دوستی کا بھرم رکھنا ہے، اس کو نبھانا ہے، آپ کو دوستی ختم ہو جانے کا ڈر ہوگا۔ جب ایک عام دوست کے ساتھ اس طرح کا رویہ نہیں رکھا جاتا تو بیوی تو سب سے قریبی دوست ہے۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو آخری خطبہ دیا تھا، جس میں آپ ﷺ نے پوری زندگی کا نچوڑ، تمام احکام اور شریعت کا خلاصہ ذکر فرمایا تھا، اس میں بھی عورتوں کے بارے میں خاص حکم ارشاد فرمایا کہ۔ ''اے لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ عقد میں لیا ہے اور اللہ کے کلمہ کے ذریعے سے ان سے فائدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھانا حلال ہوا ہے''

اس حدیث مبارکہ میں واضح طور پر مردوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ انہیں عورتوں کا جو بااختیار سربراہ بنایا ہے اس سربراہی کو اللہ تعالیٰ کے مواخذہ اور محاسبہ سے بے پرواہ ہو کر عورتوں پر استعمال نہ کریں، بلکہ ان معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔

اور یاد رکھو! کہ تمہارے اور تمہاری بیویوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے مقرر کئے ہوئے ضابطہ نکاح کے مطابق وہ تمہاری بیویاں ہیں اور تمہارے لئے حلال ہوئی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں تمہاری ماتحت اور زیر دست بنائی گئی ہیں۔ (یعنی بیوی بن جانے کے بعد انکو اللہ تعالیٰ کی امان اور پناہ حاصل ہے) اگر تم ان کے ساتھ ظلم کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امان کو توڑ دو گے اور اسکے مجرم ہو گے۔

(بحوالہ ماہنامہ البلاغ از حضرت مولانا عبداللہ صاحب مدظلہ)

ذمہ داری نمبر.....۲۳

﴿اپنی بیوی کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ پیش آیئے﴾

کچھ دانشوروں کا کہنا ہے کہ شادی ایک اندھا جوا ہے، جس میں دو زندگیوں کو داؤ پر لگا دیا جاتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں شادی کو ''اندھا جوا'' کہنا مناسب نہیں ہے۔ والدین یا معاشرے کے چند بزرگوں کے مشورے اور انتخاب کے بعد دو زندگیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ منسوب کر دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ کھیل یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا، بلکہ صحیح معنوں میں اصل بازی تو شادی کے بعد ہی شروع ہوتی ہے۔ اور اسکا انجام زن و شوہر کے باہمی تعلق اور اشتراک پر منحصر ہوتا ہے۔ مختلف احساسات اور مختلف خیالات رکھنے والے مرد اور عورت کو شادی کے بندھن میں باندھ کر ایک نئے سفر کا آغاز کیا جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ فریقین ہر ممکن کوشش کے بعد اس سفر کو خوش گوار بنائیں۔ اسی طرح نہ صرف انکی زندگی سنور جائے گی بلکہ ایک خوشگوار و مہذب خاندان اور صحت مند معاشرے کی تشکیل ہو گی۔ ماہرین سماجیات کا ایک بڑا طبقہ ازدواجی زندگی کی خوشحالی کا ضامن صرف عورت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھہراتا ہے۔ لیکن ازدواجی زندگی کی ساری ذمہ داری صرف عورت کے نازک کاندھوں پر ڈال دینا عورت کے ساتھ سراسر ظلم ہوگا۔ اور ایسا سوچنا جانبداری ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بیوی اپنی مرضی کو شوہر کی مرضی پر قربان کرتی رہتی ہے۔ وہ اپنے شوہر کی راہ میں دل و جان نچھاور کرتی رہتی ہے۔ ایثار و خلوص سے شوہر اور سسرال والوں کی خدمت میں لگی رہتی ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی اکثر گھروں میں ایسی خلوص پیکر عورتوں کو شوہر کی طرف سے بہت ہی روکھا پھیکا رویہ ملتا ہے۔ اکثر ان کے خلوص و ایثار کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے یا شوہر ہر بات بات پر بیوی کو جھڑکتا ہے۔ بیوی کے ہر کام میں نقص نکالنا اور اسے حقیر ہستی تصور کر کے اپنا دستِ نگر سمجھنا، دراصل تنگدلی، اور کم ظرفی کی علامت ہے۔ اپنی بیوی کو حقیر اور کمتر وہی مرد سمجھتے ہیں جن میں کوئی اخلاق یا جسمانی نقص ہوتا ہے۔ یا جو بری طرح احساسِ کمتری کا شکار ہوتے ہیں۔ ایسے مردوں کو سوچنا چاہئے کہ بیوی اُن کی شریکِ حیات اور اندھیری راہوں کی ساتھی ہے۔ وہ چاہے کیسی ہی ہو، یعنی ہوسکتا ہے کہ بیوی کی شکل و صورت میں کوئی نقص یا خرابی ہو، لیکن یاد رہے! ہر عورت کا دل موم کی طرح نرم اور شیشے کی طرح شفاف ہوتا ہے۔ بیوی زندگی کے تفکرات میں بھی ایک چارہ گر کی طرح آپ کا ساتھ دے سکتی ہے۔ لیکن افسوس! کچھ مرد اس ترقی یافتہ دور میں بھی اپنی بیوی کے مزاج کو سمجھ نہیں پاتے اور بیوی کی خواہش، مرضی اور تجویز و مشورے کو جھڑکتے اور نظر انداز کرتے رہتے ہیں۔

بعض مرد بیوی اور اس کے کاموں کی طرف سے بے اعتنائی برتنا، مردانگی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر بیوی کی تعریف کی تو سر پر چڑھ جائیں گی۔ بعض مردوں کا خیال ہے کہ غیروں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے میاں بیوی کے درمیان ان چونچلوں کی کیا ضرورت ہے۔

حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ ہر احسان کرنے والا، نفسیاتی طور سے قدردانی کا خواہشمند ہوتا ہے، قدردانی شوق دلانے کا باعث بنتی ہے خصوصاً گھریلو خواتین کو گھر کے ہر روز وہی تھکا دینے والے کام انجام دینے کے سلسلے میں سب سے زیادہ قدردانی کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر فرہاد کا قول ہے کہ: ''ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کو ہمدردی حاصل ہو۔ بچہ بڑے جوش و خروش سے اپنے بزرگوں اور ماں کو چوٹ دکھلاتا ہے یا خود چوٹ لگا لیتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تا کہ اپنی کھوئی ہوئی ہمدردی کو حاصل کرے۔لڑائی اور دنگا فساد میں زخم کھانے والے نوجوان اپنے حادثات کا ذکر اسی وجہ سے کرتے ہیں کہ انہیں دیکھنے اور سننے والوں کی ہمدردی حاصل ہو۔یہی حال عورتوں کا ہے''

ایک پریذیڈنٹ کی بیوی شام کے وقت صرف اس وجہ سے بیمار ہو جاتی تھی کہ اس کا شوہر اسکے ساتھ اظہار ہمدردی کرے اور اسکے پلنگ کے قریب بیٹھ کر اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے سہلایا کرے۔بعض عورتیں صرف اس لئے بیمار پڑ کر یہ مشہور کرتی ہیں کہ ان کے سروں پر جن سوار ہیں تا کہ انہیں اپنے ماں باپ اور عزیز و اقارب کی ہمدردی حاصل ہو۔ایک معالج کا کہنا ہے کہ چند سال ہوئے ایک آفیسر کی سالی نے یہ بات مجھے خط میں لکھی تھی کہ میری بہن بالکل بھلی چنگی ہے۔اس کے بیمار ہونے کا سبب صرف یہ ہے کہ اپنے خاوند کی محبت اور ہمدردی کو بڑھانا چاہتی ہے۔اختناق الرحم کے ایک ماہر معالج کا بیان ہے کہ اس مرض میں متعدد عورتیں جھوٹ موٹ صرف اس لئے مبتلا ہو جاتی ہیں کہ انہیں اڑوس پڑوس کے لوگ اور رشتہ داروں کی ہمدردی حاصل ہو جائے۔ایک مشہور مصنف نے اس سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ قلم بند کیا ہے جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی۔

''ایک عورت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اس کی عمر شادی کرنے کے قابل نہیں رہی تو بیمار پڑ گئی۔تین سال تک وہ بیمار پڑی رہی۔جب اسکی ماں مر گئی اور کوئی اسکی نگہداشت کرنے والا نہ رہا تو وہ خود بخود اٹھ بیٹھی اور چلنے پھرنے لگی''

دنیا کے بہت سے مردوں کو ہی نہیں بلکہ عورتوں کو بھی ہمدردی کی ضرورت ہے۔مصیبتیں اور تکلیفیں اصلی ہوں یا بے خیال، ہمدردی حاصل کرنے کا میلان ہر شخص میں موجود ہے۔اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا بیوی کے ساتھ اچھی طرح نباہ ہو تو اپنی بیوی کے خیالات اور خواہشات کے ساتھ ہمدردی کریں۔اس چیز کی ہر مرد اور ہر عورت کو ضرورت ہے۔اور تمہارے بیوی بچوں کو بھی اس چیز کی حاجت ہے۔

جب تک بیوی سے ہمدردی نہیں ہوگی زندگی پُر لطف نہیں ہوگی:

اللہ کی شان ہے بعض لوگ ایسے ہیں جو بیویوں پر جان دیتے ہیں، ان کے باہمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلقات دیکھ کر لیلیٰ مجنوں کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ کہ ان کی خواہشیں مشترک ہیں وہ رنج و راحت میں یکساں شریک ہیں، ان کی زندگی کا مقصد ایک ہے، اور اس لئے ان میں باہم کبھی شک رنجی پیدا نہیں ہوتی نہ بیوی شوہر کے ساتھ بدسلوکی کرتی ہے نہ شوہر بیوی کے ساتھ۔ ایک کا دل دوسرے کے اشتیاق و محبت سے لبریز رہتا ہے انکی نگاہیں پیار سے بھری رہتی ہیں اور ان کی ہر گفتگو میں انس و الفت کا اثر ہوتا ہے، اس کے برخلاف ایسے لوگ بھی ہیں جو ذرا ذرا سی بات پر بیوی کے نازک دل کو پاش پاش کر دیتے ہیں، ادنیٰ قصور یا غلط فہمی کی بناء پر اس کی چشم نمائی میں تامل نہیں کرتے۔ یہی نہیں بلکہ بدزبانی اور بدکلامی سے بھی کام لیتے ہیں۔ بعض ناعاقبت اندیش مغلوب الغضب اشخاص زدوکوب کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔ گویا کچھ لوگ ہیں جو پھولوں کو سونگھتے ہیں، آنکھوں سے لگاتے ہیں اور حفاظت سے رکھتے ہیں اور کچھ لوگ ہیں جو انہیں پیروں سے کچل ڈالتے ہیں اور تلوؤں سے مسل ڈالتے ہیں، تم ان میں۔ ، کن لوگوں میں ہو؟

خوب یاد رکھو کہ اَ ے ہستی جو گھر بار، ماں باپ اور بھائی بہن سے جدا ہو کر تمہارے دامن سے وابستہ ہوئی ہے جو تمہارے دم کے سوا کوئی سہارا نہیں رکھتی اس قابل نہیں کہ تم اسے ٹھکرا دو۔ وہ تمہاری نسبت کم عمر ہے۔ ناتجربہ کار ہے، گھر کی مجبوریوں اور خانگی امور میں مبتلا ہے، اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو ایک دم خفا نہ ہو جاؤ، سب سے پہلے یہی بات قائم نہ کرو کہ اس نے اگر کوئی بات تمہاری مرضی یا حکم کے خلاف کی ہے تو وہ عمداً تمہاری ناخوشی کی طالب ہے۔ اور دانستہ تمہاری مخالفت کر رہی ہے۔ اگر تمہارے کسی حکم کی تعمیل نہ کی ہو تو سب سے پہلے نیت پر حملہ کرنے کی جگہ بیوی کے لئے مجبوریاں فرض کرو اور سب کو اس طرح سمجھاؤ کہ ایک بیوی کو جب تک شدید مجبوریاں دامن گیر نہ ہوں شوہر کا حکم نہیں ٹال سکتی پھر اطمینان سے معاملہ کی تحقیق کرو، اگر در حقیقت کسی مجبوری کی وجہ سے حکم عدولی کی گئی ہے تو خاموش ہو جاؤ، اور اگر بے پروائی ثابت ہو جائے تو مؤثر الفاظ میں اس کو تنبیہ کرو۔

یاد رکھو کہ جب تم بیوی کی عزت نہیں کرو گے اور اسے مساوانہ درجہ نہیں دو گے اس وقت تک تمہاری زندگی پُر لطف نہیں ہوگی جو عورت اس درجہ حقیر و ذلیل ہے، گالیاں بھی سنتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مار بھی کھاتی ہے کیا اس قابل ہے کہ تمہارے پہلو بہ پہلو بیٹھے، دو بدو گفتگو کرے اور ہر معاملے میں برابر کی شریک ہو۔ میرے خیال میں ایک شریف مرد کی غیرت اسکی مقتضی نہیں ہوسکتی۔ وہ کان جو شوق و محبت کی باتیں سننے کے لئے بنائے گئے ہیں، برا بھلا سننے کے لئے نہیں ہیں۔ اور وہ بدن جو پھولوں کی طرح محفوظ رکھنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے زدوکوب کیلئے نہیں ہے۔ اگر تم سے کوئی پوچھے کہ محبت میں زیادہ طاقت ہے یا نفرت میں، امید میں زیادہ طاقت ہے یا خوف میں تو تم جواب میں یہی کہو گے کہ امید و محبت میں زیادہ طاقت ہے۔ پھر تم اپنے خانگی معاملات میں اس طاقت سے کام کیوں نہیں لیتے۔ میرا خیال ہے کہ کم از کم بیوی کے معاملہ میں بدمزاجی کے بجائے خوش مزاجی، اور دھمکیوں کی نسبت امید افزائی زیادہ کامیاب ہوسکتی ہے۔ جو ہاتھ رفیق زندگی کو دکھ پہنچانے میں احتراز نہ کریں ان کو ہم آغوشی کیلئے بڑھتے ہوئے شرمانا چاہئے، جس وقت کوئی ناعاقبت کم اندیش اور ناخدا ترس بیوی کی ایذا رسانی کیلئے آمادہ ہو اور اس کی بے بسی، کم عمری، مغلوب و مظلوم ہونے سے ناجائز مواقع حاصل کرنا چاہتا ہو تو اپنے دل میں یہ ضرور سوچے کہ یہ ہستی کبھی ناز برادروں کے ہجوم میں تھی جو اس کی حمایت اور حفاظت میں جان کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

عورتوں کو ہمدردی کی ضرورت ہے:

کوئی سادہ سی بات چیت عورت اور مرد کے لئے مختلف واقع ہوسکتی ہے۔ مرد کے لئے گفتگو کسی مسئلے کا تعین کرنے کا کوئی فائدہ اور نقصان کی وضاحت کرنے اور مسئلے کا حل تلاش کرنے کا طریقہ ہے۔ اس لئے وہ عورت کی بات تحمل سے سننے کی بجائے بار بار اس کو کاٹتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے نقطہ کو "سمجھ" جاتی ہے۔ عورت کی خواہش مختلف ہوتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ مرد صرف دلائل اور مشورے نہ دے، توجہ اور ہمدردی سے اسکی بات سنے۔ عورتوں کے لئے گفتگو ایک دوسرے کے جذبوں میں شریک ہونے ان کو بانٹنے کا وسیلہ ہوتی ہے۔ وہ اس وقت تک بولتی رہنا چاہتی ہے جب تک وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس نہ کرے۔

ایک کتاب کے مصنف لکھتے ہیں کہ: میں ایک خاتون کو جانتا ہوں وہ ایک کالج میں پڑھاتی ہیں۔ ان کا گھر شہر کے ایک کونے میں واقع ہے اور کالج دوسرے کونے میں۔ یوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو کالج آنے جانے کے لئے روزانہ طویل راستہ طے کرنا پڑتا ہے۔ موٹر وہ خود چلاتی ہیں۔ ایک دن بارش ہوئی۔ شہر کی سڑکوں پر پانی کھڑا ہو گیا گلیاں کیچڑ سے لت پت ہو گئیں۔ شام کو وہ گھر لوٹیں تو شوہر سے راستے کی مصیبتوں کا ذکر کرنے لگیں۔ ''بہتر تھا تم چکر کاٹ کر نہر کے کنارے کی سڑک کے ذریعے آتیں اس طرح فاصلہ دو چار میل بڑھ جاتا۔ مگر راستہ زیادہ خراب نہیں ہوتا'' شوہر نے ان کی بپتا سن کر جواب دیا۔ خاتون اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں۔ ان کو یہ ترکیب معلوم تھی۔ وہ راستہ جاننے کے لئے نہیں بلکہ ہمدردی کے دو بول سننے کے لئے اپنے بپتا سنا رہی تھیں۔ شوہر نے روکھا سا جواب دے کر ان کے جذبے پر اوس ڈال دی۔ باتوں کے ذریعے آپ کسی خاتون کے دل میں جگہ بنانا چاہیں تو اس کو صرف مسائل کا حل نہ بتاتے جایئے بلکہ۔ اس کی باتیں ہمدردی سے سنئے۔ اسکے جذبوں کو سمجھئے ان کو بانٹئے۔ اکثر اوقات مرد نجی اور جذباتی قسم کے مسائل سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ وہ ان میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے۔ عورتوں کے لئے ایسے ہی مسائل توجہ کا مرکز ہوتے ہیں۔ یہی ان کی گفتگو کا محور ہوتے ہیں۔ عورتوں کو کرداروں سے اور مردوں کو ایکشن سے زیادہ دلچسپی ہوتی ہے۔ دونوں ہی اپنی جگہ درست ہیں۔ ہم ان میں سے ایک کو صحیح اور دوسرے کو غلط قرار نہیں دے سکتے۔

ازدواجی زندگی میں میاں بیوی دونوں کو، خاص طور پر شوہر کو جاننا چاہئے کہ الفاظ کو عموماً اس سے زیادہ منفی انداز میں قبول کیا جاتا ہے جتنا بولنے والے کی نیت ہوتی ہے۔ چنانچہ دبے لفظوں میں کی جانے والی ستائش کو نوٹ نہیں کیا جاتا پھر اسکو غیر جانب دار بیان سمجھا جاتا ہے۔ جب کہ غیر جانب دار بیان کو منفی انداز میں لیا جاتا ہے۔ اس صورتحال کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے۔ اس کو ذہن نشین کر کے بہت سا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مثبت جملے بہت سی غلط فہمیوں سے بچا سکتے ہیں اور ازدواجی مسرتیں بڑھا سکتے ہیں۔

اکثر میاں بیوی، بچوں، پیسوں، رشتہ داروں، ہمسائیوں، گھر کی الجھنوں اور دنیا جہان کے مسئلوں پر باتیں کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایک دوسرے سے اپنے بارے میں باتیں نہیں کرتے۔ یہ روش درست نہیں۔ میاں بیوی کو اپنے بارے میں باتیں کرنے کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت نکالنا چاہیئے۔ اس دوران ان کو کسی اور موضوع کی طرف نہیں نکلنا چاہئے۔ یہاں تک کہ بچوں کو بھی بیچ میں نہیں لانا چاہئے۔ یہ مشکل کام نہیں ہے۔ روزانہ نہ سہی تیسرے چوتھے دن یا ہفتے کے بعد سہی میاں بیوی کو آپس میں باتیں کرنی چاہئیں۔ طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ بیوی بول رہی ہے اور میاں سن رہا ہے۔ پندرہ منٹ بعد میاں بولتا ہے اور بیوی سنتی ہے۔ گفتگو کے یہ لمحے میاں بیوی کے مابین معمول کے عملی مکالمے کا جبر توڑتے ہیں۔ وہ انکو ایک دوسرے کو جاننے بلکہ یوں کہیئے کہ از سر نو ایک دوسرے کو بہتر طور پر جاننے کے مواقع عطا کرتے ہیں۔ ان کی زندگی میں ایک نیا ولولہ بھر دیتے ہیں۔

بیوی سے باتیں کرنا اور اس کو خوش رکھنا بھی اس کا حق ہے:

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو بزرگ کہلاتے ہیں یا کسی بزرگ کے مرید ہیں۔ نماز، روزہ، ذکر و شغل کے پابند ہیں اپنے نزدیک گویا جنت خرید رہے ہیں مگر بیوی کے حقوق سے غافل ہیں۔ یاد رکھو! بیوی کا یہ بھی حق ہے کہ ایک وقت میں اس سے بات چیت کی جائے اور اس کی تکلیف و راحت کی باتیں سنی جائیں۔ اور دلجوئی کی باتوں سے اسکو خوش کیا جائے مگر اس حق سے دیندار و دنیادار سب ہی غافل ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ ان حقوق کو اپنے سمجھتے ہی نہیں بس کھانا کپڑا ہی اپنے ذمہ سمجھ لیا ہے۔

باہمی ہمدردی اور قربانی کا جذبہ:

آج کے مصروف دور میں چاہے عورت ہو یا مرد دونوں اپنا کچھ فارغ وقت اپنی مرضی سے گزارنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ بعض اوقات وہ اپنا وقت اس انداز سے گزارنا چاہتے ہیں جس کے متعلق وہ کسی کو جوابدیدہ نہ ہوں۔ ہم اسی طرح زندگی کی یکسانیت اور بوریت سے وقتی طور پر چھٹکارا چاہتے ہیں۔ عام طور پر شادی کے بعد ایک جوڑا آپس میں ایک دوسرے سے ایڈجسٹ ہونے کی کوشش کرتا ہے اور ایک دوسرے کو خوش رکھنے کے لئے اکثر اپنی خواہشات کو دبانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات آپ کا شریک حیات آپ سے بالکل مختلف ہو تو آپ اسے خوش رکھنے کی کوشش میں مکمل طور پر کنفیوز ہو کر رہ جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پریشانی سے پیچھا چھڑانے کے لئے آپ کو خود کچھ فارغ وقت کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ کچھ گھنٹے جو آپ اپنی مرضی سے گزار سکیں۔ عام طور پر بیویاں اپنے شوہروں سے زیادہ وقت دور رہنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ ان کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کی خواہش رکھتی ہیں۔ چونکہ شوہر اپنا زیادہ تر وقت دفتر یا کام کی جگہ پر گزارتا ہے اس لئے گھر واپسی پر وہ کچھ وقت خود کو دینا چاہتا ہے، مگر بیوی چاہتی ہے کہ وہ یہ وقت اسکی نذر کرے۔ تب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بیچارا شوہر ان چیزوں کے لئے وقت کہاں سے نکالے جو اسے پسند ہیں، مگر بیوی کو ان سے چڑ ہے؟

مثال کے طور پر خالد کو مطالعے کا بہت شوق ہے، ادب میں ماسٹرز کی ڈگری لینے کی وجہ سے وہ کلاسکس کا بے حد شوقین ہے۔ مگر خالد کے ہاتھ میں کتابیں ہوں اس کی بیوی سیما کو شدید چڑ ہے۔ خالد کے ہاتھ میں کتاب دیکھتے ہی اسکی پیشانی پر شکنیں پڑ جاتی ہیں اور وہ اس کے ہاتھ سے کتاب چھین لیتی ہے۔ روزانہ اس پر جھگڑا ہوتا ہے۔ خالد کئی بار اسے سمجھا چکا ہے کہ سارا دن سخت محنت کے بعد وہ کوئی کتاب یا میگزین پڑھ کر سستانا چاہتا ہے اور ہلکی پھلکی کوئی چیز پڑھ کر وہ تازہ دم ہو جاتا ہے۔ مگر سیما اس کی وضاحت نہیں مانتی نہ ہی اسے کچھ پڑھنے کی اجازت دیتی ہے۔ دونوں اس پر گھنٹوں جھگڑتے رہتے ہیں۔ پھر دونوں منہ سوجھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے کام میں لگ جاتے ہیں۔ اس صورتحال کو دس سال بیت گئے، مگر کوئی تبدیلی نہیں۔ اب وہ ایک دوسرے سے نہیں جھگڑتے کیونکہ وہ ایک دوسرے سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔ خالد دیر سے دفتر سے آتا ہے اور اکثر اوقات دفتر سے سیدھا لائبریری میں پہنچ جاتا ہے۔ سیما کہتی ہے ''ہم ایک دوسرے کی دلیلیں سن سن کر تنگ آ چکے ہیں اب ہم میں سے کوئی بات نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی خاموشی توڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ عام طور پر بیوی پر باہر کے کام کا کوئی بوجھ نہیں ہوتا ہر روز وہ اپنے شوہر سے آٹھ دس گھنٹے دور رہتے ہوئے اپنی خوشی سے وقت گزارتی ہے۔ وہ اس دوران جو چاہے کر سکتی ہے۔ اسے مطالعہ کا شوق ہے تو اپنی پسند کی کتاب یا ناول پڑھ سکتی ہے۔ اگر اسے آس پاس کے لوگوں سے ملنے کا شوق ہے تو جتنی دیر چاہے جا کر اپنا دل بہلا سکتی ہے اسے کوئی روک ٹوک نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی۔ اصل پرابلم مردوں کے ساتھ ہوتی ہے جو اپنی روزی کمانے کے لئے دن بھر دفتر یا کارخانوں میں وقت گزارتے ہیں اور گھر واپسی پر ان کی بیویاں یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ اپنا بقیہ وقت انکی نذر کردیں۔ وہ ان سے ہر سیکنڈ کا حساب لیتی ہیں۔ دفتر پانچ بجے بند ہوتا ہے اور اب سات بجے ہیں تو تم اتنا وقت کہاں رہے؟ کیوں وہاں گئے تھے؟ کیا یہ ضروری تھا؟ وغیرہ وغیرہ۔ ایسے سوالات شوہر کو جھنجھلا دیتے ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شوہر شادی کو ایک پابندی یا قید تصور کرنے لگتا ہے۔ بیوی اسے دوست سے زیادہ اپنا دشمن لگنے لگتی ہے اور غیر ضروری دباؤ سے جان چھڑانے کے لئے وہ جھوٹ بولنا شروع کردیتا ہے، مگر کوئی شادی جھوٹ پر آخر کب تک برقرار رہ سکتی ہے؟ ہر فرد دوسرے سے کچھ توقع رکھتا ہے، والدین اولاد سے، بہنیں بھائیوں سے، اور اسی طرح ہر مرد مختلف رشتوں کے ذریعے دوسرے لوگوں سے منسلک ہے اور ہر نسبت اس پر ایک سماجی ذمہ داری عائد کرتی ہے۔ شادی کے فوراً بعد بیوی اپنے شوہر پر مکمل حق چاہتی ہے ہے اور وہ کسی اور کو اس میں شریک نہیں کرنا چاہتی۔ انہی باتوں کی وجہ سے اکثر شوہر اپنی فیملیوں سے کٹ کر رہ جاتے ہیں مگر اندر سے وہ ان سے جڑے رہتے ہیں لہٰذا جونہی موقع ملتا ہے وہ اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے ملنے کے لئے پہنچ جاتے ہیں اور اس موقع پر یہ بیوی کا فرض ہے کہ انہیں اس سے نہ روکے۔

جو بیویاں یہ سمجھتی ہیں کہ اس طرح ان کے شوہر ان سے دور ہو جائیں گے وہ غلطی پر ہوتی ہیں، درحقیقت ضد اور ہٹ دھری ہی رشتوں میں زہر گھول دیتی ہے۔ بیوی کے غلط رویے کی وجہ سے شوہر اس سے نفرت کرنے لگتا ہے اور انکے درمیان فاصلے بڑھنے لگتے ہیں۔ اس لئے ہمارا آپ کو مشورہ یہ ہے کہ شادی کے بعد اپنی شریک حیات سے آپ کی خواہشات نہیں ملتیں تو تھوڑی قربانی دینے کی کوشش کریں۔ یقیناً یہ تھوڑی سی قربانی آپ کی شادی شدہ زندگی کو خوشیوں سے بھر دیگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۲۴

اپنی بیوی کے مزاج کو سمجھئے

''گھر اور بیوی'' ان الفاظ میں سکون اور اطمینان کا ایک لذت انگیز تصور پوشیدہ ہے۔ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور کامیاب بنانے کے لئے فریقین پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خیالات کو سمجھیں اور ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اپنے اعتماد کو بحال رکھیں، کبھی اپنی بات کو نیچا کر کے بیوی کی بات تو مان کر دیکھیں۔آپ نے ایک بار اپنی مرضی پر بیوی کی مرضی کو مقدم رکھا تو یقیناً دوسری مرتبہ وہ خود بخود آپ کی مرضی کو فوقیت دے گی۔اور بیوی کی بات کو مقدم رکھنے میں آپ کو کسی قسم کی کوئی جھجک محسوس نہیں کرنی چاہئے۔''زن مرید'' اور ''بیوی کے غلام'' جیسے خطابات بہت ہی فرسودہ ذہن وخیال کی پیداوار ہیں۔آپ صرف اتنا سوچیں کہ دوسروں کو خوش کر کے ہی سچی خوشی ملتی ہے۔بچوں کی مرضی اور بات کو بھی آپ ہمیشہ مان لیتے ہیں۔اس لئے کہ آپ کو ان بچوں سے بہت زیادہ پیار ہوتا ہے۔تو آپ کیا اپنی شریک حیات کی مرضی اور خواہش کا احترام نہیں کر سکتے؟ کیا اس کے لئے آپ کے دل میں پیار کا کوئی گوشہ نہیں ہے؟ شادی کے موضوع سے متعلق ایک مصنف کے چند الفاظ ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

''اپنی بیوی کے انتخاب میں بڑی احتیاط سے کام لیں۔اس پر آپ کی خوش قسمتی اور بدقسمتی کا انحصار ہے۔اس کی حیثیت بالکل میدان کی سی ہے۔جہاں آدمی ایک مرتبہ ہارنے کے بعد کہیں کا نہیں رہتا۔بیوی کی طبیعت کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کریں۔

بیوی کے مزاج کو نہ سمجھنے کا نقصان:

ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر کے پاس ایک نوجوان آیا جس کی شادی کو دو سال ہوئے تھے۔وہ عصبی تناؤ کا شکار تھا۔اس کا کاروبار برباد ہو رہا تھا، اور وہ گھریلو جھگڑوں کی وجہ سے کاروبار میں صحیح دھیان نہیں دے رہا تھا۔اب اس کی بیوی اس سے بددل ہو گئی تھی۔اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سلوک اور اس کی رفتار میں ایک سرد مہری پائی جاتی تھی، اس کی گرمجوشی باقی نہ رہی تھی۔ وہ پریشان اور غمگین تھا۔ ڈاکٹر نے اسے پوچھا تمہاری بیوی کا پسندیدہ پھول کیا ہے؟ کہا مجھے معلوم نہیں..... نوجوان نے جواب دیا۔ وہ کونسا پھل شوق سے کھاتی ہے؟ کہا اسکی بھی مجھے خبر نہیں..... نوجوان نے کہا اچھا اس کی مرغوب غذا کیا ہے؟ میں نے اس پر بھی غور نہیں کیا۔ اس طرح ڈاکٹر نے اس کی بیوی کے مخصوص شوق پسندیدگی کا خیال معلوم کرنے کے لئے مختلف پسندیدہ کلروں، یا کتابوں، پسندیدہ جگہوں کے متعلق دریافت کیا لیکن سب کا جواب نفی میں ملا۔ یعنی نوجوان کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا، کہ اس کی بیوی کو کس چیز کا شوق تھا، یا وہ کس بات پر خوش ہوتی تھی۔ اب ڈاکٹر نے موضوع بدل دیا اور اسکے کاروبار کے متعلق پوچھا، کاروبار بڑھانے کا طریقہ اس کی حفاظت کا طریقہ، احتیاطی تدابیر اس نے ان کے متعلق صحیح جواب دیا اور ڈاکٹر سمجھ گیا کہ یہ بیوی سے زیادہ کاروبار میں دلچسپی لے رہا ہے، بیوی سے زیادہ کاروبار میں وقت دے رہا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر نے اس آدمی کو عصبی بیماریوں کے علاج میں مندرجہ ذیل مشورہ دیا۔ ڈاکٹر نے کہا "گھر واپس جاؤ اور اپنی بیوی کو وقت دو، اس کے اچھے کام کی تعریف کرو، اور اپنی بیوی سے یہ معلوم کرو کہ اس کا پسندیدہ پھول، پسندیدہ کلر، پسندیدہ پھل، پسندیدہ خوشبو، پسندیدہ کتاب، پسندیدہ تفریح کون کون سی ہیں۔ یہ معلوم کرو وہ اپنے شوہر سے کیا توقع رکھتی ہے؟ اور مرد کے کون سے اوصاف کو پسند کرتی ہے، اس کے بعد کوشش کرو کہ جتنی توجہ تم اپنے کاروبار میں دیتے ہو، کم از کم تیسواں حصہ توجہ اپنی بیوی پر دو، اور اس کو خوش کرو، کیونکہ محبت کرنا ویسے بھی ایک فن ہے، جیسے تم نے اپنے کاروبار کا سیکھا ہے وقت نکالا ہے، اور ایک عرصہ محنت کے بعد کاروبار کرنا سیکھا ہے، اسی طرح سے تھوڑا سا وقت محبت کرنے کے فن کو سیکھنے میں بھی صرف کرو۔ یہ نوجوان اس کے بعد چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد اسی ڈاکٹر کے پاس خوشی خوشی آیا اور کہا ڈاکٹر صاحب، آپ کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے، آپ کی وجہ سے میری زندگی میں خوشیاں آئی ہیں، آپ کے بتائے ہوئے اصولوں پر چل کر آج ہم میاں بیوی ہنسی خوشی ایک دوسرے کا خیال کرتے ہوئے ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھتے ہوئے بہترین زندگی گزار رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ آپ حضرات سے گزارش ہے کہ اگر شوہر اپنی بیوی کے مزاج کو سمجھے اسکے حقوق ادا کرے اور اس کی پسندیدہ باتوں کا خیال رکھے اسکو وقت دے اور دینی مجالس میں شریک کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دنیاوی زندگی جنت کا نمونہ بن جائے گی، اگر اس پر عمل نہ کیا تو ساری زندگی گھریلو جھگڑوں میں گزرے گی اور اس کا اثر بچوں اور کاروبار پر بھی پڑیگا، اور وہ شوہر اللہ کی ناراضگی کو بھی مول لے گا۔ اور بعد میں جب حالات اس کے کنٹرول سے نکل جائیں گے تو سوائے پچھتانے کے کچھ نہیں ملے گا۔ اس لئے خوب عقل ودانائی سے کام لے کر اپنی ازدواجی زندگی کو سہانا بنایئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۲۵

بیوی کے جذبات کا لحاظ رکھئے

جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اسی طرح مردوں کو بھی لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا خیال رکھیں، ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے، اسی طرح عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لیے وبال بن جاتی ہے اس لیے لازم ہے کہ عورت کی سیرت وصورت پر طعنہ نہ مارے اور عورت کے میکہ والوں پر بھی طعنہ زنی اور نکتہ چینی نہ کرے نہ عورت کے ماں باپ اور عزیز واقارب کو عورت کے سامنے بُرا بھلا کہے کیونکہ ان باتوں سے عورت کے دل میں مرد کی طرف سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر دونوں کی زندگی دن رات کی جلن اور گھٹن سے تلخ بلکہ عذاب جان بن جاتی ہے۔ مرد کے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو کیونکہ اگر چہ عورت جبراً وقہراً وہ کام کر دے گی مگر اس کے دل میں ناگواری ضرور پیدا ہو جائے گی، جس سے میاں بیوی کی خوش مزاجی کی زندگی میں کچھ نہ کچھ تلخی ضرور پیدا ہو جائے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

عورت اگر اپنے میکے سے کوئی چیز لا کر یا خود بنا کر پیش کرے تو مرد کو چاہیے کہ اگر چہ وہ بالکل ہی گھٹیا درجے کی ہو مگر اس پر خوشی کا اظہار کرے اور نہایت ہی پر تپاک اور انتہائی پسندیدگی کے ساتھ اس کو قبول کرے اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے سامنے کہہ دے تا کہ عورت کا دل بڑھ جائے اور اس کا حوصلہ بلند ہو۔

عورت کے پیش کیے ہوئے تحفوں کو ہرگز ہرگز کبھی نہ ٹھکرائے نہ ان کو حقیر بتائے نہ ان میں عیب نکالے ورنہ عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کا حوصلہ پست ہو جائے گا۔ یاد رکھو کہ ٹوٹا ہوا شیشہ تو جوڑا جا سکتا ہے مگر ٹوٹا ہوا دل بڑی مشکل سے جُڑتا ہے اور جس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیشہ جُڑ جانے کے بعد بھی اس کا داغ نہیں مٹتا اسی طرح ٹوٹا ہوا دل جُڑ جائے پھر بھی دل میں داغ دھبہ باقی رہ جاتا ہے۔

شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کچیلے گندے کپڑوں میں نہ آئے بلکہ بدن، لباس اور بستر وغیرہ کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے، کیونکہ شوہر جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے اسی طرح عورت بھی یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچیلا نہ رہے، لہٰذا میاں بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ آدمی میلا کچیلا بنا رہے اور اس کے بال الجھے رہیں اس حدیث پر میاں بیوی دونوں کو عمل کرنا چاہئے۔ (بحوالہ میاں بیوی کے حقوق)

بیوی کی پسند کو سامنے رکھ کر خریداری کیجئے:

مزاجوں کو ہم آہنگ کرنے کے لئے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں اپنی اپنی غلطیاں سدھارنے کے لئے سختی سے اپنے آپ کو تیار کریں۔ اگر اپنے اندر کوئی کمی نظر آئے تو اسے فوراً دور کرے۔ مثلاً میاں بیوی میں کوئی ایک صاف ستھرا کپڑا پہننے کا عادی ہے تو دوسرے کو بھی یہ عادت اپنا لینی چاہئے تاکہ دوسرے کو شکایت کا موقع نہ ملے اور اگر ایسا موقع آ ہی جائے تو اس بری بات کے لئے ٹال مٹول یا سستی کرنا ازدواجی زندگی کو سکھی بنانے کے لئے ٹھیک نہیں ہے۔

اس سے آپس میں نفرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ میل چاہے کپڑوں میں ہو یا دل میں کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ عموماً عورت کو زیورات بہت پسند ہوتے ہیں۔ یہ بات الگ ہے کہ کوئی کم زیور پہننا پسند کرتی ہے اور کوئی زیادہ، ایک کو بھاری زیور بھاتے ہیں تو دوسری کو نئے اور ہلکے پسند ہیں۔ اس لئے زیورات کا انتخاب عورت کی مرضی پر چھوڑ دینا چاہئے اور یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ عورت کے ان زیورات پر مرد کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ عموماً پیسے کی تنگی سے مرد جب عورت کے زیورات گروی رکھ دیتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھر جنگ کا اکھاڑا بن جاتا ہے۔ ایسے موقعوں پر مرد کو صرف عورت کی مرضی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عورت کو ضرورت کی شدت سے پوری طرح آگاہ کر کے ان زیورات کو لینا چاہئے اور دونوں کو اپنی مرضی دوسرے پر ٹھونسنے سے باز رہنا چاہئے۔ جہاں لباس، رنگ اور زیورات کے بارے میں عورت کو باہم ایک دوسرے کی خواہشات کی قدر کرنی چاہئے وہاں خوراک کے بارے میں بھی عورت و مرد کو ایک دوسرے کی پسند کا خیال رکھنا چاہئے۔ اس کے لئے مرد کی نسبت عورت ہی زیادہ ذمہ دار ہوتی ہے۔ مرد کا کام تو صرف سامان لانے ہی میں پورا ہو جاتا ہے۔ یہ کام بیوی کا ہے کہ وہ اپنے خاوند کی خوراک کے متعلق اس کی پسند کا پتہ لگائے۔ وہ دیکھے کہ اس کے خاوند کو کیا پسند ہے؟ مصالحہ زیادہ مقدار میں پسند ہے یا کم مقدار میں۔ ہر وقت ایک ہی نوعیت کا کھانا پکانے کے بجائے بدل بدل کر پکایا جائے۔ کیونکہ طبی لحاظ سے بھی ہمیشہ ایک ہی طرح کا کھانا صحت کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے اور نہ ہی دل پسند۔ بہت سے مردوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ کام کی زیادتی یا دوسری وجوہات کے باعث کھانا نہیں مانگتے۔ ایسی حالت میں بیوی کے لئے ضروری ہے کہ جب تک وہ تمام چیزیں جنہیں شوہر پسند کرتا ہے۔ دسترخوان پر سجا نہ لے خاوند کو کھانے کے لئے نہ بلائے۔

بعض خواتین میں ایک بہت بری عادت ہوتی ہے کہ خاوند کے کھانے کے وقت وہ اپنی ضرورتوں اور افراد خانہ کے خلاف اپنی شکایتوں کا رجسٹر کھول کر بیٹھ جاتی ہیں۔ اس طرح مرد کا دل کھانے سے ہٹ کر پریشانیوں میں پھنس جاتا ہے۔ چاہئے تو یہ کہ یہ شکایات یا ضرورتیں مرد کے آرام کے وقت پیش کی جائیں تاکہ مرد خوشگوار موڈ میں ہو اور کام میں مصروف نہ ہو۔ اپنی ضروریات میں صرف ان اشیاء کو شامل کریں جو انتہائی ضروری ہیں۔ اور مرد آسانی سے پوری کر سکتا ہو۔ اور پھر جب وہ چیزیں گھر آ جائیں تو ان میں نقائص نکالنے کے بجائے اللہ پاک کا اور اپنے شوہر کا شکر ادا کیا جائے۔ اگر کوئی چیز پسند نہیں ہے تو اس کے لئے پھر کبھی ذکر کر لیا جائے۔ لیکن اس طرح کہ مرد کو احساس نہ ہو کہ میری لائی ہوئی چیز کی ناقدری کی جا رہی ہے۔ مگر احمق خواتین ایسا نہیں کرتیں فوراً بھڑک اٹھتی ہیں اور نفرت کا اظہار شروع کر دیتی ہیں جس سے گھر کا ماحول باہمی نفرت اور رنجش میں بدل جاتا ہے۔

اسی طرح بعض خواتین خود بازار میں خریداری کرنے جاتی ہیں۔ جن میں کئی چیزیں ایسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہیں جو مرد کی نظر میں بے کار ہوتی ہیں اور ان پر پیسہ ضائع کیا گیا ہوتا ہے تو ایسی صورت میں مرد کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسا تبصرہ یا خیال ظاہر نہ کرے جس سے عورت کے دل پر چوٹ پڑے اور وہ یہ سمجھے کہ اسے بے عقل سمجھا جا رہا ہے۔

مندرجہ بالا باتیں ایسے حقائق کی نشاندہی کرتی ہیں جن پر بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ گو یہ چھوٹی اور معمولی نوعیت کی ہیں تاہم اگر ان پر فوری توجہ نہ دی جائے اور میاں بیوی میں ایسے اختلافات کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری رہے تو یہی چھوٹی چھوٹی غلط فہمیاں بڑے بڑے واقعات جن میں قتل و غارت، طلاق و خلع اور بچوں کی تباہ حالی کی وجہ بن جاتی ہے۔ اور بچوں کی صحیح تربیت اور نشوونما ہونے سے معاشرہ تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مرد اور عورت اپنے مزاج کو ایک دوسرے سے ہم آہنگ کریں جیسے دودھ اور شکر۔ تاکہ پورا گھرانہ مطمئن و مسرور زندگی بسر کرتا رہے اور معاشرتی امن تباہ ہونے سے بچا رہے۔

اپنے شریکِ حیات کی خواہش کا احترام کیجئے:

سیانا مالی پودے مناسب فاصلے پر لگاتا ہے۔ وہ ہر پودے کو اس کی نشوونما کے لئے درکار گنجائش دیتا ہے۔ کیوں کہ اس کو خبر ہوتی ہے کہ ہر پودے کو پھلنے پھولنے کے لئے جگہ چاہئے۔ اس قسم کے فاصلوں کی ضرورت ازدواجی زندگی میں بھی ہوتی ہے چنانچہ میاں بیوی کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کو تنہا ہونے کا موقع دیتے رہا کریں اصل میں ہر انسان کی فطری طور پر خواہش ہوتی ہے کہ اس کے وجود اور وقت کا کوئی نہ کوئی حصہ صرف اس کے لئے مخصوص ہو۔ کوئی دوسرا اس میں شریک ہو نہ اس میں دخل اندازی کرے۔ اس فطری خواہش کا احترام کیجئے اور ایک دوسرے کو اپنے لئے وقت دیتے رہیے۔ جیون ساتھی کو تنہائی کا موقع دینے سے اس کی شخصیت میں گہرائی پیدا ہوگی اور وہ پھلے پھولے گی۔ ظاہر ہے کہ اس سے بالآخر ازدواجی زندگی پر مثبت اثر پڑے گا۔

ایک مرتبہ لوگ چینی آرٹ کی نمائش دیکھ رہے تھے۔ ایک تماشائی یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ بڑے سے کینوس پر ایک مصور نے صرف ایک درخت بنایا ہے۔ درخت کی ایک ہی شاخ ہے اور اس پر ایک چھوٹا سا پرندہ بیٹھا ہے۔ تماشائی کو اس کی وجہ سمجھ میں نہ آ رہی تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔ بیوی نے اس کا مسئلہ حل کر دیا۔ وہ کہنے لگی کہ اگر مصور پورے کینوس پر درخت پھلا دیتا تو پرندے کے اڑنے کے لئے کوئی جگہ نہ رہتی!

پتہ نہیں خود مصور کی اس جواب کے بارے میں کیا رائے ہوتی۔ لیکن اس پرندے کی طرح ہم سب کو پنکھ پھیلانے کے لئے گنجائش درکار ہوتی ہے۔

اس مشورے کا صحیح مطلب سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ آپ سے یہ نہیں کہا جا رہا کہ شریک حیات سے دور رہیے۔ بلکہ صرف یہ بات کہی جا رہی ہے کہ میاں بیوی میں سے دونوں کو کبھی کبھی تنہائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ فطری تقاضا ہے لہٰذا جب آپ کا ساتھی تنہائی چاہے تو ناک بھوں چڑھانے کے بجائے اس کے ساتھ تعاون کیجئے۔

بیوی کی راز داری کو قائم رکھئے:

عورت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر عورت کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے نہ بیان کرے بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے ہی دل میں رکھے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے روز بہت بڑی امانت ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے روز مرتبے کے لحاظ سے وہ آدمی بہت بُرا ہے جو اپنی بیوی کے پاس آئے اور وہ اس کے پاس آئے پھر اس کا راز فاش کرے۔

(بحوالہ مسلم شریف)

اسلام نے میاں بیوی کے باہمی تعلقات کو پردہ داری میں رکھنے کی تعلیم دی ہے اس لیے جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرے تو اس کی کیفیت کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کرے جو شخص اس پردہ کو قائم رکھے وہ بہت اچھا انسان شمار کیا جائے گا اور جو شخص عورت کی اس راز داری کو فاش کرے تو وہ اللہ کی نظر میں بہت بُرا انسان ہے۔ اس لیے خاوند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کی راز داری کو قائم رکھے، کسی کے پوشیدہ عیب کو چھپانے میں بہت درجہ ہے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے کسی کا پوشیدہ عیب دیکھ کر چھپایا یہ ایسا ہے گویا اس نے زندہ درگور لڑکی کو زندہ کیا۔

(بحوالہ ترمذی شریف)

عیب پوشی مردہ کو زندہ کرنے کے مترادف ہے اس لیے شوہر کو بیوی کی اور بیوی کو خاوند کی ہمیشہ عیب پوشی کرنی چاہئے اور عیب کو دور کر لینا اس سے بہتر ہے۔

بیوی کی جائز باتوں میں دلچسپی لیجئے:

شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے بیوی کی جائز باتوں میں دلچسپی لینی چاہئے کیونکہ اپنی بیوی کا گھر میں دل لگانے کے لیے اس سے دل لگی کرنا اور ہنسی مذاق کا رویہ اختیار کر لینا بالکل جائز ہے۔ اگر بیوی کے سامنے کوئی بات چیت نہ کریں گے اور بالکل خاموش رہیں گے تو گھریلو ماحول پر اجنبیت چھائی رہے گی۔ اس طرح گھریلو فضا دلکش اور خوشگوار نہ رہے گی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ سے ہمیں یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ اپنی بیوی کو خوش رکھنے والی باتیں بھی کبھی کبھار کرنی چاہئے یا اس کی کسی عادت پر خود کو خوش کر لینا چاہئے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا حنین سے تشریف لائے ام المؤمنین کے طاقچے پر پردہ پڑا ہوا تھا، ہوا چلی تو اس سے پردہ اٹھ گیا اور حضرت عائشہؓ کی گڑیاں دکھائی دینے لگیں آپ ﷺ نے فرمایا عائشہؓ یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ میری بچیاں ہیں آپ ﷺ نے ان کے درمیان ایک گھوڑا دیکھا جس پر کپڑے کے دو پر تھے فرمایا ہم ان کے درمیان یہ کیا دیکھ رہے ہیں؟ عرض کیا یہ گھوڑا ہے فرمایا یہ اس کے اوپر کیا ہے؟ عرض کیا دو پر ہیں فرمایا گھوڑے کے دو پر ہیں؟ عرض کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر تھے فرماتی ہیں آپ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ میں نے آپ کے اندرونی دانت دیکھے۔

تبوک ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ سے دمشق جانے والی سڑک پر واقع ہے ۹ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں گئے لیکن دشمن کو مقابلے کی ہمت نہ ہوئی اس لیے جنگ کے بغیر واپس تشریف لائے، اس غزوہ سے واپسی پر جب آپ اپنے گھر تشریف لائے تو گھر کے طاقچے پر ایک پردہ پڑا ہوا دیکھا جب ہوا چلی تو اس سے پردہ ہل گیا جس سے حضرت عائشہؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بچپن کے کھلونے نظر آ گئے آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ اے عائشہؓ یہ کیا ہے؟ جواب میں حضرت عائشہؓ نے جو بات کہی آپ اس سے مسکرا پڑے یہ ایک طرح کی دلچسپی تھی۔ علماء کا اس حدیث کے بارے میں یہ قول ہے کہ اس حدیث میں جس بات کا ذکر ہے وہ تصویر کی ممانعت سے پہلے کی بات ہے۔ شوہر کو اگر عطر وغیرہ سے رغبت ہو تو مسنون ہے کہ اپنی عورت کو بھی دے بلکہ اسے لگا دے تو اس کا بہت ثواب ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی خاوند اپنی عورت کو عطر لگا دے تو جب تک اس کے بدن میں خوشبو رہتی ہے سو فرشتے شوہر کے حق میں عبادت لکھتے رہتے ہیں اور اگر عورت اپنی کمائی سے اپنے آپ کو عطر لگائے تو صرف اسی کو ثواب ملتا ہے۔ (بحوالہ مسند احمد)

واضح ہو کہ مزاح و حسن اخلاق اور عورتوں کی خواہشات کے اتباع میں اس حد تک آگے نہ بڑھ جائے کہ اہلیہ کے اخلاق متاثر ہوں اور اس کی عظمت دل سے نکل جائے، یہ حسن معاشرت کے لیے بہت زیادہ مضر ہے بلکہ ان امور میں بھی اعتدال ضروری ہے اس طرح کہ جب بھی کوئی غیر شرعی حرکت دیکھے تو ناراض ہو جائے ورنہ منکرات پر اعانت کا دروازہ کھلے گا، شوہر کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ مرد کو چاہئے کہ عورت کے مقابلے میں ماں باپ کی زیادہ عزت کرے اور ان کی عظمت و وقعت دل میں رکھے۔ بالکل اہلیہ کا غلام نہ بن جائے جس کا شکار آج کل کے اکثر مسلمان ہیں۔ آخرت کی کامیابی اور عذاب الٰہی سے نجات کے لیے غلط حرکت سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دولت اور عورت کے غلام کے لیے سب سے زیادہ ہلاکت ہے۔ (بحوالہ احیاء العلوم)

حضرت حسن بصریؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کا اس قدر مطیع ہو کہ اس کے چشم و ابرو کے اشاروں کا منتظر رہے تو اللہ اسے دوزخ میں اوندھا گرا دیں گے۔

(بحوالہ احیاء العلوم)

یہ وعید بالخصوص ان لوگوں کے لیے ہے جو لوگ عورتوں سے دل لگی میں اپنا تمام وقت ضائع کر دیتے ہیں صبح سے شام اور شام سے صبح ہو جاتی ہے لیکن انہیں آخرت کی تیاری کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے فرصت ہی نہیں ملتی، تمام وقت عورتوں کی غلامی میں گزار دیتے ہیں جیسا کے آج کل کے کچھ گندم نما جوفروش مسلمانوں کا حال ہے ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضرت ابراہیم بن ادہمؒ فرمایا کرتے تھے کہ جولوگ بیویوں کے گھٹنے سے لگ کر بیٹھے رہنے والے ہیں ان سے کسی خیر کی توقع مت رکھو۔ (بحوالہ احیاء العلوم)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ مرد کا تو حق یہ تھا کہ اس کی اتباع کی جائے نہ یہ کہ وہ خود عورت کا تابع بنے، جو عورت کا تابع بنے وہ مرد نہیں بلکہ غلام ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر حاکم مقرر کیا ہے نہ کہ غلام۔ (بحوالہ احیاء العلوم)

ذمہ داری نمبر.....۲۶

﴿بیوی کے رشتہ داروں سے بھی اچھا برتاؤ کیجئے﴾

باہمی منافرت اور شکر رنجی کے جو اسباب ہیں ان میں ایک بڑا سبب یہ ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے عزیز رشتہ داروں کو اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی طرح نہیں سمجھتے، حالانکہ شادی کے بعد میاں بیوی میں جو اتحاد جسمانی و روحانی پیدا ہو جاتا ہے اس کے لحاظ سے انہیں چاہئے کہ ایک دوسرے کے رشتہ داروں کو بالکل اپنے رشتہ داروں کی طرح سمجھیں، مثلاً ایک عورت کی حالت پر غور کرو، کون کہہ سکتا ہے کہ وہ جس نظر سے اپنی ماں کو دیکھتی ہے اسی نظر، اسی محبت سے ساس کے ساتھ بھی پیش آتی ہے، جس تپاک اور جس ہمدردی کے ساتھ اپنی بہن سے ملتی ہے انہی خیالات اور جذبات کے ساتھ اپنی نند کے ساتھ بھی ہوتی ہے جس عزت اور محبت کے ساتھ وہ اپنے بھائی کو خیر مقدم کہتی ہے، اسی عزت اور محبت کیساتھ جیٹھ یا دیور کے ساتھ بھی برتاؤ کرتی ہے، جب ایسا نہیں ہے تو یہ فرق مراتب شوہر اور اس کے رشتہ داروں کو کیونکر ناگوار محسوس نہ ہو۔

بعینہ یہی حالت شوہر کی ہے، اگر وہ اپنے عزیزوں کی طرح بیوی کے عزیزوں کی پاسداری اور غمخواری نہیں کرے گا تو بیوی کو گراں گزرے گا، یہ تو امر واقعہ ہے کہ انسان اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین اور بھائی بہن کے لئے جن مالی و جانی قربانیوں کے لئے آمادہ ہوسکتا ہے وہ بیوی کے بھائی بہن اور والدین کے لئے بوجوہ دشوار ہیں، لیکن جن باتوں میں غیر معمولی رقم صرف نہیں ہوتی اور جن کاموں میں ناقابل برداشت حد تک وقت کی بربادی نہیں ہوتی ان سے دریغ رکھنا اور تپاک و محبت کے اظہار میں کوتاہی کرنا شیوہ مروت کے خلاف نہیں۔ بلکہ دانشمندی سے بعید ہے۔

یہ سب شکایتیں درحقیقت اسی حالت میں پیدا ہوتی ہیں جب میاں بیوی میں باہم کافی اور کما حقہ محبت نہ ہو، اگر شوہر کو بیوی سے محبت ہے تو ان تمام اشیاء اور اشخاص سے وہ محبت کرے گا جو بیوی کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی طرح بیوی کی حالت کو قیاس کرنا چاہئے۔

ہمدردی و محبت کے برتاؤ سے صرف محبت ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ اور بھی سوشل فوائد پہنچتے ہیں، مثلاً تم بیوی کے رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ رکھو گے تو تمہاری اس بات سے وہ ضرور متاثر ہوں گے، اور ان کے دلوں میں بھی گنجائش پیدا ہوگی، جس کے یہ معنی ہیں کہ تمہاری سوشل طاقت میں اضافہ ہوگا، تمہارے ہمدردوں اور کام آنے والوں کی تعداد بڑھے گی اور ایک ایسا فائدہ ہے جس کے سامنے روپے کی طاقت بھی ہیچ ہے۔

ایک بڑی بات یہ ہے کہ رشتہ داروں میں ہر دلعزیزی حاصل ہونے سے میاں بیوی کی محبت میں ترقی ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے مزید گرویدگی پیدا ہوتی ہے، مثلاً تم کو تمہاری بیوی کے ماں باپ، بہن بھائی اور تمام رشتہ داروں کی نگاہ میں تمہاری وقعت زیادہ ہوگی اور وقعت کے ساتھ ساتھ محبت بھی بڑھے گی، یہی حالت بیوی کی ہے اگر تمہاری بیوی کنبہ داری میں ہر دلعزیز ہے، اگر تمہارے ماں باپ بھائی بہن اور عزیز اقرباء اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کے طریق عمل کے ثناخواں ہیں تو غور کرو کہ اس سے تمہارے دل کو کیسی خوشی محسوس ہوگی، تم ایک قابل عزت اور ہر دلعزیز ہستی کو اپنی زوجیت میں دیکھ کر کیسے مسرور ہوگے، اور ظاہر ہے کہ اس طرح کے خیالات تمہارے دل میں بیوی کی محبت اور وقعت کو کس قدر بڑھا دیں گے۔

میاں بیوی کو اپنی ازدواجی زندگی شروع ہونے کے بعد اس کے ہر پہلو پر نظر ڈالنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ ان کا کوئی طریق عمل الفت و محبت سے خالی نہ ہو رشتہ دار اور اعزاء تو بڑی چیز ہیں ان کا احترام ان کے ساتھ اچھا سلوک تو ایک انسان اور شریف الطبع ہونے کے لحاظ سے اس کا فرض ہے، محبت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ زن و شوہر ایک دوسرے کی تمام دلچسپیوں اور تمام سلسلوں کو مشترک سمجھیں اور ان مواقع پر کبھی کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے جانبین کی دل آزاری ہو۔

ماں باپ اور عزیز و اقرباء کو برا کہنے سے بیوی کے شیشہ دل کو ایسی ٹھیس لگتی ہے کہ اگر شوہر اس سے واقف ہو تو کبھی اس طرح بدزبانی کی جرأت نہ کرے، بہر حال اگر ایک کامیاب شوہر بننا چاہتے ہو تو ان باتوں کا خیال رکھو۔

عورت سب کچھ برداشت کر لیتی ہے، لیکن؟

ایک مصنف لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون سے دریافت کیا کہ آیا خاوند کی کوئی بات ایسی بھی ہو سکتی ہے جو بیوی کی برداشت سے باہر ہو اس نے جواب دیا کہ ہاں صرف ایک چیز ایسی ہے جسے عورت برداشت نہیں کر سکتی۔ ورنہ وہ مرد کی ہر ایک زیادتی اور بدزبانی کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔

میں نے کہا ''وہ کون سی ایسی خاص بات ہے؟''

اس خاتون نے جواب دیا کہ میکے کا گلہ۔

یہ بات بالکل صحیح ہے عورت مرد کی سب باتیں برداشت کر لیا کرتی ہے لیکن نہیں کر سکتی تو صرف اپنے بھائی بہنوں اور والدین کا گلہ۔ اس لئے مردوں کو اس طرف خاص طور پر توجہ دینا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ عورت کے بزرگوں اور والدین کا ذکر عزت و احترام سے ہو۔

جو مرد یہ چاہتے ہوں کہ ان کی بیوی کے دل میں ان کی محبت کا جذبہ ترقی کرے تو اپنی ساس اور سسر کی ایسی تعظیم و تکریم کیا کریں جیسی کہ وہ اپنی سگی ماں اور باپ کی کرتے ہیں۔ اس سے ان کی بیوی کا دل اور بھی بڑھے گا اور وہ جان جائے گی کہ تم نے جب مجھے اپنا سمجھا ہے تب ہی تو میرے ماں باپ کی اپنے ماں باپ کی طرح عزت و قدر کرتے ہو۔

میں نے ایک دفعہ ایک معمر مرد کو یہ کہتے سنا تھا کہ لائق ترین شوہر وہ ہے جو اپنی ماں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کو اپنی اپنی جگہ پر راضی وخوش رکھے۔ آج کل بہو اور ساس کے جھگڑے گھر گھر سنے جاتے ہیں جن سے فریقین کی عزت وآبرو کو سخت دھچکا لگتا ہے۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ کبھی تو مرد بیوی کی خوشنودی طبع کی خاطر ماں کو اپنے ننھیال بھیج رہا ہے اور کبھی ماں کی محبت اور دلجوئی کی خاطر اپنی بیوی کی ہڈی پسلی توڑ رہا ہے۔ قابل اور سمجھدار خاوندوں کے گھروں میں ایسی باتیں شاذ ونادر ہی دیکھنے میں آتی ہیں۔ ایک عقلمند مرد اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھتا ہے کہ ماں کا حق باقاعدہ ماں کو ملتا رہے اور اس میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہو۔ کئی مرد بچوں کے سامنے ہی بیویوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگتے ہیں یہ بات درست نہیں ہے۔ اس سے بچوں کے دل میں ماں باپ کی عزت کم ہو جاتی ہے اور بیوی کے دل میں مرد کی محبت کم ہو جاتی ہے۔

ایک کتاب میں لکھا ہے کہ بچوں کے سامنے بیوی کو جھڑکنے کا اثر لڑکیوں پر یہ پڑتا ہے کہ وہ مردوں اور بھائیوں کو ہوا سمجھنے لگتی ہیں اور جب ان کی شادی ہو جاتی ہے تو اپنے شوہروں کی محبت کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھنے لگتی ہیں جس سے بعض اوقات میاں بیوی دونوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے مردوں کو چاہئے کہ وہ بیویوں کے ساتھ نرم اور مخلصانہ برتاؤ کریں تاکہ ان کی ازدواجی زندگی پرسکون رہے۔

بیوی کے رشتہ داروں کا احترام کریں:

اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپ کی خانگی زندگی خوشی خوشی بسر ہو تو اس کا اصول یہ ہے کہ رشتہ داروں کے تعلقات ومعاملات کا پورا پورا احترام کریں۔

ہماری ازدواجی زندگی بعض سماجی اور اقتصادی ضرورتوں کی بنا پر رشتہ داروں کے تعلقات اور ان کے اثر سے بے نیاز نہیں۔ یہ تعلقات چھوٹی چھوٹی باتوں سے بنتے بھی ہیں اور بگڑتے بھی ہیں۔ بعض اوقات ان کے متعلق ذرا سی بے احتیاطی بھی ایسی پیچیدگیاں پیدا کر دیتی ہے کہ ان پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہر اس مرد وعورت کا جسے اپنے ازدواجی زندگی میں امن وسکون کی خواہش ہو فرض ہے کہ وہ اپنے باہمی تعلقات کے علاوہ اپنے اردگرد کے رشتہ داروں کا بھی احترام کرے۔ مثال کے طور پر عورت فطرۃً یہ گوارہ نہیں کر سکتی کہ اس کے منہ پر اس کے والدین کی برائی کی جائے۔ میرے ایک عزیز کی بیوی خود اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان سے اپنے والدین کی شکایتیں کیا کرتی تھی لیکن ایک دفعہ اس کے خاوند نے بھی اس کے والدین پر کوئی نکتہ چینی کی تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اسے بالکل برداشت نہ کرسکی۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے۔ مردوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ عورتیں اس معاملے میں بہت ہی حساس ہوتی ہیں۔

اس عورت کی بدقسمتی میں کیا شک ہوسکتا ہے جو اپنے خاوند اور سسرال کی برائی میکے میں جاکر کرتی ہو یا اپنے خاوند کی کمزوریاں ساس اور نندوں کے سامنے بیان کردیتی ہو اس بری عادت سے پوری طرح اجتناب کرنا چاہئے۔ یہ چھوٹی بڑی چغلیاں اور غیبتیں عورت کے وقار ہی کے لئے ہی نہیں بلکہ اس کی مسرتوں کے لئے بھی مہلک ہیں۔ وہ والدین بڑے عقلمند ہیں جو سسرال کی عیب گیری کے معاملے میں اپنی شادی شدہ لڑکیوں کی قطعاً حوصلہ افزائی نہیں کرتے۔

ہر خاوند اور ہر بیوی کا یہ فرض ہے کہ وہ ایک دوسرے کے رشتہ داروں اور عزیزوں کی پوری پوری عزت کریں۔ عام طور پر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر کسی گھر میں خاوند کے رشتہ دار آجائیں تو بیوی ان کی مہمان نوازی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتی، لیکن اگر بیوی کے رشتہ دار آجائیں تو خاوند ان کی خاطر تواضع میں پوری دلچسپی نہیں لیتا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ خاوند اپنے گھر میں اپنے رشتہ داروں کا زیادہ حق سمجھتا ہے لیکن انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ دونوں طرف کے مہمانوں سے یکساں سلوک کیا جائے۔

اکثر نئے شادی شدہ نوجوان اپنے جذبات پر قابو نہیں پاسکتے۔ وہ اپنے والدین یا بہن بھائیوں کے مقابلے میں اپنی بیوی کی پاسداری زیادہ کریں گے۔ وقت بھی اسی کو زیادہ دیں گے۔ بازار سے کوئی چیز لائیں گے تو وہ بھی بیوی ہی کے ہاتھ میں دیں گے۔ بعض رشتہ داروں اور عزیزوں سے میل جول بھی کم کردیں گے۔ اس نامناسب وتیرے کی انہیں بہر حال سزا ملتی ہے۔ جو شخص ایک بھرے گھر کے اندر سب کو نظر انداز کر کے اپنی دلچسپی کو ایک مخصوص ذات میں سمیٹنے کی کوشش کرتا ہے، اسے تنبیہ کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اردگرد حسد کے کانٹے نہ بوئے۔ بے شمار نوجوان اس احمقانہ غلطی کا خمیازہ اٹھا رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے والدین کی عزت کیجئے:

آپ کی بیوی اپنے بہن بھائیوں کو چھوڑ کر سسرال میں آپ کی وجہ سے آئی ہے۔ آپ اپنی بیوی کی زندگی کے اہم ترین فرد ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس سے یہ توقع کی جائے کہ وہ اپنے والدین، بہن بھائیوں اور دوسرے رشتے داروں سے بہت ہی کم میل ملاقات رکھے۔ جس طرح آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپ کی بیوی آپ کے والدین یعنی اپنی ساس اور سسر کے ساتھ عزت واحترام پر مبنی رویہ اختیار کرے اسی طرح آپ کی بیوی کی بھی یہ خواہش ہوگی کہ اس کا شوہر اس کے والدین کی عزت کرے۔ بیوی کے والدین کی عزت واحترام ایک تو اس لئے ضروری ہے کہ ہماری دینی ومعاشرتی روایات میں بزرگوں کے احترام کی بڑی اہمیت ہے دوسرے اس لئے بھی ضروری ہے کہ آپ کی بیوی کے والدین آپ کو بھی اپنی اولاد کی جگہ سمجھتے ہیں۔ بلکہ بعض گھرانوں میں تو گھر کے مختلف معاملات میں داماد کی رائے کو اپنی اولاد کی رائے پر بھی ترجیح دی جاتی ہے۔ مرد کی جانب سے بیوی کے والدین کے لئے عزت واحترام پر مبنی رویہ عورت کے لئے مسرت واطمینان کا سبب بنتا ہے۔ اس کے دل میں اپنے شوہر کی قدر ومنزلت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی احسن شمار ہوگی کہ آپ اپنے سسرال کے مختلف معاملات کے بارے میں دلچسپی لیں اور جہاں کہیں ضرورت ہو اپنی رائے یا تعاون بھی پیش کریں۔

ذمہ داری نمبر.....۲۷

﴿بیوی پر بلا جواز بدگمان نہ ہوئیے﴾

شوہر پر بیوی سے متعلق یہ حق بھی ہے کہ شوہر بلا جواز اور خوامخواہ بیوی پر بدگمانی نہ کرے۔ آج کل ایسا مشاہدہ عام ہو رہا ہے کہ گھریلو جھگڑوں کی وجوہات میں سے یہ وجہ بھی سامنے آتی ہے کہ شوہر نے بیوی پر کوئی تہمت لگادی یا کسی قسم کی بدگمانی کا اظہار کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو یاد رکھئے کہ بغیر کسی قطعی ثبوت کے بیوی پر بدگمان ہونا اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ ظاہر ہے جب بیوی سے متعلق ذہن آلودہ ہوگا تو سکون کہاں رہے گا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے بیوی سے متعلق خوش گمان رہیں اور اس کے ساتھ نباہ کرنے میں تحمل، بردباری اور عالی ظرفی کی روش اختیار کریں۔ اگر اس میں شکل وصورت یا عادات واخلاق یا سلیقہ اور ہنر کے اعتبار سے کوئی کمزوری بھی ہو تو صبر کے ساتھ برداشت کریں۔ اور اس کی خوبیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے فیاضی، درگزر، ایثار اور مصلحت سے کام لیں۔ ارشاد خداوندی ہے، والصلح خیر۔ اور مصلحت خیر ہی خیر ہے۔ اور دوسری جگہ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ پھر اگر وہ تمہیں (کسی وجہ سے) ناپسند ہوں، تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر خدا نے اس میں (تمہارے لئے) بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔

(سورہ نساء آیت نمبر ۱۹)

یہی مفہوم ایک حدیث میں بھی آیا ہے، چنانچہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مومن اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے۔ اگر بیوی کی کوئی عادت اس کو ناپسند ہو تو ہوسکتا ہے کہ دوسری خصلت اس کو پسند آجائے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر خاتون میں کسی نہ کسی پہلو سے کوئی کمزوری ضرور ہوگی اور اگر شوہر کسی عیب کو دیکھتے ہی اسکی طرف سے نگاہیں پھیر لے اور دل برا کر لے تو پھر کسی خاندان میں گھریلو خوشگواری مل ہی نہ سکے گی۔ حکمت کی روشنی ہے کہ آدمی درگزر سے کام لے اور خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے عورت کے ساتھ خوش دلی سے نباہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس عورت کے واسطے سے مرد کو کچھ بھلائیوں سے نواز دے جن تک مرد کی کوتاہ نظر نہ پہنچ رہی ہو مثلاً عورت میں دین ایمان اور سیرت واخلاق کی کچھ ایسی خوبیاں ہوں جن کے باعث وہ پورے خاندان کے لئے رحمت ثابت ہو یا اس کی ذات سے کوئی ایسی روح سعید وجود میں آئے جو ایک عالم کو فائدہ پہنچائے اور ہستی زندگی تک کیلئے باپ کے حق میں صدقہ جاریہ بنے یا عورت مرد کی اصلاح حال کا ذریعہ بنے اور اسکو جنت سے قریب کرنے میں مددگار ومعاون ثابت ہو۔ بہر حال عورت کے ظاہری عیب کو دیکھ کر بے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبری کے ساتھ ازدواجی تعلقات برباد نہ کر لینے چاہئیں بلکہ حکیمانہ طرز عمل اختیار کر کے دھیرے دھیرے گھر کی مکدر فضاء کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار اور پرسکون بنانے کی کوشش کرتے رہیں۔

عورت کو حق حاصل ہے کہ بلا تصدیق وثبوت خاوند اس پر نہ بدگمانی کا اظہار کرے اور نہ ہی تہمت لگائے، اس سلسلے میں ہمیشہ سمجھ اور احتیاط سے کام لینا چاہیے بعض مرد بڑے شکی مزاج ہوتے ہیں اکثر اوقات بے بنیاد باتوں کی بنا پر اپنی بیوی پر بدگمانی کرنے لگتے ہیں جس سے بیوی کے دل میں نفرت کے جذبات پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت پر بدگمانی کرنے والے کو ایک قوی دلیل کے ذریعے سمجھایا کہ تمہاری عورت نے کوئی غلط کام نہیں کیا۔

آپ ﷺ کے دور میں اسی طرح بدگمانی کا ایک واقعہ پیش آیا تھا جس میں ایک شخص محض ایک مہمل وجہ سے اپنی بیوی سے بدگمان ہو گیا تھا اور پیدا ہونے والے بچے کے باپ ہونے سے انکار کر دیا تھا۔

جس طرح بیوی کے دل میں شوہر کے لئے بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے، اسی طرح بعض شوہر بھی اپنے دل میں بیوی کے لئے بدگمانی رکھتے ہیں، جیسا کہ آنے والے مضامین میں آپ کو اس کا اندازہ ہوگا۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ!.....

ایک دفعہ ایک بدو دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا، میری بیوی سے ایک سیاہ فام لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اور میں نے اس کا باپ ہونے سے انکار کر دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟

دیہاتی نے جواب دیا۔ (ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا (ان کے کیا رنگ ہیں؟)

دیہاتی نے کہا (سرخ)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور اکرم نے پوچھا (کیا ان اونٹوں میں کوئی بھورے رنگ کا بھی ہے؟)

دیہاتی نے جواب دیا (ہاں ہے)

آپ ﷺ نے کہا (ان میں یہ رنگ کہاں سے آیا؟)

دیہاتی نے جواب دیا (ان اونٹوں کے آباؤ اجداد میں ضرور اس رنگ کا کوئی اونٹ ہوگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا شاید بچے کے آباؤ اجداد میں بھی کوئی سیاہ رنگ کا ہو

(بحوالہ بخاری شریف)

اس دلیل سے نبی پاک ﷺ نے دیہاتی کے تکرار کا رد فرمایا:

کہ اس کمزور دلیل اور شک وشبہ کی بنا پر اسے اپنے لڑکے کی ولدیت سے انکار کرنے کی اجازت نہیں ملی کہ لڑکے کا رنگ اس کے اپنے رنگ سے مطابقت نہیں رکھتا۔ غلط قیاس آرائی سے بیوی کے متعلق برے خیالات کو جگہ دینے کی اجازت نہیں ہے۔ بے ہودہ اور بے بنیاد شک وشبہ سے ایک شخص کی بیوی پر تہمت لگانا جس سے اس کی عزت اور حرمت داغدار ہو بہت بڑا جرم ہے۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ بیوی پر بغیر دلیل اور قوی ثبوت کے بدگمانی نہیں کرنی چاہیے اعرابی نے بچے کو کمزور اور کالا دیکھ کر یہ اندازہ لگایا تھا کہ یہ بچہ میرا نہیں اور بیوی پر تہمت کا ارادہ کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوی دلیل کے ذریعے اسے بتایا کہ انکار نہ کرو یہ بچہ تمہارا ہی ہے اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ جب تک قوی دلیلیں نہ پائی جائیں بچے کو حرامی قرار نہ دیا جائے۔

تو معلوم ہوا کہ غلط قیاس آرائی سے بیوی کے متعلق برے خیالات کو جگہ دینے کی اجازت نہیں ہے۔ بے ہودہ اور بے بنیاد شک وشبہ سے بیوی پر تہمت لگانا جس سے اس کی عزت وحرمت داغدار ہو بہت بڑا جرم ہے۔ لہٰذا شوہر کو چاہئے کہ اپنی بیوی پر بلا جواز بدگمان نہ ہو بلکہ حسن ظن سے کام لے۔

ایک روایت ہے: حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ نے فرمایا کہ حضرت عویمر عجلانی عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس کسی کو پا کر قتل کر دے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ اسے قتل کر دیں گے لہٰذا وہ کیا کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اور بیوی کے متعلق حکم نازل ہو گیا ہے، جاؤ اسے لے آؤ حضرت سہل ؓ کا بیان ہے کہ ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا جب دونوں فارغ ہو گئے تو حضرت عویمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں اسے رکھوں تو گویا میں نے اس پر جھوٹ بولا تھا لہٰذا اسے تین طلاقیں دے دیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھتے رہنا اگر لڑکا سیاہ رنگ، بڑی آنکھوں والا موٹے سرینوں والا اور موٹی پنڈلیوں والا ہوا تو میں یہی گمان کروں گا کہ عویمر نے عورت کے متعلق سچ کہا اور اگر وہ بامنی کی طرح سرخ رنگ کا ہوا تو میرے خیال میں عویمر نے عورت پر جھوٹا الزام لگایا، پس وہ بچہ اسی طرح کا پیدا ہوا جو اس کا حلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا جس سے حضرت عویمرؓ کی تصدیق ہو گئی اور بعد میں وہ لڑکا اس کی ماں کی طرف منسوب کیا گیا۔

(بحوالہ مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ بیوی پر جب بھی کسی بُرائی کا الزام لگایا جائے تو اس کا ثبوت تمہارے پاس ہونا چاہئے لہٰذا بدگمانی کی بنا پر تہمت نہیں لگانی چاہیے بدگمانی کے باعث گھر تباہ ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔

اس کے علاوہ مرد کو چاہیے کہ اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہو جائے گا کہ شاید میرے شوہر کا اس عورت سے کوئی سانٹھ گانٹھ ہے یا کم سے کم قلبی لگاؤ ہے اور یہ خیال عورت کے دل کا ایک ایسا کانٹا ہے کہ عورت کو ایک لمحہ کے لیے بھی صبر و قرار نصیب نہیں ہو سکتا، یاد رکھو کہ جس طرح کوئی شوہر یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی کا کسی دوسرے مرد سے ساز باز ہو اسی طرح کوئی عورت بھی ہرگز ہرگز اس بات کی تاب نہیں لا سکتی کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری عورت سے تعلق ہے بلکہ تجربہ شاید ہے کہ اس معاملہ میں عورت کے جذبات مرد کے جذبات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوتے ہیں لہٰذا اس معاملہ میں شوہر کو لازم ہے کہ بہت احتیاط رکھے ورنہ بدگمانیوں کا طوفان میاں بیوی کی خوشگوار زندگی کو تباہ و برباد کر دے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت آیت ملاعنہ نازل ہوئی اس وقت انہوں نے آپ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کہ جس عورت نے زنا کر کے جو اس سے بچہ پیدا ہوا اس کو اپنے خاوند سے منسوب کر دیا وہ عورت اللہ کی رحمت سے محروم اور ایسی عورت کا جنت میں جانا حرام (یعنی ہرگز ایسی عورت جنت میں نہ جائے گی) اسی طرح وہ مرد جو اپنی اولاد کی نسبت سے انکار کر دے اور اپنی عورت پر تہمت باندھے اس کو خدا کا دیدار نصیب نہ ہوگا اور قیامت کے دن خدا تعالیٰ تمام مخلوق کے سامنے اس کو ذلیل ورسوا کرے گا۔

جو شخص اپنی بیوی پر بے وفائی اور زنا کاری کی بے جا تہمت لگاتا ہے آخرت میں بہت سخت سزا کا مستحق ہوگا۔ بچے اور میاں بیوی کی رنگت اور خدوخال میں فرق بے وفائی کی جائز بنیاد نہیں فراہم کرتا۔

کمزور علامتوں سے اپنے لڑکے کو اپنا نہ کہنا اور بیوی پر بدگمانی کرنا جائز نہیں ہے تاوقتیکہ اس کی قوی دلیلیں نہ پائی جائیں۔ مثلاً بیوی سے صحبت تو کی نہیں اور بچہ پیدا ہو گیا۔ اسی طرح شادی کے بعد چھ ماہ سے قبل بچہ پیدا ہو گیا تو اس صورت میں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بچہ حرامی ہے اور تو کہاں سے لائی اور اس وقت یہ بچہ اس کے مال کا وارث بھی نہ ہوگا۔

مردوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اول تو اس نکتے کو مدنظر رکھئے کہ آپ کی بیوی آپ کے شکی پن کے بعد بھی آپ کو چاہتی ہے آپ کی زندگی اور بچوں کو عزیز رکھتی ہے جدائی کے خیال سے اسے وحشت ہوتی ہے، آپ کی زندگی کے افسوسناک حالات کی بنا پر آپ سے دلی طور پر رنجیدہ ہے اگر آپ کو عزیز نہ رکھتی ہوتی تو حسد نہ کرتی وہ نہیں چاہتی کہ اس طرح کے حالات پیدا ہوں مگر کیا کرے۔ اگرچہ آپ کی بیوی نفسیاتی امراض کے ہسپتال میں زیر علاج نہیں ہے لیکن درحقیقت وہ نفسیاتی مریض ہے، اگر یقین نہ ہو تو کسی ماہر نفسیات سے معلوم کر کے دیکھ لیجئے۔ ایک ایسی خاتون سے رحم اور ہمدردی سے پیش آنا چاہئے، نہ کہ اس سے انتقام لینا چاہئے، اس کے حال زار اور پریشان افکار پر رحم کھائیے۔ بیمار سے لڑائی جھگڑا نہیں کیا جاتا، اس کی گستاخیوں اور اس کی ناروا باتوں پر اپنے شدید ردعمل کا اظہار نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیجئے۔لڑائی جھگڑا اور شور وغل نہ کیجئے۔ مار پیٹ اور گالم گلوچ سے کام نہ لیجئے۔ بات چیت بند نہ کر دیجئے۔طلاق اور علیحدگی کی بات نہ کیجئے۔اس طرح کے کسی بھی ردعمل سے ان خاتون کا علاج نہیں ہوسکتا، بلکہ اس میں اور شدت پیدا ہو جائے گی، آپ کی بدمزاجی اور بدسلوکی اس کے شک کو سچ ثابت کرنے کی دلیل ہوگا۔

صحیح طریقہ کار یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے محبت کا اظہار کیجئے، ممکن ہے آپ اس کے شکی پن اور وہم سے تنگ آ گئے ہوں اور اس صورتحال سے آپ پوری طرح اکتا چکے ہوں لیکن اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے آپ کو اس طرح محبت کا اظہار کرنا چاہئے کہ اسے مکمل طور پر یقین آ جائے کہ آپ کا دل مکمل طور پر اس کی محبت سے سرشار ہے اور کسی دوسرے کی اس میں جگہ پانے کی گنجائش ہی نہیں۔

دوسرے یہ کہ آپس میں مفاہمت اور صلح صفائی پیدا کرنے کی کوشش کیجئے، اس سے کوئی بات چھپایئے نہیں اپنے خطوط اسے اطمینان سے پڑھ لینے دیجئے۔کسی مخصوص الماری یا ضروری کاغذات اور اسناد کے بکس کی چابی اپنے پاس نہ رکھئے بلکہ اس کے سپرد کر دیجئے تا کہ اس کا دل چاہے تو اسے کھول کر دیکھ لے۔اگر آپ کی جیبوں کی تلاشی لیتی ہے تو ناراض نہ ہوئیے۔آپ کے تمام اعمال اور حرکات وسکنات کی نگرانی کرتی ہے تو کرنے دیجئے اس قسم کی باتوں پر نہ صرف یہ کہ ناراضگی کا اظہار نہ کیجئے بلکہ اس کو ایک عام بات اور اپنے دل میں صدق وصفائی کو لازماً سمجھئے، روزانہ کے مشاغل کے بعد اگر کوئی کام نہ ہو تو ذرا جلدی گھر آ جایا کیجئے، اور اگر کوئی کام آ پڑے تو پہلے سے اپنی بیوی کو بتا دیجئے کہ فلاں جگہ جاؤں گا اور فلاں وقت لوٹوں گا کوشش کیجئے کہ اس کی خلاف ورزی نہ ہو اور اگر اتفاق سے وعدے کے مطابق مقررہ وقت پر نہ لوٹ سکیں تو صراحت کے ساتھ فوراً اپنی وجہ بیان فرما دیجئے۔

www.KitaboSunnat.com

دھیان رکھئے کہ ان تمام مراحل میں ذرا سا بھی جھوٹ نہ بولئے ورنہ اس کی بدگمانی میں اضافہ ہو جائے گا۔کاموں میں اس سے صلاح ومشورے لیجئے۔اس سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھئے بلکہ اپنے روزمرہ کے کاموں کے متعلق اس سے بات چیت کیجئے۔کبھی بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صداقت وسچائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے۔اس سے کہئے کہ جہاں بھی شک وشبہ ہو بلا جھجک مجھ سے کہے تا کہ اس کے دل میں کوئی گرہ نہ رہ جائے۔

اپنے موجودہ اور گزشتہ فعل پر ذرا سا غور کیجئے:

ممکن ہے کہ جناب عالی ایک پاکیزہ انسان ہوں حتیٰ کہ خیانت کا ارادہ بھی نہ رکھتے ہوں لیکن عورتوں کی بدگمانیاں اکثر بلاسبب نہیں ہوتی ہیں۔یقیناً غفلت میں آپ سے ایسا فعل سرزد ہوگیا کہ جس کا اس کے ذہن پر خراب اثر پڑا ہو اور رفتہ رفتہ بڑھ کر شک بدگمانی کی شکل اختیار کر گیا ہو۔لازم ہے کہ آپ اپنے موجودہ اور گزشتہ فعل پر ذرا سا غور کیجئے اور اپنی بیوی کی بدگمانی کا اصل سبب اور اس کی جڑ تلاش کر کے اس کو دفعہ کرنے کی کوشش کیجئے اگر آپ غیر عورتوں سے ہنسی مزاق کرتے ہیں تو اس عمل کو ترک کر دیجئے، کیا ضرورت ہے کہ دوسری عورتیں تو آپ کو خوش اخلاق اور خوش گفتار سمجھیں، لیکن آپ اپنی بیوی کی رنجش کا سبب بنیں اور آپ کی اپنی زندگی ناخوشگوار ہو جائے۔کیا ضرورت ہے کہ آپ اپنی سکیٹری سے گھل مل کر باتیں کریں، شوخیاں کریں اور آپ کی بیوی کو شک ہو جائے کہ اس سے آپ کے تعلق ہیں بلکہ ایسی صورت میں کیا ضرورت ہے کہ آپ عورت ہی سکیٹری رکھیں، محفلوں میں غیر عورتوں سے گرم جوشی کا اظہار نہ کیجئے۔ان کی طرف زیادہ توجہ نہ دیجئے، اپنی بیوی سے ان کی تعریف نہ کیجئے اگر کسی بیوہ عورت کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنی بیوی کو بتا دیجئے بلکہ اس کار خیر کو اسی کے ہاتھوں انجام دلوایئے تو زیادہ بہتر ہے، یہ نہ کہئے کہ کیا میں قیدی اور غلام ہوں کہ اس قدر مقید ہو کر زندگی گذاروں، جی نہیں نہ آپ اسیر ہیں اور نہ غلام، بلکہ عاقل اور مدبر مرد ہیں اور اپنی بیوی سے تعاون کرتے ہیں اور اس سے وفاداری کے عہد کو نبھاتے ہیں۔

محبت اور وفاداری کا تقاضہ ہے کہ بیوی کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جائے اور تفہم و تدبر سے اس کے شک کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔دانشمندانہ طرز سلوک اور ایثار کے ذریعہ اس بڑے خطرے کو جو آپ کے خاندان کے مقدس مرکز کو درہم برہم کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔دفع کیجئے، اور اس طریقے سے نہ صرف آپ اپنی بیمار بیوی کی بہت بڑی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت انجام دیں گے بلکہ اپنے بچوں کو بھی دربدری اور رنج وغم سے نجات دلا سکیں گے اور خود بھی ذہنی پریشانیوں سے محفوظ رہیں گے، البتہ جو مرد ایسے حساس موقعوں پر ایثار سے کام لیتے ہیں خدا بھی ان کو اجر وثواب عطا فرماتے ہیں۔

رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں: جو مرد اپنی بداخلاق بیوی کا ساتھ نبھاتا ہے خداوند عالم اس کے ہر صبر کے عوض، حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے ثواب کے برابر کا ثواب عطا کرتا ہے۔

شوہر کی شکی عادت طلاق کا سبب بن گئی:

ایک خاتون اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ پانچ سال پہلے میرے شوہر سے میری شادی ہوئی تھی، اس وقت میں بے حد خوش تھی لیکن افسوس کے یہ خوشی دائمی نہ تھی، میرا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے کچھ دنوں سے میرا شوہر شکی ہو گیا ہے اور ہر ایک کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھنے لگا ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری زندگی تلخ ہو گئی ہے مجھے کسی سے ملنے جلنے نہیں دیتا، حد تو یہ ہے کہ جب گھر سے باہر جاتا ہے تو باہر سے دروازے میں تالا لگا کر جاتا ہے۔ تاکہ جب تک وہ لوٹ کر نہ آئے میں اور بچے گھر کے قفس میں قید رہیں۔ حتیٰ کہ مجھے اتنی بھی آزادی حاصل نہیں ہے کہ کبھی اپنے ماں باپ سے ملنے جلنے چلی جایا کروں۔ میرے خاندان والے بھی میرے شوہر کی اس عادت کے سبب مجھ سے ملنے نہیں آتے۔ اب میرا دل غم سے پھٹا جا رہا ہے ایک طرف اپنے بچوں کے مستقبل کا خیال آتا دوسری طرف اب اس صورت میں جینا دوبھر ہو گیا۔ میں عدالت سے طلاق حاصل کرنے آئی ہوں۔

افسوس ہے کہ اس قسم کے مردوں کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے جو بے جا شک وشبہ یا غلط عادتوں کے سبب اپنی بیویوں پر اس قدر سختی کرتے ہیں کہ ان بے چاریوں کی جان پر بن جاتی ہے اور باوجود اس کے وہ اپنے شوہروں سے محبت کرتی ہیں، ناچار علیحدہ ہونے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ آخر یہ کون سی مردانگی ہے کہ اپنی طاقت اور قدرت اور مردانگی کا مظاہرہ کرنے کے لئے بے گناہ بیوی پر ظلم وستم ڈھائے جائیں۔ حتیٰ کہ اس کو اپنے ماں باپ اور اپنے رشتہ داروں سے بھی ملنے کا حق بھی حاصل نہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوہر کا اپنی بیوی پر بدگمانی کرنے عبرت انگیز واقعہ:

ایک بہن اپنے بھائی کے بارے میں لکھتی ہیں جو کہ اپنی بیوی پر بلاوجہ بدگمان ہونے لگ گیا تھا اور پھر اس کا نتیجہ بڑا عبرت انگیز نکلا وہ خاتون لکھتی ہیں کہ: میرے بھیا کی شادی ہوئے آٹھ برس گزر چکے ہیں۔

آج سے تقریباً چھ ماہ قبل وہ بھابھی کے متعلق عجیب وغریب باتیں کرنے لگے۔اس سے پہلے بھی کسی مرد کا نام لیکر چھیڑا کرتے تھے لیکن وہ سمجھتی رہیں کہ وہ مزاق کررہے ہیں ۔پھر بھیا نے باقاعدہ مطالبہ شروع کردیا کہ بھابھی انہیں اپنے مرد دوستوں کی باتیں سنائیں۔حالانکہ بھابھی نے جس ماحول میں پرورش پائی ہے وہاں ان باتوں کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔بھیا کہتے ہیں کہ بھابھی کے دوستوں میں ان کے وہ دوست بھی شامل ہیں جو کہ خود بھیا کے دوست ہیں لیکن وہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ شادی سے پہلے بھابھی کی واقفیت ان کے دوستوں سے کس طرح ہوسکتی ہے۔ان کے دل میں شک ہے کہ بھابھی کے پاس جو شخص بھی آتا ہے وہی کسی کا پیغام لیکر آتا ہے یا خود بھابھی سے ملنے آتا ہے۔وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بھابھی کے پاس پستول ہے جس سے وہ انہیں قتل کرنا چاہتی ہیں۔حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ ان کے پاس ایسا کوئی ہتھیار نہیں ہے۔شروع میں تو یہ باتیں بھابھی اور بھیا کے درمیان درپردہ ہوتی رہیں اور کسی کو پتہ بھی نہ چلا مگر ایک روز بھیا ہمارے پاس آئے اور پھر سب لوگوں کو جمع کر کے اپنے شکوک کا اظہار کرنے لگے۔انہوں نے کہا کہ بھابھی کی والدہ بھی اس سازش میں ملوث ہیں۔دونوں مل کر آدمیوں سے ملتے ہیں اور یہ کہ نوزائیدہ بچہ میرا نہیں۔

وہ اکثر کام ختم ہونے سے پہلے گھر آجاتے ہیں اور سخت گھبرائے ہوئے ہوتے ہیں اور آتے ہی بستر پر لیٹ جاتے ہیں۔دل میں درد شروع ہونے لگتا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے اور عجیب بے بسی کے عالم میں بھابھی سے کہتے ہیں کہ فقط ان کی ایک ہی حسرت ہے کہ وہ ان باتوں کا خود ہی اعتراف کرلے اور انہیں وہ سب کچھ بتادے جسے تمام لوگ جانتے ہیں اور جو ان سے ہی چھپایا جاتا ہے۔آخر ایک روز بھابھی نے یہ سوچ کر کہ حالت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ خراب نہ ہو جائے اور شاید یہ بتانے سے انہیں سکون مل جائے اپنے پاس سے ایک من گھڑت قصہ سنا دیا اور کہا کہ وہ سچے ہیں لیکن بھیا کا اصرار بڑھتا چلا گیا کہ ساری باتیں کھل کر بتاؤ بھابھی حیران ہوئیں کہ آخر وہ کتنی باتیں اپنے پاس سے گھڑ سکتی ہے۔ پریشان ہو کر سخت رویہ اختیار کرنا پڑا تو بھیا کی طبیعت بگڑ گئی۔ بھابھی کے رونے کا بھی ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اس طرح کی اوٹ پٹانگ باتوں کے بعد وہ بھابھی کو منانے لگتے ہیں اور معافیاں مانگتے ہیں اور آئندہ اس قسم کی باتوں کے نہ کرنے کا وعدہ کر کے بھابھی کو بظاہر خوش وخرم دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن زیادہ عرصہ گزر نہیں پاتا کہ وہی ڈھاک کے تین پات۔

جب سے سب کے سامنے الزام تراشی کی ہے بھابھی کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ جس کمرے میں وہ ہوں وہاں جانے سے ڈر لگتا ہے، مبادا بھابھی ان پر اپنے دوستوں سے مل کر حملہ نہ کر دیں۔ ہم انہیں دماغی امراض کے شفاخانے لے گئے تھے۔ جہاں انہیں بجلی کے جھٹکے دیئے گئے۔ اس سے کچھ وقتی افاقہ ہوا اور وہ اپنی روش چھوڑ گئے۔ لیکن اب پھر وہی پہلی سی حالت ہے بھابھی سے پھر انہوں نے علیحدگی میں باتیں کرنی شروع کر دی ہیں اور وہ خود کہتے ہیں کہ آؤ میں تمہیں تمہارے دوستوں سے ملا لاؤں۔

سابقہ ہسٹری یہ ہے کہ شادی کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد بھیا کو بہت شدید ٹائیفائیڈ ہوا تھا بخار تو اتر گیا، لیکن وہ ابا جان کے سامنے بیہودہ باتیں کرنے لگے۔ ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ ابا جان دوسرے بچوں کے مقابلے میں ان سے اچھا سلوک نہیں کرتے، حالانکہ ابا کا برتاؤ سب سے یکساں ہے اور وہ کسی سے بھی امتیازی سلوک نہیں کرتے۔ بھابھی نے انہیں ہمیشہ سمجھانے کی کوشش کی لیکن ان کے نقطہ نظر میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ الٹا کہنے لگے کہ وہی انہیں ہمارے خلاف اکساتی کرتی تھیں۔ یہ سب غلط ہے بھابھی کا سلوک ہمارے ساتھ حد سے اچھا ہے۔ انہوں نے ہمیشہ ہم کو خوش رکھنے کی کوشش کی ہے۔

بخار کے تھوڑے دنوں بعد بھیا پر ایک مقدمہ بن گیا۔ کاروباری سلسلے میں ان کی واقفیت ایک ایسے شخص سے ہوگئی جو ہمارے شہر کا تھا، لیکن باہر تھا، لیکن جب وہ آیا تو بھیا کو ایک مرتبہ ملا، کچھ عرصے کے بعد اس نے ثابت کر دیا کہ وہ کسی شریف آدمی سے دوستی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابل نہیں۔اس نے اپنے محلے کی ایک لڑکی کو اغوا کرلیا تھا۔بھیا نے اس سے تعلق منقطع کر لئے تھے،اور کاروبار بھی ختم کرلیا تھا،لیکن انھیں اس کا ساتھ دینے پر پولیس نے گرفتار کرلیا اور تقریبا ایک ہفتہ تک جیل میں رکھا،بعدازاں اس لڑکی کے بیان پر کہ وہ بے قصور ہے رہا کردیا۔اس حادثے سے وہ شدید خوفزدہ ہوئے،رات کو سوتے میں گھبرا کر اٹھ بیٹھتے اور ساری رات آنکھوں ہی آنکھوں میں کاٹ دیتے۔

مہینے میں دو تین بار ان پر خاموشی کا دورہ پڑنے لگا۔ان دنوں بھابھی کے پوچھنے پر بھی بھیا خاموشی کی وجہ نہ بتاتے۔دو تین دن بعد خود ہی ٹھیک ہو جاتے اور خوش باش نظر آنے لگتے۔سوچنے کی اس قدر عادت تھی کہ ذرا سی بات بھی ان کی مرضی کے خلاف ہو جاتی تو پہروں سوچ میں گم رہتے۔

آخر یہ راتوں کا جاگنا اور سوچ کی زیادتی رنگ لائی،ان کی نیندیں اچاٹ ہوگئیں،وہ تمام رات سگریٹ پینے،سوچنے اور ٹہلنے میں لگا دیتے۔راتوں کو اٹھ اٹھ کر گھر سے بھاگتے اور کہتے کہ گھر سے باہر جانا چاہتا ہوں۔آخر انہوں نے ایک رات اسی سوچ میں بھابھی پر تہمت لگائی اور کہنے لگے کہ دوست مجھے راستے میں روک کر یہ پوچھتے ہیں کہ (سناؤ بھابھی کا کیا حال ہے؟

بھابھی کے متعلق انکا وہم سراسر بے بنیاد ہے۔اگر دنیا میں پاکیزگی اور عصمت کوئی شے ہے تو بھابھی اس کا مجسمہ ہے۔وہ بہت مضبوط اور عظیم کردار کی مالک ہے۔مجھے یقین ہے کہ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد انکی زندگی میں بھیا کے سوا کوئی اور مرد نہیں آیا۔وہ بالکل بے گناہ ہے۔

آپ نے دیکھا ایک مرد کے شکی پن کی عادت کی وجہ سے گھر میں جھگڑے شروع ہو گئے،حتیٰ کہ شوہر نفسیاتی مریض بن گئے،اس ازدواجی زندگی میں بیوی بھی خیال رکھے کہ اپنے آپ کو سسرال میں اور اپنے ماں باپ کے ہاں پردے کا اہتمام کرے،اور خاندان میں غیر مردوں اور بازار سے سودا سلف لاتے وقت غیر مردوں سے ہنس کر بات نہ کرے،حتیٰ کے شوہر کے دوست اگر شوہر کا پوچھنے بھی آئے تو ان سے ہنس کر اور اپنی آواز کو پرکشش بنا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات نہ کرے اس سے بڑے فتنہ وفساد ازدواجی زندگی میں پھیل جاتے ہیں۔اور شوہر کے دل سے بیوی کی اہمیت نکل جاتی ہے۔ بلکہ اسلام بھی یہی حکم دیتا ہے کہ اگر کسی غیر مرد سے واسطہ بھی پڑ جائے تو عورت سختی سے پیش آئے۔

باہمی جھگڑوں سے بچنے کی کوشش کیجئے:

اسلام نے میاں بیوی کے درمیان الفت ومحبت اور رشتہ ازدواج کو باقی رکھنے کیلئے بڑا حکیمانہ انداز اختیار کیا ہے۔اور پوری کوشش کی ہے کہ میاں بیوی کے درمیان تفریق پیدا نہ ہو،حسب خواہش رفیقہ حیات سے دل نہ ملنے پر اگر دل پر کسی طرح کا تکدر ہے تو اسکے لئے بڑے دلنشین انداز میں فہمائش کرتے ہوئے قرآن ارشاد فرماتا ہے۔

(ترجمہ) اوران سے اچھا برتاؤ کرو (کھلانے پلانے اور زوجیت کے امور میں) پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں (بدخلقی یا صورت ناپسند ہونیکی وجہ سے تو صبر کرو اور جدائی مت چاہو) قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔

جس طرح ایک قابل ڈاکٹر کڑوی سے کڑوی دوا کو بھی شربت کی آمیزش سے شیریں بنا کر دیتا ہے،اسی طرح سمجھدار شوہر اپنی بیویوں کی اصلاح کیلئے وہ طریقے اختیار کرتے ہیں جو کوئی ناگواری پیدا ہوئے بغیر اپنا پورا کام کر جاتے ہیں۔وہ انکی خطاؤں کو اس طرح جتاتے ہیں کہ بیویوں کو ذرہ برابر بھی ناگواری پیدا نہیں ہوتی۔وہ ان سے سخت سے سخت خدمت اسقدر محبت بھرے انداز میں لیتے ہیں کہ وہ محبت کے جذبہ میں سرشار ہو کر بغیر کسی احساس کے کر گزرتی ہیں،وہ خاندانی ناگواریوں کا انتقام کبھی اپنی بیویوں سے نہیں لیتے ،بلکہ مؤثر طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

اخلاقی کمالات رکھنے والے شوہر :

مگر یہ سب کچھ وہی شوہر کر سکتے ہیں جو اخلاقی کمالات رکھتے ہوں اور عورتوں کی فطرت سے اچھی طرح واقف ہوں اور اچھی طرح سمجھتے ہوں کہ عورت کیا چاہتی ہے، عورت درحقیقت ایک ایسا پھول ہے جسے ہوا کا ایک دلفریب جھونکا کھلا دیتا ہے،اور آفتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ادنیٰ سے ادنیٰ کرن اسے مرجھا دیتی ہے۔ وہ ذرا ذرا سی باتوں میں خوش ہو جاتی ہے اور بہت ادنیٰ ادنیٰ باتیں اسے رنجیدہ کر دیتی ہیں۔ وہ اتنی سیدھی ہوتی ہے کہ ایک چالاک مرد محض چرب زبانی سے ننگا بھوکا رہ کر بھی اسے سالہا سال تک خوش رکھ سکتا ہے، لیکن ہزاروں مرد ایسے ہیں کہ جو اپنی بیویوں کے منہ پر کبھی تبسم لہراتا ہوا نہیں دیکھتے یہ شوہر جذبات سے نا آشنا ہیں اور عورت کی فطرت سے بے خبر ہیں ایسے مرد اگر صدہا روپیہ بھی برباد کریں گے تو انکی بیویوں کو حقیقی خوشی میسر نہیں آسکتی۔ کیونکہ عورت کی حقیقی مسرت اسکی جذبات شناسی اور فطرت کے مطالعہ میں پوشیدہ ہے۔ ایک جذبات سے نا آشنا صدہا روپیہ خرچ کرنے کے بعد عورت کے دل کو خوش نہیں کر سکتا، جتنا کہ جذبات سے واقف شخص صرف زبان ہلا کر خوش کر سکتا ہے۔

عورت کا قلب بے انتہا نازک ہوتا ہے یہ ایک شیشہ ہے جسے ذرا سی ٹھیس چکنا چور کر سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ یکا یک غم کی اطلاع سے صدہا عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں۔ اور مصیبت میں کسی غیر معمولی خوشی کی خبر ان کے دل و دماغ پر دیوانگی کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے، مردوں کو چاہئے کہ عورتوں کے نازک قلب کی نزاکت کا ہمیشہ خیال رکھیں کیونکہ اس قسم کی بے احتیاطیوں سے اکثر موت واقع ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۲۸

بیوی پر بے جا سختی نہ کیجئے

شوہر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ بیوی پر بے جا سختی نہ کرے اور اس کے بس سے باہر کاموں میں حکم نہ چلائے۔

بعض نادان شوہر بیوی کو اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھانے اور ایسی مشقت برداشت کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں جو اس کے بس سے باہر ہو۔ مثلاً ایک تو عورت پر گھریلو ذمہ داریاں ہوتی ہے دوسرا شوہر چاہتا ہے کہ بیوی اس کے کاروبار میں بھی کسی نہ کسی طرح ہاتھ بٹائے تو یاد رکھیں کہ بیوی سے ایسی مشقتیں لینا حرام ہے۔ اور پھر یہ اس کی قدرتی جسمانی ساخت اور ذہنی صلاحیتوں کے منافی ہے کہ وہ مرد اور عورت دونوں کے فرائض انجام دے۔ شریعت نے معاشیات کی تمام تر ذمہ داری شوہر کے کندھوں پر ڈالی ہے۔ اگر وہ بیوی سے اس امر کی توقع رکھے گا کہ اخراجات کی مد میں بھی وہ اسکی مدد کرے تو یہ اسکا ظالمانہ فعل ہوگا۔ اگر بیوی مجبوراً شوہر کی بات میں رضامند ہوتی ہے تو یقیناً پھر اسکی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں پر بہت گہرا اثر پڑے گا۔ بچے بھی لاپرواہی کی بھینٹ چڑھ جائیں گے، گھر کی دیکھ بھال بھی متاثر ہوگی، شرم وحیا کا پردہ بھی چاک ہوگا اور اسلامی قانون کی خلاف ورزی ہوگی۔ ایسے گھروں پر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوتا ہے۔ خاندان مختلف اقسام کے مصائب میں گھر جاتا ہے۔ کاروبار اور گھر سے برکت رخصت ہو جاتی ہے، مفت کے ملازم (بیوی) کو کاروبار میں ملوث کرنے سے فائدہ تو کیا پہنچتا گھر اور کاروبار کی تباہی ضرور ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کرنے کے بعد ایک مسلمان کیونکر کامیاب وکامران ہوسکتا ہے۔

ایک اور مشقت کا کام ہے جو بعض شوہر حضرات اپنی بیویوں سے لیتے ہیں۔ ان کا دائرہ خاصہ وسیع ہوتا ہے اور بعض اوقات کاروباری ضرورت کے تحت بھی بہت مہمانوں کی اپنے گھر پر تکلف دعوتیں کرتے رہتے ہیں اور کھانوں کی تیاری بیوی کی ذمہ داری۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہمان گھر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ ان کے ساتھ حسن سلوک اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے۔ بلاشبہ ایک اچھی بیوی مہمانوں اور دوستوں کی ضیافت کے سلسلے میں شوہر کی مدد کرسکتی ہے۔ لیکن اگر دعوتوں اور ضیافتوں کا سلسلہ طول پکڑ جائے، دوست احباب کا ان کے گھر میں آنا جانا اس کثرت سے ہوتا ہے کہ ان کا تانتا بندھا رہے اور بیوی سے یہ امید رکھی جائے کہ وہ سب کے لئے کھانے تیار کرے اور انہیں پیش کرے، یہ اس پر سراسر ظلم ہوگا۔ اگر بیوی اپنا وقت زیادہ تر باورچی خانے میں لوگوں کیلئے کھانے تیار کرنے میں صرف کرے گی تو اس کے اعصاب پر بہت برا اثر پڑے گا۔ کھانے پکانا برتن نکال کر میز پر چننا، کھانا کھانے کے بعد برتنوں کو سمیٹنا، دھونا اور پھر الماریوں میں رکھنا۔ بعض گھروں میں جہاں یہ روزانہ کا معمول ہوتا ہے بیوی ایسی غلامانہ روش سے مظلومیت کی نچلی سطح تک پہنچ جاتی ہے۔

اگر بیوی اس ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرتی ہے تو خاوند یا تو ایک کان سے سنتا اور دوسرے کان سے نکال دیتا ہے یا غصہ میں بھڑک اٹھتا ہے۔ شوہر کو یہ علم ہونا چاہئے کہ اسے بیوی سے ایسے کام لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بعض بیویاں مہمانوں کی خدمت کر کے اور انہیں کھلا پلا کر خوشی ہوتی ہے لیکن شوہر کو یہ احساس بہرصورت ہونا چاہئے کہ بیوی سے ایسے کام لینا اس کا شرعی حق نہیں ہے۔ شوہر کے دوست احباب اور مہمانوں کے لئے کھانے پکانا بیوی کے فرائض میں شامل نہیں ہے۔ اگر وہ شوہر کی محبت میں ایسا کرتی ہے تو بجا، ورنہ بیوی کو اس کام کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اگر بیوی ان کی انجام دہی سے انکار کر دے، جسے وہ خود بوجھ اور مشکل سمجھتی ہے تو اس پر غصہ ہونا درست نہ ہوگا۔ شوہر کو چاہئے کہ ایسی متواتر ضیافتوں کے لئے کھانے پکانے اور پیش کرنے کا کوئی اور مناسب انتظام کرے کیونکہ ضیافتیں کرنا تو اس کا روز کا معمول ہے اور بیوی کے بس میں نہیں کہ اتنا بوجھ برداشت کر سکے۔

ایسے بھی شوہر ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ ظلم کو زیادتی ہی تصور نہیں کرتے۔ ناانصافی کو برائی سمجھتے ہیں لیکن بیوی کو اس زمرے سے باہر سمجھتے ہیں۔ مرد نے یہ فرض کرلیا ہے کہ بیوی کا کام ہی حکم ماننا، زیر ہونا اور غلامی کرنا ہے۔ ناانصافی کا تصور شوہر کے نزدیک بیوی پر چسپاں نہیں ہوتا۔ بیویاں جو اللہ کے نام سے شوہروں کی زوجیت میں دی گئی ہیں، جوان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر طرح سے آرام پہنچاتی ہیں، ان کی اور ان کے بچوں کی خدمت کرتی ہیں، کیا ان پر ظلم روا رکھنا کوئی ظلم نہیں؟

شوہر اس امر سے آگاہ رہیں کہ بیویوں سے ایسے مشقت کے کام لینا جو ان کے طبع نازک پر گراں گزرتے ہوں اور ان کی مرضی کے خلاف ہوں اور نکاح کے فرائض میں ان پر واجب نہ ہوں، ظلم ہے۔ شوہر ایسی انصافیوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہوں گے۔ شوہر اپنی بیویوں پر مختلف طریقوں سے بے رحمی کے ساتھ پیش آنے کے لئے دباؤ ڈالتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ ان کا ایسا کرنا ظلم ہے۔

بعض شوہروں کی خام خیالی:

بعض شوہر اس خام خیالی میں مبتلا ہیں کہ بیوی کے ساتھ بدسلوکی روا رکھنے کے بعد انہیں حالات کو درست کرنے اور معافی چاہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اپنی زیادتیوں کی تلافی اور بیویوں سے معذرت خواہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ یہ بات یاد رکھیں کہ جس طرح کسی دوسرے شخص کو ذہنی جسمانی تکلیف پہنچانے کے بعد اس سے معافی مانگنے اور معافی حاصل کرنے کی ضرورت ہوگی، اسی طرح بیوی سے بھی ضروری ہوگی جسے ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا ہو۔ برا سلوک تو جانوروں اور حیوانوں سے رکھنے کی اجازت نہیں وہ تو پھر انسان ہے۔ اور شوہر کی ہمدم وہم راز۔ شریعت تو شوہروں سے توقع رکھتی ہے کہ بیویوں کی سخت کلامی اور زبان درازی کو بھی صبر سے برداشت کریں، شوہر کو لازم ہے کہ بیوی کی چھوٹی چھوٹی کوتاہیوں کو خاموشی سے برداشت کرے۔ ہاں!..... اگر اس سے اسلامی قوانین کی خلاف ورزی سرزد ہو جائے تو تنبیہ کرے اور موقع محل کے مطابق سرزنش کرے۔

ایک آدمی دوسرے شخص کی بیٹی کو اپنے گھر میں بیوی بنا کر لاتا ہے۔ اس کا مقصد محبت وپیار سے رہنا اور نسل انسانی کی افزائش کا بلند مرتبہ کام سرانجام دینا ہوتا ہے، وہ اس لئے اس کی زوجیت میں نہیں آئی کہ اس کے ساتھ بدسلوکی کی جائے اور بات بات پر مار کٹائی ہو، بیوی کو بیاہ کر لانے کا کیا مقصد تھا؟..... کیا یہ مقصد تھا کہ مفت کا ایک ملازم دستیاب ہو جائے؟..... ایک ایسی ملازمہ جو بیک وقت باورچی بھی ہو، گھر کی صاف ستھرائی بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے، بچے بھی پالے اور ہر وقت شوہر کی دھونس بھی سہے؟.....

بیوی بڑی خوشدلی سے کھانا پکائے گی، کپڑے لتے بھی دھوئے گی، گھر کی صفائی بھی کرے گی۔ اور دیگر کام کاج بھی، لیکن اپنے بچوں اور شوہر کی الفت اور محبت میں..... جب کہ ظالم شوہر اس کی ان قربانیوں کی طرف سے آنکھیں پھیر لیتا ہے، بیوی شوہر کی ہر آواز پر لبیک کہتی ہے، لیکن وہ اس سے یکسر لاتعلق رہتا ہے۔ احساسات سے عاری خوفناک صورت بنائے رکھتا ہے۔ معصوم اور پاک باز بیوی تمام تر وفاداری اور اطاعت شعاری سے ان کے گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہے اور وہ غیر عورتوں کی پرچھائیوں کی طرف بھاگتا ہے۔ اور اپنے نفس امارہ کی تسکین کرتا ہے۔ یہ ایک مسلمان شوہر کا طور طریقہ نہیں ہوسکتا۔

ایسے گھروں پر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوتا ہے۔ خاندان مختلف اقسام کے مصائب میں گھر جاتا ہے۔ کاروبار اور گھر سے برکت رخصت ہو جاتی ہے۔ مفت کے ملازم کو کاروبار میں ملوث کرنے سے فائدہ تو کیا پہنچتا، گھر اور کاروبار کی تباہی ضرور ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کرنے کے بعد ایک مسلمان کیونکر کامیاب و کامران ہوسکتا ہے؟.....

اگر گھر کے حالات بہت ہی دگرگوں ہوں اور شوہر کی قلیل آمدن اس بار کو اٹھانے کی متحمل نہ ہو اور بیوی کو بھی کوئی اعتراض نہ ہو تو وہ اسلامی پردہ کی پاسداری میں رہ کر کوئی ایسا کام کرسکتی ہے جس سے آمدن میں خاطر خواہ اضافہ ہو جائے۔ لیکن اگر شوہر اسے ملازمت کرنے کے لئے حکم دے تو وہ صاف انکار کرسکتی ہے۔ یہ اس کا حق ہے، شوہر اسے مجبور نہیں کرسکتا۔ شریعت کی رو سے اس کا خاوند کی ایسی حرام ہدایات کو تسلیم کرنے سے انکار ہی کر دینا بہتر ہے۔

نبی ﷺ کا فرمان مبارک ہے!..... ''اگر خالق کی نافرمانی ہوتی ہو تو مخلوق پر کسی دوسرے کی فرمانبرداری نہیں۔'' دوسرے الفاظ میں کوئی ہدایت یا خواہش جو اللہ تعالیٰ کے قانون سے متصادم ہو، تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ ایسے احکامات شوہر کی طرف سے ہوں یا والدین کی طرف سے یا حکومت کی طرف سے۔ اگر بیوی شوہر کے غیر قانونی اور غیر اخلاقی حکم کو ماننے سے انکار کر دے تو اس پر برسنے سے پہلے یہ سوچ لے کہ اس کی خفگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے خلاف نہیں درحقیقت اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف ہے۔

بیوی پر ظلم اور مار پیٹ سے گریز کیجئے:

خالق حقیقی نے شوہر کو کپتان کے عہدے پر فائز کیا ہے تاکہ دنیاوی فساد وفتنوں کے سمندر سے اپنے خاندان کی کشتی کو بچا کر کنارے پر لے آئے۔ روحانی اور اخلاقی طور پر وہ اتنے مضبوط ہو جائیں کہ نہ صرف اپنی حفاظت بخوبی کر سکیں بلکہ کل جب پتوار ان کے ہاتھوں میں آئے تو وہ بھی باصلاحیت اور پراعتماد کپتان ثابت ہوں۔ اور اپنے باپ کی طرح اپنی اولاد کے لئے باعث نجات بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو خاندان کا سربراہ اس لئے مقرر نہیں کیا کہ وہ انہیں اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنائے۔ بیوی کو سخت سست کہے، اس سے بدسلوکی روا رکھے، اور مار پیٹ پر اتر آئے۔ شریعت اسے ہرگز ایسا حق نہیں دیتی کہ وہ ظلم وتشدد کرے اور بیوی کے حقوق کو غصب کرے۔

شوہر یہ جان لے تو بہتر ہوگا کہ اس کی اعلیٰ حیثیت ایسا اجازت نامہ فراہم نہیں کرتی جس کی رو سے وہ بیوی سے جبری مشقت لے۔ ہر جائز اور ناجائز کام کے لئے اس پر دباؤ ڈالے۔ بعض شوہر اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ عورتوں کے قوام ہیں اس لئے اپنی بیویوں کو غلام بنائے رکھنے کا حق رکھتے ہیں۔ ایسی سوچ اسلام کے سراسر منافی ہے۔ ایسا طرز عمل ظلم ہے۔ جس کی شریعت نے قطعاً اجازت نہیں دی۔ یہ حقیقت اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ شریعت عورت کو شوہر کی اطاعت کا حکم دیتی ہے اور اسکی زیادتیوں کو صبر سے برداشت کرنے کی تلقین کرتی ہے۔ لیکن شریعت کا یہ حکم شوہر کو اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھائے اور بیوی کو گھر میں لونڈی یا ملازمہ کی حیثیت دے۔

ظالمانہ رویہ ایک مسلمان شوہر کے کردار کے منافی ہے:

بیوی کے ساتھ ناانصافی کاموں اور فرائض کی بجا آوری کی بھرمار تک ہی محدود نہیں ہوتی۔ بلکہ اسے بات بات پر گالی دینا، بے عزت کرنا اور جسمانی ایذا پہنچانا بھی روزمرہ کا معمول ہوتا ہے۔ ایسا ظالمانہ رویہ ایک مسلمان شوہر کے کردار کے منافی ہے۔ دیکھا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ شوہر کا غیروں کے ساتھ برتاؤ عام طور سے مہذبانہ اور تہذیب وشرافت کے دائرہ کے اندر ہوتا ہے لیکن اپنے گھر میں جلاد بے رحم اور ظالم۔ غیروں کے ساتھ تحمل، بردباری، غصہ پر ضبط اور حلیمی لیکن بیوی اور بچوں کے ساتھ ذرا ذرا سی بات پر سیخ پا ہونا، ضبط و برداشت مفقود بلکہ ہر وقت غم و غصے کا طاری رکھنا جیسے وہ اس کے اہل خانہ نہ ہوں بلکہ دشمن ہوں جن کو زیر کر کے یا زیر رکھ کر وہ دوگونہ خوشی محسوس کرتا ہے۔

اگر شوہر یہ سمجھتا ہے کہ اس کا ایسا وحشیانہ اور غیر مہذب رویہ درحقیقت خاندان کی دینی اور دینوی فلاح کے لیے ہے تو ایسا نہیں ہے بلکہ وہ خود کو دھوکہ دیتا ہے۔ ظلم وستم تو اس کے اپنے نفس امارہ کی آواز ہے جس پر وہ لبیک کہتا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ سختی سے اس کے پیش نظر بہتری کی صورت پیدا کرنا ہے اور اس کی تمام تادیبی کاروائیاں حقیقت میں خاندان کی فلاح و بہبود کیلئے ہیں۔ گالی گلوچ کے علاوہ مار پیٹ پر بھی اتر آتا ہے جس سے ازدواجی تعلقات مزید ناخوشگوار ہو جاتے ہیں۔ تلخی کے ساتھ ایک دوسرے سے دوری بڑھ جاتی ہے اور وہ ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی اجنبی ہو جاتے ہیں گھریلو مسائل بھلا کبھی سختی سے حل ہوئے ہیں؟

مسلمان شوہر کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے برتاؤ میں توازن کو ملحوظ خاطر رکھے۔ گھر میں ایک ظالم و جابر اور گھر سے باہر شفیق و مہربان۔ یہ منافقت نہیں تو اور کیا ہے۔ ایک شخص کا کردار گھر میں اور گھر سے باہر ایک جیسا ہونا چاہیے اور اسے ہر وقت اور ہر جگہ نیکی اور اچھائی کا پیکر ہونا چاہیے۔

اکثر شوہر بیویوں کے ساتھ اپنے ظالمانہ سلوک کو خاطر میں نہیں لاتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بیویوں سے بدسلوکی روا رکھنا ان کا حق ہے اور اس حق کو استعمال نہ کرنے سے خدانخواستہ ان کی مردانگی میں فرق آجائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب دوسرے لوگوں سے ناانصافی اور ان کی حق تلفی ہوتی ہے تو ان کی رگ حمیت پھڑک اٹھتی ہے۔ لیکن بیوی کے ساتھ بدسلوکی پر اس کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ بیوی چونکہ ایک ماتحت ہے، شوہر سمجھتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ زیادتی اور بدسلوکی کا ملزم نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ وہ بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہگار ٹھہرتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جولوگ نماز ادا کرتے ہیں ہمیں انہیں مارنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ صلوٰۃ کی ادائیگی کے علاوہ بیوی شوہر کے ساتھ محبت کے بندھن سے بھی وابستہ ہے۔ نیز شوہر درج ذیل امور کو بھی ملحوظ رکھے۔

شوہر درج ذیل امور کو ملحوظ رکھے:

(۱) بیوی اس کی بے دام غلام ہے۔ وہ ایسے متعدد کام بھی انجام دیتی ہے جو شریعت نے اس پر واجب نہیں کئے۔ بیمار ہو یا درماندہ، وہ ہر حکم پر حاضر اور فرائض کی بجا آوری کے لئے تیار اور مستعد۔

(۲) شوہر اس سے آرام وسکون حاصل کرتا ہے۔ جس کی قرآن مجید نے تصدیق کی ہے۔

(۳) وہ اللہ کے نام سے اس کی خوشی اور آرام کے لئے اس پر حلال کی گئی ہے۔ اس لئے وہ اللہ کی امانت ہے، جو شوہر کی سپردگی میں دی گئی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ملک ہے نہ کہ شوہر کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے صحت منداور اچھی حالت میں شوہر کے سپرد کیا ہے۔ اگر وہ اس کی امانت میں خیانت کرتا ہے اور اس سے بہتر سلوک نہیں کرتا تو وہ اللہ کے سامنے جواب دہ ہوگا۔

(۴) شوہر کو جنسی آسودگی دے کر اسے زنا جیسے کبیرہ گناہ سے بچاتی ہے اور یوں اس کی روحانی اور اخلاقی گراوٹ کی حفاظت کا سبب بنتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''نکاح نصف ایمان ہے۔''

ایک مرد کس دل سے اپنی بیوی کی عزت نفس کو مجروح کرے گا۔ اسے گالیاں دے گا اور زدوکوب کرے گا جب کہ کسی اجنبی کو بھی جو نماز ادا کرتا ہو، مارنا حرام ہے۔ ایک مسلمان شوہر کے لئے یہ کیونکر زیبا ہے کہ وہ اتنی خوبیوں کی مالک بیوی کو برا بھلا کہے اور مارے پیٹے۔ اسے یاد رکھنا چاہئے کہ قیامت کے روز وہ خدائی قہر سے نہیں بچ سکے گا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی ان احادیث کو یاد رکھے: فرمایا!..... ''ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے سخت اندھیرا بنے گا۔'' اور فرمایا!.....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مظلوم کی پکار سے بچو اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے، اور اللہ کسی صاحب حق کو اس کے حق سے محروم نہیں کرتا۔''

بلا جواز غم وغصہ کا اظہار، عزت نفس کو مجروح کرنا، طعن وتشنیع اور غیر مہذب زبان کا استعمال ظلم کے افعال میں شمار ہوتے ہیں۔ اگر بیوی سے کوئی معمولی خطا سرزد ہو جائے، اپنی تلخ باتوں سے اسے خفا کردے یا اپنی ذمہ داریوں میں کاہلی اور سستی برتے تو شوہر کو چاہئے کہ وہ تحمل اور ضبط سے کام لے۔ ایسی کوتاہیوں پر اسے خفا نہیں ہونا چاہئے۔ کمال عقلمندی اور مہر ومحبت سے وہ عورت کے ایسے طرز عمل کی اصلاح کرے۔

بیوی اگر اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی برتے تو اسے اس پر طیش میں نہ آنا چاہئے۔ شریعت اس سے توقع رکھتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کی ایسی غلطیوں کو نظر انداز کردے۔ وہ اس کی ملازمہ نہیں ہے۔ اس کا مرتبہ ملازمہ سے کہیں بڑھ کر اس کی شریک زندگی کا ہے۔ شریعت نے تو ملازم کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ اس حقیقت کے جاننے کے بعد تو شوہر کو علم ہونا چاہئے کہ وہ زندگی کے اپنے ہمسفر کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے۔

اسے ہر روز ستر مرتبہ معاف کرو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا ''اے رسول اللہ ﷺ ہم اپنے ملازم کو کتنی دفعہ معاف کریں۔ آپ ﷺ خاموش رہے۔ اس شخص نے اپنا سوال پھر دہرایا۔ آپ ﷺ پھر خاموش رہے۔ جب اس نے اپنا یہی سوال تیسری مرتبہ کیا تو آپ ﷺ نے جواب دیا ''اسے ہر روز ستر مرتبہ معاف کرو''

شوہر حضرات اس حدیث کی روشنی میں بیویوں کے ساتھ اپنے سلوک کو پرکھیں۔ اگر ایک ملازم کے ساتھ اس قدر صبر، برداشت اور مہربانی کرنے کا حکم ہے تو پھر اپنی بیویوں کے ساتھ انہیں کس قدر بہتر سلوک روا رکھنا چاہئے۔ لیکن بعض شوہر گھریلو مسائل کو عقلمندی سے حل کرنے اور بیویوں سے مہر ومحبت کا اظہار کرنے کی بجائے ظالمانہ اور منتقمانہ طریقے اپناتے ہیں جو انتہائی غیر اخلاقی اور غیر اسلامی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور بے صبرے پن کو برداشت کیجئے:

بہت سے لوگوں کا بیویوں کے ساتھ بے رحمی کا سلوک کرنا عام ہے۔ شوہر کئی طریقوں سے ان پر ظلم روا رکھتے ہیں۔ وہ بیویوں کو غلام تصور کرتے ہیں۔ شوہر ان کی ذرا ذرا سی غلطیوں اور کوتاہیوں کو برداشت کرنے کیلئے آمادہ نہیں ہوتے۔ وہ اس بات کی بھی توقع رکھتے ہیں کہ پلٹ کر انہیں جواب نہیں دیں گی۔ اگر وہ ان کی کسی بات کا جواب دے دیتی ہیں تو ان کا غصہ ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ نازیبا زبان استعمال کرتے ہیں۔ طلاق کی دھمکی دیتے ہیں، اور بعض اس سے بڑے اقدام سے بھی نہیں چوکتے''

بعض اوقات معمولی سی بحث بھی ان کے تعلقات میں رخنہ ڈال دیتی ہے اور شوہر بیوی سے بات چیت بند کر دیتا ہے۔ وہ بیوی کی موجودگی میں کشیدہ خاطر رہتا ہے۔ گھر کے ماحول پر مردنی اور افسردگی چھائی رہتی ہے۔ وہ اس بات کو بھول جاتا ہے کہ بیوی کے حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شوہر اسکی چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور بے صبرے پن کو برداشت کرے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ ان کی تخلیق ٹیڑھی پسلی سے ہوئی ہے اور سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کو توڑ دے گا۔ اگر چھوڑے گا تو وہ ٹیڑھی رہے گی''

حقوق العباد کا سوال آسان نہیں ہے اور نہ ہی ایک بے معنی سوال ہے۔ دوسروں کے حقوق پامال کرنا اس دنیاوی زندگی میں بھی تباہی لاتا ہے اور آخرت میں بھی۔ دوسروں کی حق تلفی کرنے کے کئی ایک طریقے ہیں۔ مثال کے طور پر بیوی کے حقوق جنہیں شوہر بے دریغ پامال کرتے ہیں اور ان سے انتہائی بے رحمی کا سلوک روا رکھتے ہیں۔

بعض شوہر اپنی بیویوں سے تعلقات منقطع کر لیتے ہیں اور غیر عورتوں کے ساتھ پینگیں بڑھانے لگتے ہیں۔ بلاشبہ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ شوہر کیلئے ضروری ہے کہ بیوی کے ساتھ اتنا اچھا رویہ اپنائے کہ اس کا دل کھل اٹھے۔ شوہر کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور کبھی بیوی پر ظلم نہ ڈھائے۔ اللہ تعالیٰ سب پر طاقت رکھتا ہے۔ اگر شوہر اس معاملے میں محتاط نہیں ہے تو یہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر کوئی افتاد آ پڑے، ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے سزا دینے کیلئے مقرر کردے۔

انسان اپنے ظلم کا بدلہ اسی دنیا میں پالیتا ہے:

اکثر اوقات انسان اپنے ظلم کا بدلہ اسی دنیا میں پالیتا ہے۔ پرانے وقتوں میں (ایسی قوموں میں جو اسلام سے بہت پہلے تھیں) ظالم کو اس کے ظلم کی فوراً ہی آسمان کی طرف سے سزا مل جایا کرتی تھی، اسی جگہ اور اسی وقت، ایسی سزا جسے سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس امت پر خصوصی توجہ فرمائی اور رحم کا معاملہ کیا۔ سزا اب سرِ عام نہیں ملتی جسے لوگ دیکھ کر عبرت پکڑیں۔ سزا ملتی ہے لیکن پوشیدہ طور پر، اس لئے بہت سے لوگ نہیں سمجھتے کہ یہ مصیبت ان کے کرموں کا پھل ہے۔ افتاد کی وجہ ان کی نظروں سے اوجھل ہوتی ہے اور وہ اسے مادی وجوہات کی طرف پھیر دیتے ہیں حالانکہ دراصل یہ سزا انہیں ظلم کے نتیجے میں ملی ہوئی ہے، خاص طور پر جب مظلوم اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتا ہے اور ظالم کے حق میں بددعا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مظلوم کی دعا فوری طور پر قبول فرماتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

مبارک ادارہ جسے گھر کہتے ہیں نکاح کے متبرک بندھن کے نتیجے میں وجود میں آتا ہے۔ بیوی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جو شوہر کی سپردگی میں دی گئی ہے۔ شوہر بلاشبہ بیوی اور خاندان کا سربراہ اور حاکم ہے۔ اگر اس نے امانت کے ساتھ خیانت روا رکھی ہوگی تو قیامت کے روز کیا منہ لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا۔ اور امانت بھی وہ جسے اس نے اللہ تعالیٰ کے نام پر اپنے فائدہ اور آرام کیلئے لیا تھا۔

بیوی پر تشدد اور مار کا نقصان:

اس کیلئے آپ خالد ریاض صاحب ایڈووکیٹ کی زبانی ایک عبرت انگیز اور سبق آموز واقعہ سنئے:۔ وہ لکھتے ہیں کہ بھائی جان کو مجھ سے اکثر یہ شکایت رہتی تھی کہ میں ان کی طرف بہت کم آتا ہوں۔ بات بھی ٹھیک تھی۔ پیشہ وارانہ مصروفیات کی بنا پر صبح ساڑھے سات بجے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکلنا، رات کے سات بجے آنا روزانہ کا معمول تھا۔ نہانے کے بعد اتنی ہمت نہ ہوتی تھی کہ کسی سے ملنے کیلئے جائیں، اس کے باوجود کم از کم دو مہینے کے بعد ایک چکر رات بھائی جان کی کی طرف لگ ہی جاتا تھا۔ بھائی جان اور میں P.E.C.H.S کے علاقے میں ایک ساتھ رہا کرتے تھے، لیکن والدین کے انتقال کے بعد ہم انڈیپنڈنٹ ہو گئے اور میں ڈیفنس شفٹ ہو گیا۔

سردیوں کے دن تھے کوئٹہ کی خشک ہوا جسم اور چہرے کو کاٹ رہی تھی، بھائی جان کی طرف گئے ہوئے دو مہینے سے اوپر ہو چکے تھے، ساڑھے آٹھ بجے میں ان کے گھر پہنچ گیا، گپ شپ ہوتی رہی، خاندان اور رشتہ داروں کے متعلق گفتگو بھی زیر بحث آئی۔ اسی دوران گھنٹی کی آواز نے سب کو چونکا دیا۔ میرے بھتیجے کاشف نے آ کر بتایا کہ سامنے والی پڑوسی نسیم صاحب کی نو بیاہتا دلہن کچن میں بری طرح جل گئی ہیں اور انہیں فوری طور پر جناح ہسپتال لے جانا ہے، فی الوقت ان کے پاس گاڑی کا انتظام نہیں تھا، بھائی جان مجھ سے معذرت کر کے کاشف کے ساتھ نسیم صاحب کی دلہن کو گاڑی میں ڈال کر ہسپتال لے گئے، اور میں کچھ دیر بھابھی اور بچوں کے ساتھ بیٹھ کر واپس گھر آ گیا۔

تقریباً ایک ہفتہ کے بعد مجھے بھائی جان کی طرف ایک ضروری کام سے جانا پڑا۔ باتوں باتوں میں میں نے نسیم صاحب کی دلہن کے متعلق دریافت کیا، بھائی جان نے جو مجھے کہانی سنائی وہ کچھ اس طرح ہے۔

''نسیم صاحب کی شادی کو تین مہینے ہوئے تھے، ان کی بیگم رمشاء اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی۔ رمشاء کے والد مقامی کالج میں پروفیسر تھے، اپنا ذاتی گھر تھا اور ضروریات زندگی کی تقریباً ہر آسائش انہیں میسر تھی، جتنا کمایا تھا اس کا آدھا اس کی بیٹی کی شادی اور جہیز پر لگا دیا تھا۔ اس کے علاوہ کلفٹن میں ایک خوبصورت اپارٹمنٹ بھی رمشاء کے نام پر تھا، جو کرایہ پر اٹھا دیا گیا تھا، اس منصوبے کے ساتھ کہ جب تک رمشاء کے والدین حیات رہیں گے، اور پھر ان کی وفات کے بعد رمشاء اس اپارٹمنٹ کی کلی طور پر مالک ہو گی۔

نسیم اور اس کے گھر والے بنیادی طور پر از حد لالچی واقع ہوئے تھے، انہوں نے پوری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکوائری کے بعد رمشاء کے ہاں رشتہ بھجوایا تھا۔رشتہ طے پا گیا تھا۔شادی ہوگئی،اور رمشاء بے پناہ جہیز اور زیورات کے ہمراہ نسیم کے گھر آ گئی۔نسیم کی کپڑے کی دکان تھی،اور گھر کا خرچہ بحسن وخوبی چل رہا تھا۔نسیم کا گھرانہ اس کی والدہ اور تین بہنوں پر مشتمل تھا،والد کا پانچ برس پہلے انتقال ہو چکا تھا۔اس کی بہنوں کی شادی صرف اس بنا پر نہیں ہو رہی تھی کہ خود اس کی بہنیں اور خصوصاً اس کی ماں ہر رشتے میں کوئی نہ کوئی نقص نکال دیتی تھیں۔مثلاً لڑکا سانولا تھا،اس کا قد لمبا ہے،قد ناٹا ہے،ناک طوطے جیسی ہے،لڑکا ہماری بیٹی کو امریکہ لے جائے گا۔لڑکے پر بہنوں کی شادی کی ذمہ داری ہے،وغیرہ وغیرہ۔

نسیم اور رمشاء کی شادی کا ایک مہینہ تو بہت اچھا گزرا لیکن اس کے بعد چھوٹی چھوٹی باتوں پر دونوں میں اکثر و بیشتر لڑائی جھگڑے رہنے لگے۔رمشاء کو کلی طور پر ماں باپ سے ملنے پر منع کر دیا گیا کہ پہلے اپارٹمنٹ نسیم کے نام کیا جائے اور یہ کہ رمشاء اپنے پروفیسر والد سے پانچ لاکھ روپے نسیم کے کاروبار میں لگانے کیلئے لائے۔بصورتِ دیگر مار پیٹ کا سلسلہ جاری رہے گا۔نسیم بات بات پر رمشاء کو تھپڑوں،گھونسوں اور لاتوں کی مدد سے مارنا شروع کر دیتا تھا،لیکن رمشاء کا ایک ہی جواب تھا کہ میرے ابو اپارٹمنٹ اور پانچ لاکھ روپیہ کہاں سے دیں؟ یہ کیا کم ہے کہ انہوں نے اپنے جگر کا ٹکڑا آپ کو دے دیا،جبکہ نسیم کا کہنا یہ تھا کہ جگر کے ٹکڑے کا میں نے کیا اچار ڈالنا ہے؟ اب نسیم وقتاً فوقتاً جلتا ہوا سگریٹ رمشاء کے جسم پر جا بجا لگاتا تاکہ اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرے۔لیکن رمشاء نسیم کے تمام مظالم برداشت کرتی رہی۔اس نے تو جھوٹے منہ بھی نسیم یا اس کے گھر والوں کی شکایت اپنے امی ابو سے کبھی نہ کی تھی،جب بھی اس کا حال فون پر پوچھا گیا رمشاء نے ایک ہی جواب دیا امی میں نسیم کے ساتھ بہت خوش ہوں،آپ کی طرف اس لئے میں کئی دن کے بعد آتی ہوں نسیم میرے بغیر رہ نہیں سکتے۔

ہر طرح کے حربے آزمانے کے بعد ایک دن نسیم نے اپنی ماں اور بہنوں سے کہا کہ رمشاء کو طلاق دے کر جان چھڑائی جائے،اور میری دوسری جگہ پر شادی کی جائے،جہاں نوٹ بارش کی طرح سے برسیں،لیکن نسیم کی ماں اور بہنوں نے اس بات کی سخت مخالفت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

، کیونکہ رمشاء کا مہر ۳ لاکھ عند الطلب تھا۔

آخر کار ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ایک دن نسیم جو حسب معمول دکان پر گیا ہوا تھا، اس کی ماں اور بہنوں نے کہا کہ ہم مغرب کے بعد طارق روڈ لمبی چوڑی شاپنگ کیلئے جا رہے ہیں وہاں سے ہم فلاں رشتہ دار کی طرف بھی جائیں گے، اور کھانا کھانے کے بعد آئیں گے، تم گھر کا خیال رکھنا۔ مغرب کے بعد ماں اور بہنیں تو چلی گئیں اور دکان سے نسیم کا فون آ گیا، کہ اسے کسی دوست کیساتھ ڈنر پر جانا ہے، اس لئے وہ دیر سے آئے گا۔ بھائی جان سانس لینے کیلئے رکے اور کچھ توقف کے بعد بتایا کہ ''تم جس وقت آئے تھے اس سے کچھ ہی دیر پہلے اہلِ محلّہ نے ایک برقعہ پوش خاتون کو نسیم کے گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا، اور پھر بچاؤ بچاؤ رمشاء کے شور کی آواز سے اہلِ محلّہ نے دروازہ توڑا، تو رمشاء آگ کے شعلوں میں گھر چکی تھی، اور اس کے ساتھ ہی نسیم اپنی موٹر سائیکل پر پہنچ گیا، نسیم کی حالت دیدنی تھی۔

اہلِ محلّہ نے رمشاء کو کمبل میں لپیٹ دیا، اور پھر تمہارے سامنے اسے ہسپتال لے گئے، جہاں ایک ہفتہ زندگی اور موت کی کشمکش کے بعد رمشاء اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوگئی، ہوا یہ تھا کہ جب نسیم نے رمشاء کو فون کیا تو اسکے بعد نسیم برقعہ پہن کر داخل ہوا، اور رمشاء اس وقت کچن میں تھی، نسیم نے بڑی پھرتی سے اس پر مٹی کے تیل کا پورا کنستر چھڑک دیا، فوراً ماچس کی تیلی اس پر پھینک دی۔ رمشاء چونکہ نسیم کو دیکھ چکی تھی اس لئے نسیم نے فوراً برقعہ اوڑھا اور گھر سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔ دور کھڑی ہوئی موٹر سائیکل پر سوار ہو کر گھر آ گیا۔ اور پھر اہلِ محلّہ کیساتھ مل کر یہ وزاری کرنے لگا۔

محلے میں سے ہی کسی نے پولیس کو اطلاع دی، اور میرے ہسپتال پہنچنے کے ساتھ ہی پولیس بھی وہاں پہنچ گئی تھی، پانچویں دن رمشاء پولیس کو بیان دینے کے قابل ہوئی، اور تمام کہانی اس نے پولیس کو گواہوں کی موجودگی میں بتا دی تھی، اور پھر بیچاری اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوگئی۔

پولیس نے باقاعدہ مقدمہ درج کر کے نسیم، اس کی والدہ اور بہنوں کو حراست میں لے لیا ہے، اور انہوں نے اقرار جرم بھی کر لیا ہے۔ بھائی جان خاموش ہوئے اور میں عورت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر تشدد کے حوالے سے تفکر کی اتھاہ گہرائیوں میں کھو گیا۔

ہمارے ملک میں کئی گھرانوں میں یہ معمول کی بات ہے، کہ بیوی جو اپنی ماں باپ اور بہن بھائیوں کو چھوڑ کر ہمیشہ کیلئے اپنے شوہر کے گھر آجاتی ہے، وہ شائد کسی ڈاکٹری نسخے کے مطابق اپنے شوہر سے باقاعدگی سے مار کھاتی ہے، وجہ یا وجوہات کئی ہوسکتی ہیں، کئی لوگوں کا کہنا ہے کہ بیوی کو مارنے سے بیوی کنٹرول میں بھی رہتی ہے، اور اس کی صحت بھی اچھی رہتی ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ مردوں کی شان اور مردانگی ہے۔ اس قسم کے جاہلانہ نظریئے آج نسل انسانیت کو داغدار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ (آمین)

بے جا شک:

مرد کا یہ فرض ہوتا ہے کہ بیوی پر اعتماد کرے بے جا شک نہ کرے۔ گھر کے اندرونی معاملات عورت کے حوالے کردے تاکہ وہ اپنی حیثیت کو جان سکے اور اس کی عزت وعظمت اور اس کا وقار اس میں خود اعتمادی پیدا کرے اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے۔''

جو مرد اپنی بیوی پر بے جا شک کرتا ہے اور ہر وقت اسے شک کی نگاہوں سے دیکھتا رہتا ہے تو اس سے گھر میں لڑائی جھگڑوں کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ بیوی اپنے خاوند پر بے جا شک کرنے کو اپنی توہین سمجھتی ہے کیونکہ وہ حق پر ہوتی ہے۔ ہزاروں وضاحتوں کے باوجود بھی جب مرد کا شکی پن دور نہیں ہوتا اور وہ اپنی ضد پر اڑا رہتا ہے۔ تو بالآخر اس کا نتیجہ شادی کی ناکامی کی صورت میں نکلتا ہے۔

ظلم وتشدد:

بعض مرد گھر میں بلاوجہ مار پیٹ کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ بات بے بات وہ اپنی بیوی پر تشدد کرتے ہیں۔ عورت اپنے خاوند کے ظلم وتشدد کو سہتی رہتی ہے اور برداشت کرتی ہے بعض اوقات کئی عورتیں مدافعت بھی کرتی ہیں۔ اور خاوند کے تشدد سے بچنے کیلئے ہاتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاؤں چلاتی ہیں۔ زبان کا سہارا لیتی ہیں۔ غصیلے اور چڑچڑے مزاج کے مرد اپنی عورتوں پر تشدد کرنے سے باز نہیں آتے۔ عورتیں صنف نازک ہوتی ہیں ان کے دل چھوٹے اور نازک ہوتے ہیں۔ خلاف طبع بات ہونے پر آنسو بہانا ان کی فطرت ہے۔ بات بات پر ہنسنے اور خوش ہونے والی بھی ہے۔ اور ذرا سی خلاف طبیعت بات پر آگ بگولا ہونا بھی جانتی ہے۔

قرآن مجید میں جہاں تک طلاق دینے کا تذکرہ کیا گیا ہے وہاں مردوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ عورتوں پر ظلم وتشدد نہ ہونے پائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ان کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے مت رکھو اس ارادے سے کہ ان پر ظلم کیا کرو گے جو شخص ایسا کرے گا سو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو لہو لہب مت سمجھو'' (سورۃ البقرہ)

اسی طرح ایک حدیث پاک میں حضرت محمد ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

''تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو نہ پیٹنے لگے جس طرح غلام کو پیٹا جاتا ہے اور پھر دوسرے دن جنسی میلان کی تکمیل کیلئے اس کے پاس پہنچے'' (بحوالہ بخاری شریف)

ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح ہرگز نہ پیٹو'' (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

گھر میں ایک ساتھ رہتے ہوئے میاں بیوی کے مابین کسی نہ کسی بات پر تلخی کا پیدا ہو جانا عام سی بات ہے مگر جو مرد گھریلو معاملات میں عورت پر اپنی برتری کے زعم میں مبتلا ہو کر بیوی پر ظلم وتشدد کرتا رہتا ہے۔ اور اس بات کو وطیرہ ہی بنا لیتا ہے کسی بھی طرح سمجھانے بجھانے سے باز نہیں آتا تو پھر آئے دن کی مار پیٹ کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ عورت بھی تنگ آجاتی ہے جس کا نتیجہ شادی کی ناکامی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

ناجائز پابندیاں:

بعض خاوند اپنی بیوی پر ناجائز پابندیاں لگاتے رہتے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہوتی ہے ان کا مقصد صرف اپنی بیوی کو تنگ کرنا ہوتا ہے اس طرح گھر کی فضا خراب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتی ہے۔ عام طور پر شادی کے بعد عورت جب نئے گھر میں آتی ہے تو وہ ایک دم اپنے والدین اور بہن بھائیوں کو چھوڑ کر آتی ہے۔ یہی وجہ ہوتی ہے کہ اس کے دل میں اپنے والدین کی محبت خوب موجزن ہوتی ہے اور وہ کوشش کرتی ہے کہ جب بھی کوئی موقع ملے تو وہ اپنے والدین کے گھر ملاقات کیلئے جائے۔ یہ بات بعض اوقات میاں بیوی کے درمیان اختلاف کا باعث بنتی ہے۔

حالانکہ بیوی کے حقوق میں سے خاوند پر ایک حق یہ بھی ہے کہ بیوی کو اس کے ماں باپ سے ملاقات کی اجازت دے اور قریبی رشتہ داروں سے بھی۔ یعنی ان لوگوں سے جو محرم ہیں۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر جا کر ملاقات کرتے، شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اپنی اپنی صاحبزادیوں سے ملنے کی غرض سے کاشانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دیا کرتے تھے۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ ہفتہ میں ایک دن والدین سے ملنے کیلئے جائے تو خاوند کو روکنا نہ چاہئے لیکن یہ اس وقت جبکہ بیوی کے والدین کسی معقول عذر کی وجہ سے خود حاضری سے معذور ہوں ورنہ وہ خود آ کر لڑکی سے مل جائیں گے۔

چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑے اور ضد بازی کی عادت گھر کے اچھے بھلے ماحول کو خراب کر کے رکھ دیتی ہے۔ خاوند کی طرف سے بیوی پر ناجائز قسم کی پابندیاں بعض اوقات عورت برداشت نہیں کر پاتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شادی ناکام ہو جاتی ہے۔

اپنی بیوی کو بیمار نہ کیجئے:

بعض ناتجربہ کار نوجوان جو بچوں کی سی ذہنیت رکھنے والے، خودغرض، خودبین، بیوی پر سخت گیر اور بے دین ماں اور بہن کی حرف بہ حرف پڑھائی ہوئی پٹی پر سو فیصد عمل کرنے والے، صرف اپنے مطلب براری کے لئے بناوٹی پیار و جھوٹی ظاہری ہمدردی کے سوا اپنی بیوی کو کچھ نہیں دے سکتے، وہی اپنی بیوی کو بیمار کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ اور پھر اس کے علاج معالجہ پر کثیر رقم خرچ کر کے زیر بار ہوتے ہیں اور ستم بالائے ستم ان اخراجات کی ذمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داری (اور تہمت بھی) الٹا اسی پر عائد کرتے ہیں۔ ذرا ان شوہروں کی ستم ظریفی تو دیکھیں کہ کسی مشورے کے لئے یا کسی عالم کے پاس فتوے پوچھنے جاتے ہیں تو بے چارے دکھ بھرے لہجے میں کہتے ہیں ''مولانا صاحب ایسی دکھیا بیمار بیوی ہی ہمارے قسمت میں لکھی تھی۔ میں اس کی بیماری اور علاج سے تنگ آ گیا ہوں۔ مولانا کوئی تعویذ وغیرہ دیجئے۔ کوئی مشورہ دیجئے کہ اب میں کیا کروں۔ بڑے سے بڑے ڈاکٹر کے پاس لے گیا، حکیمی علاج بھی کرایا، ہومیو پیتھک بھی کرایا، کوئی افاقہ نہیں ہو رہا''

حالانکہ غور سے دیکھا جائے اور گھریلو حالات کا جائزہ لیا جائے اور شوہر صاحب وقتاً فوقتاً بیوی سے بات کرنے اور دوران گفتگو اپنے ٹمپریچر کو ایمان اور انصاف کے تھرمامیٹر پر لگا کر دیکھیں اور ساس، نند، دیورانی کی لگائی بجھائی حسد، بچوں کی مار پٹائی، آپس میں لڑائی جھگڑے ان سب چیزوں کو ملا کر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بیوی کو بیمار کرنے والے، پچیس سال کی نوجوان لڑکی کو پچاس سالہ بوڑھی بنانے والے، تندرست، خوبصورت عورت کو لاغر و کمزور و بدصورت بنانے والے، کھلے ہوئے سرسبز و شاداب چہرے کی مالکہ کو خزاں رسیدہ پتوں میں بدلنے والے، آپ خود ہی ہیں۔

عدل و انصاف کی گواہی لے لیجئے، عقل اور حکمت کی گواہی لے لیجئے، تجربہ اور سمجھداری کی گواہی لے لیجئے، اپنے کسی مخلص تجربہ کار دوست کو گواہی لے لیجئے، کسی تجربہ کار دیندار حکیم و ڈاکٹر کی گواہی لے لیجئے، بیوی کو بیمار کرنے والے آپ ہی ثابت ہوں گے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ جوانی اور تندرستی میں محبت کی آمیزش ہو تو یہ دیرپا قائم رہتی ہیں، اور بڑھاپا دور ہو جاتا ہے، محبت بڑی بڑی بیماریوں کے لئے ایک بہت بڑی قوتِ مدافعت ہے۔ یہ وقت سے پہلے بڑھاپے کو پاس نہیں پھٹکنے دیتی، بزدلی، خوف، ذہنی انتشار، دماغی الجھن وغیرہ ایسے لوگوں سے دور بھاگتے ہیں جنہیں محبت میسر ہو۔

یاد رکھیئے بغیر محبت کے درندے بھی شرمندہ ہوتے ہیں۔ حجاج سے بھی پوچھا گیا تمہیں اپنی بیوی سے اپنے ازدواجی تقاضے پورے کرنے کے لئے کیا کوئی پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں؟ تو اس ظالم شخص (جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر تمام امتیں اپنے اپنے ظلم لے آئیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہم حجاج کو پیش کریں تو حجاج تمام ظالموں پر غالب آجائے گا) نے جواب دیا کہ ''وہاں مجھے بھی اپنی بیوی کو تیار کرنے کے لئے اس کے پاؤں تک چومنے پڑتے ہیں''

ایک معمولی سمجھ کا انسان بھی جس کی ذہنی بیماریوں کی وجہ سے عقل ماؤف نہ ہو چکی ہو اور فسادی نند اور فسادی دیورانیوں اور جیٹھانیوں کے مکر وفریب سے آشنا ہو وہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ ایک شادی ہم آہنگ، راس آنے والی محبت و پیار سے بھرپور اور ایک دوسرے کو مکمل طور پر مطمئن کرنے والی جب ہی کہی جاسکتی ہے جب ان دونوں فریق کے جنسی تجربات اور نتائج ان کیفیات اور احساسات کے شاہد عدل ہوں اور محبت وشفقت سے ہمکنار ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے جذبہ کی خاطر ایک دوسرے کو معاف کرنا جانتے ہوں، ایک دوسرے کی خوبیاں دیکھنے کے عادی ہوں، اس بات پر یقین رکھتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آنکھ اس لئے دی ہے کہ دوسروں کی خوبی دیکھوں اور دوسری آنکھ اس لئے دی ہے کہ اپنے عیوب دیکھوں، اس بات پر اطمینان رکھتے ہوں کہ شادی کے فوری بعد شروع کے چند دنوں میں اگر محبت نہ بھی ہو، چاہے کتنی ہی ناگواری پیش آئے، لیکن صبر و حکمت سے محبت پیدا کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ بعد دو جسم اور ایک روح والا معاملہ فرمادیتے ہیں، بشرطیکہ کسی تیسرے کو ان دونوں کے معاملے میں فساد کرانے کے لئے کھلی چھٹی نہ دی جائے۔

اور خدانہ کرے خدانہ کرے اگر یہ بات نہ ہو تو ازدواجی خوشی اور لذت کا سرد پڑ جانا لازم ہے۔ پھر تو یہ دونوں ہی بے چینی، عدم اطمینان، ناآسودگی، چڑچڑے پن، ہر وقت بڑبڑانے والے اشتعالی اور بحرانی کیفیت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ پھر یہ تمام کیفیات اس بیوی کو ایسے ذہنی مرض میں مبتلا کر دیتی ہیں جس کا باقاعدہ علاج کرانا ضروری ہو جاتا ہے اور اگر مال واسباب کی کمی ہو تو بہت ہی زیادہ مشکل اور پیچیدہ معاملہ ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر وہ عورتیں جن کو اپنی والدہ کے گھر جانے کی اجازت بھی نہیں ہوتی اور ساس ونندوں کے مستقل پہرے کی بنا پر فون کی بھی اجازت نہیں ہوتی۔ تو ایسے مریض اندر ہی اندر گھٹتے اور سسکتے رہتے ہیں اور اپنی تکلیف کسی کو بتا بھی نہیں سکتے۔ رفتہ رفتہ یہ مرض ان کے دل و دماغ پر،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعصاب بلکہ جسم وروح کو ناکارہ کر دیتا ہے اور مریض کی زندگی موت سے بدتر ہو جاتی ہے۔ اب لاکھ علاج کراؤ یہ اعصاب اور اعضاء کوئی تدبیر، کوئی علاج اور کوئی دوا قبول نہیں کرتے۔ شوہر بیوی کا ایک دوسرے پر عدم اعتماد، جنسی ناہمواری اور عدم تعاون شادی کو خانہ آبادی کے بجائے خانہ بربادی کی شکل دے دیتے ہیں اور اس سے مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ کبھی ان بیماریوں میں بیوی مبتلا ہوتی ہے، کبھی شوہر مبتلا ہوتا ہے۔

اگر خدانخواستہ بیوی ایسے گھرانے سے آئی ہو جہاں اسے پیار و محبت کی فضا نہ ملی ہو، پھر ساس ونند سے بھی نفرت وحقارت کے جذبات ملیں اور دیورانی اور جیٹھانیوں سے بھی حسد، چغلی اور غیبتوں کا تحفہ ملے اور شوہر سے بھی خودغرضی ملے تو ایسی عورت کی زندگی تباہ ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان سے غلط خیالات اور عزائم پاہی لے جن سے اس کے اندر برے جذبات اور گندی بیماریاں پیدا ہو جائیں۔

یہ طبی اصول ہے کہ اگر سوچ، احساس اور ارادہ مضبوط اور اعلیٰ ہو تو جذبات بھی عمدہ اور صحت مند نکلیں گے۔ اسی لئے کہ جب کوئی جذبہ شدت اختیار کرتا ہے تو وہی کوئی نہ کوئی بیماری پیدا ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔

وہ چند خاص خاص عوارض جو ذہنی الجھنوں کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں اور مشاہدہ میں آئے ہیں، یہ ہیں:

۱۔ گردن کے پچھلے حصہ میں درد۔ ۲۔ حلق میں ورم۔
۳۔ معدے میں سوزش، درد، تیزابیت، السر وغیرہ۔ ۴۔ پتہ میں درد۔
۵۔ تھکاوٹ اور اضمحلال وغیرہ۔ ۶۔ سستی اور غنودگی۔
۷۔ دردِ سر۔ ۸۔ اختلاج اور گھٹن۔
۹۔ ریاحی شکایت دل شکستگی یا افسردگی۔ ۱۰۔ قبض۔

لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی اہلیہ نفسیاتی بیمار نہ ہوں اور نفسیاتی بیماری ان مہلک طبعی بیماریوں کا سبب نہ بنے اور آپ کی بیوی بڑھاپے کی عمر تک پہنچنے کے باوجود صحت مند اور تندرست رہے، آپ کے بچے خوبصورت، ہونہار، اعلیٰ صلاحیتوں اور قابلیتوں کے مالک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں تو اپنی طرف سے پوری کوشش کیجئے کہ آپ کی ذات سے آپ کی بیوی کو غم نہ پہنچے اور آپ پر اس کو اتنا اعتماد ہو کہ اپنی ہر الجھن وہ آپ سے بلا تکلف کہہ سکے، اندر ہی اندر نہ گھٹے۔ اپنے بیوی بچوں کی تمام جائز خواہشات (جن کی اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے اجازت دی) کو پورا کر کے ان کے اندر امید، بشاشت، بلند ہمتی، حوصلہ، محبت وغیرہ کے جذبات پیدا کریں، کبھی بھی بیوی کے اعتماد کو مت ٹھکرائیں، اس کی باتوں کو دھیان سے سنیں وراس کو خوش رکھنے کی حتی الامکان کوشش کریں، تو انشاء اللہ وہ ہر قسم کی جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں سے محفوظ رہے گی۔ اس کی تندرستی میں آپ کی تندرستی پنہاں ہے۔ اس کی خوشیوں میں آپ کی خوشی مضمر ہے۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب بیوی کو شوہر نے اس کی غلطی کا احساس دلائے بغیر ڈانٹا، گھر کی دوسری عورتوں کے سامنے ذلیل کیا، فسادی دیورانیوں، جیٹھانیوں کی بات پر بغیر تحقیق کے بیوی کو ذلیل کیا تو اس کے جسم کے کسی حصے میں ایک مرتبہ درد اٹھا۔ پھر وہ ختم ہو گیا۔ پھر دوبارہ کبھی وہی صورت حال پیش آئی تو اسی عضو میں درد ہونے لگا، خواہ وہ گردن کے پیچھے ہو یا آنتوں میں یا معدہ میں۔ معدہ تو گویا جذبات کی فراوانی اور عمل دخل کا خاص مرکزِ توجہ ہے۔ یہ تو تقریباً ہر شخص روزانہ محسوس کرتا ہے۔ آپ اور ہم سب اس کا روزانہ مشاہدہ تو کرتے ہی ہیں کہ جب کاروبار میں مندی آتی ہے، ملازمت چھوٹ جاتی ہے یا تنخواہ میں کٹوتی ہوتی ہے تو ہم کو بھوک بالکل نہیں لگتی، طبیعت پریشان رہتی ہے۔ سامنے مرغ بریانی بھی رکھی ہو تو بھی کھانے کو دل نہیں چاہتا، معدہ کے پٹھے کھنچ جاتے ہیں اگر اس قسم کے افکار طول پکڑ جائیں تو معدہ کے پٹھے سکڑ جاتے ہیں اور سخت ہو جاتے ہیں اور اس میں درد پیدا ہونے لگتا ہے۔ لیکن اگر اسی درمیان کوئی خوشی کی بات سامنے آجائے تو ہماری بھوک جاگ اٹھتی ہے، سر کا درد دور بھاگ جاتا ہے، غصہ آنے والی چیزوں پر بھی غصہ نہیں آتا، بے ترتیبی اور بدنظمی پر بھی ٹینشن نہیں ہوتا۔ کاروبار اچھا چل رہا ہے۔ ہڑتالیں نہیں ہو رہی ہیں۔ تو آدمی کو دال روٹی میں بھی مزہ آتا ہے، اور اگر ایک کے دو بن رہے ہوں تو آدمی کو آیا ہوا بخار بھی دور بھاگ جاتا ہے۔ تاجر کی بیوی اتنا سمجھتی ہے کہ جب سیزن میں شوہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سر میں درد ہو تو وہ کوئی گولی دینے کی بجائے کہتی ہے ''دکان پر تھوڑی دیر چکر لگا آئیں انشاء اللہ طبیعت ٹھیک ہو جائے گی''

اب دوکان پر جاتے ہیں چند لوگوں سے اگر فون ہی پر بات ہو جائے تو طبیعت ایسی کھل جاتی ہے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ وہی صاحب ہیں جو چند گھنٹے پہلے فجر کی نماز جماعت سے اس لئے نہیں پڑھنے آئے کہ سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ یا فجر کی نماز جماعت سے اس لئے نہیں پڑھنے آئے کہ سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ یا فجر کے بعد بیان میں اس لئے نہیں بیٹھے کہ طبیعت ناساز تھی۔ اب الحمد اللہ کاروبار کی بہتر نوعیت آنے سے طبیعت ہشاش بشاش ہو گئی۔

غور کیجئے! جب تاجر آدمی کو دوکان پر گاہکوں کی وجہ سے سر کھجانے کی فرصت نہیں ملتی تو اس کی خوشی اور تندرستی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ وہ گھر آ کر بیوی صاحبہ کو بتلاتا ہے کہ ''آج دوکان پر اتنا رش تھا بیٹھنے کی بھی فرصت نہیں ملی۔''

تو بیوی صاحبہ کہتی ہیں..... الحمد اللہ! اللہ پاک کا شکر ہے کہ چلو آج کا دن اچھا گزر گیا۔ ذرا سوچئے! دن بھر بیٹھنے تک کی فرصت نہیں ملی، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں، اور جس دن فارغ رہے اس دن طبیعت خراب ہو گئی یہ سب محض قلبی احساسات کا نتیجہ ہے۔

امید ہے کہ ان مثالوں سے آپ خوب سمجھ گئے ہوں گے..... اعتماد، ہمدردی، محبت، شفقت اور خوشی کے جذبات آدمی کی صحت پر کتنا اچھا اثر ڈالتے ہیں اور برے جذبات یعنی تشویش، خوف، بدگمانی وغیرہ انسان کی صحت پر کتنے برے اثرات چھوڑتے ہیں اور کیسی خطرناک بیماریاں جنم دینے کا سبب بن جاتے ہیں۔

لہٰذا خدارا! اپنے آپ پر اور اپنے بیوی اور بچوں پر رحم کیجئے۔ اگر کوئی واقعی غلطی ان سے ہو گئی ہو تو اللہ پاک کی رضا کی خاطر انہیں معاف کر دیجئے، اس یقین سے کہ میں ان پر رحم کروں گا تو آسمان والا بادشاہ مجھ پر رحم کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احتیاط کے ساتھ قدم اٹھانے والا بنائے اور اپنے جذبات اور غصہ کے گھونٹ پینے والا بنائے اور حکمت اور سمجھ داری سے ہر معاملہ کرنے والا بنائے۔ آمین ثم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمین! (بحوالہ چیدہ چیدہ از تحفہ دولہا)

فحش کلامی سے بچیئے:

پرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص فحش کلامی کرتا ہے یعنی قابل شرم باتیں منہ سے نکالتا ہے اور اس بُرے فعل پر نادم بھی نہیں ہوتا تو اس شخص پر خدا کی بہشت حرام ہے دوزخ میں کچھ دوزخی ایسے ہوں گے جن کے منہ سے نجاست بہہ رہی ہوگی اور اس کی بدبو کی وجہ سے دوسرے دوزخی لوگ نجات کے لیے فریاد کریں گے اور پوچھیں گے یا ملک! یہ کون لوگ ہیں جن سے ہم سخت پریشان ہیں تو ارشاد باری ہوگا یہ وہی لوگ ہیں جو دنیا میں اپنی زبان سے فحش باتیں نکالتے تھے اور اس طرح لوگوں کی دل آزاری کرتے تھے۔

اچھا عمل:

حضرت براء بن عازبؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی آ کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور عذاب دوزخ سے بچائے ارشاد فرمایا اگر چہ تو نے چھوٹا جملہ بولا لیکن درخواست بہت لمبی چوڑی کی، اب سن لے نیک کام خود کر اور دوسروں کو حکم دے اور بُری بات سے اجتناب کر اور اگر اس کی طاقت تیرے اندر نہ ہو تو زبان کو خیر کے علاوہ نہ کھول یہی تیرے لیے کافی ہے۔ (بحوالہ بیہقی، شعب الایمان)

ایک سبق آموز واقعہ:

حضرت یونس علیہ السلام کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ لوگ ان کی خدمت میں بطور مہمان حاضر ہوئے انہوں نے آنے والوں کی ضیافت کی لیکن وہ مہمان لوگ یہ دیکھ کر بہت حیرت میں رہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی اہلیہ نہایت ہی بدزبان اور زبان دراز ہے اور اپنے شوہر کو بڑی تکلیف پہنچاتی ہے اور ساتھ ہی یہ ہمیں بھی نہیں بخشتی لیکن اللہ کے یہ نیک پیغمبر حرف شکایت زبان پر لانے کے بجائے صبر کرتے ہیں اور خاموشی سے اپنی بیوی کی تمام بیہودہ باتیں سنتے ہیں۔ مہمانوں نے صورت حال کی وضاحت چاہی حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونس علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس میں حیرت کی کیا بات ہے کوئی تعجب کی بات نہیں، میں نے ایک دفعہ اللہ عزوجل سے درخواست کی تھی کہ جو چیز آپ مجھے آخرت میں دینا چاہتے ہیں وہ دنیا ہی میں دے دیں اس پر مجھے اس لڑکی سے نکاح کرنے کا حکم ملا ہے میں نے حکم کی تعمیل کی ہے اس وقت سے میں اپنی بیوی کی عادتوں پر صبر کر رہا ہوں۔

نکتہ چینی سے گریز کیجئے:

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ ''نکتہ چینی سے کسی کی اصلاح نہیں ہوسکتی'' اعتراض وتنقید اور نکتہ چینی سے بحث ومباحثہ، قیل وقال کا دروازہ، کھل جاتا ہے اور عمل اور سلوک کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ ہاں اتنی بات ان لوگوں کیلئے روا ہے جو افہام وتفہیم کے ذریعے دلائل اور براہین سے ایک دوسرے کے مطمع نظر کو سمجھانا چاہتے ہیں۔ وہ اعتراض جو معروض اور درخواست، ترغیب اور ترہیب کی شکل میں ہو، اختلاف کی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ ان الباطل کان زھوقا کا مصداق ہوتا ہے۔

گھریلو زندگی کو تباہ کرنے والا نکتہ چینی اور اعتراض کا ماحول انتہائی گندے اور ناخوشگوار جذبات کو جنم دیتا رہتا ہے۔ ایسے خاندانوں میں بات بات پر اعتراض بات بات پر نکتہ چینی ہر فرد اور ہر خاندان پر ہر وقت فاسد خون کی طرح کارفرما ہو جاتی ہے۔ نہ کسی کے جذبات کا لحاظ اور نہ کسی کی عزت اور مرتبہ کا خیال۔ ہر وقت بحث ومباحثہ تو تو، میں میں، میں الجھے رہتے ہیں۔ کسی کی کوئی بات بھلی ہی معلوم نہیں ہوتی۔ میٹھی بات بھی کڑوی لگنے لگتی ہے۔ مثلاً یہ نہیں کرنا چاہئے تھا'' ''ہم ہوتے تو ایسا نہ کرتے۔'' ''یہ تم نے کیوں کیا'' ''یہاں یہ چیز کس انداز سے رکھی گئی ہے۔'' ''سلیقہ بھی کوئی چیز ہے۔'' ''اس معاملہ میں تم نے بڑی حماقت کی ہے''۔ آپ کو کہنا ہی تھا تو ذرا نرمی سے کہتے۔'' ''اس طرح کھینچ کر نہیں مارنا چاہئے تھا۔'' ''یہ جو تم نے کیا ہے اس پر ابلیس بھی کان پکڑتا ہوگا۔'' کوئی کسی کو کسی ڈھنگ سے پسند ہی نہیں آتا۔ ہر ایک فرد خاندان میں اپنی بات منوانے اور دوسروں کی بات رد کرنے پر تلا رہتا ہے۔ اور اکثر اوقات زبان درازی اور مار پیٹ تک نوبت آجاتی ہے۔ اور ہر ایک اس طرح اپنے نفس سے مغلوب ہو جاتا ہے کہ کسی کو یہ یاد ہی نہیں رہتا کہ یہ اختلاف کہاں سے شروع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا ہے، کس بات سے شروع ہوا۔

کیا یہ بنیادی مسئلہ ہے کہ جس پر تنقید اور بحث ہو رہی ہے۔ گفتگو برائے گفتگو چلتی رہتی ہے اور ہر شخص اپنے علم اور قابلیت خطابت، فراست اور لیڈری کا لوہا منوانا چاہتا ہے۔ غلطی کا اعتراض گناہ عظیم سمجھا جاتا ہے۔ اور جب نوبت ہاتھا پائی، طلاق، خلع، قطع تعلق کی آجاتی ہے تو بزعم خود ہر ایک دوسرے پر الزام تراشتا رہتا ہے کہ میں تو نرمی سے، شائستگی سے، تہذیب سے بات کر رہا ہوں، تم خواہ مخواہ اپنا دماغی توازن خراب کر رہے ہو ذرا زبان سنبھال کر بات کرو۔ دوسرا چیختا ہے کہ میں تو بالکل ٹھنڈے دل سے بات کر رہا ہوں۔ تم ہی ہو جو آپے سے باہر ہوئے جا رہے ہو حقیقت حال پوچھئے، تو گھر کا گھر اپنے آپے سے باہر ہی جاتا نظر آتا ہے بلکہ یوں کہئے کہ اپنے جامے سے باہر جاتا نظر آتا ہے۔ سبھی اپنا دماغی توازن کھو بیٹھتے ہیں، آدمیت ہی سے خارج ہوئے جاتے ہیں۔ چنانچہ جس کے نتیجے میں گھر کا ماحول قیامت کا سماں پیش کرتا ہے۔ چنانچہ خداوند قدوس سے دل کی گہرائیوں سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی ظاہری اور باطنی برائیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین یارب العلمین)

ذمہ داری نمبر.....۲۹

﴿تنقید سے پرہیز کیجئے﴾

بعض نوجوان بہت ہی سنجیدہ اور شریفانہ طبیعت کے مالک ہوتے ہیں۔ نرم مزاج اور خوش گوار اور ہنس مکھ۔ لیکن شادی کے بعد، خصوصاً جہاں دولہا میاں کے چھوٹے بھائی بہن بھی ہوں اور پورے خاندان کے اکٹھا رہنے کو بہت ضروری سمجھنے کی بیماری میں بھی مبتلا ہوں تو وہاں شوہر جب اپنی بیوی کو کوئی بات سمجھاتے ہیں تو سمجھانے کا انداز تنقید و تردیدی و تقابلی ہوتا ہے۔ بعض اوقات بڑے بھائیوں اور بہنوں سے شکایتیں سن کر مثلاً۔

دیکھو بھائی تم اپنی بیوی کو سمجھاتے نہیں.....

کیسی بے وقوف ہے.....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم ذرا سختی کرو پھر دیکھو کیسی چلتی ہے.....
تمہیں بیوی کو چلانا نہیں آتا.....وغیرہ وغیرہ۔

یہ بہادر شوہر صاحب سارا غصہ تنقیدی طور پر بیوی پر اتارتے ہیں، اور خود اپنے گمان میں یہ سمجھتے ہیں کہ میں بیوی کو بہت ہی اچھی طرح سمجھا رہا ہوں۔ فلاں دوست، فلاں رشتہ دار جس طرح اپنی بیوی کو ڈانٹتے ہیں، میں تو اس طرح نہیں کرتا اور وہ جانوروں کی طرح بیوی کو مارتے ہیں، میں تو کبھی ہاتھ بھی نہیں اٹھاتا اور گھر کی دوسری عورتوں کے سامنے ذلیل بھی نہیں کرتا وغیرہ وغیرہ۔

میں تو ائیر کنڈیشنڈ والے کمرے میں بیٹھ کر یا گھمانے پھرانے لے جا کر، اکیلے میں کچھ کھلا پلا کر خوب خوش کر کے سمجھاتا ہوں۔ پھر بھی یہ بیوی ایسی نالائق، بے وفا اور احسان فراموش ہے کہ بات مان کر نہیں دیتی، سمجھتی ہی نہیں۔ میں سمجھانے بیٹھوں تو یہ کاٹنے کو دوڑتی ہے، اپنی غلطی کبھی تسلیم نہیں کرتی وغیرہ وغیرہ.....ہم ایسے شوہروں کی خدمت میں گزارش کر رہے ہیں کہ اگر آپ ٹھنڈے دل سے سوچیں تو یہ سمجھانا نہیں ہوا بلکہ کیچڑ میں لتھڑے جوتے کو خوبصورت کپڑے میں لپیٹ کر مارنا ہوا اور بغیر تحقیق کے شکایت سن کر اس کے ناکردہ جرم کا اقرار کروانا ہوا۔ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ۔

''تنقید سے کسی کی اصلاح نہیں ہوتی۔ اعتراض، تنقید، تنقیص، تردید، تقابل طعن و تشنیع سے بحث و تکرار، قیل و قال کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اس طرز پر نصیحت اور وعظ سے افہام و تفہیم، اطاعت و اتباع، غلطی کے اعتراف اور اس پر معذرت وغیرہ سب کا دروازہ بند ہو جاتا ہے''

یہ چیزیں گھریلو زندگی کو تباہ کر دیتی ہیں۔ تنقید و اعتراض کا ماحول انتہائی گندے اور ناخوشگوار جذبات کو جنم دیتا ہے۔ ایسے ماحول میں میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے، غلط ثابت کرنے اور ذلیل کرنے کے مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ پھر یہ دونوں نہ تو موقع محل کا خیال رکھتے ہیں اور نہ کسی کی عزت و مرتبہ کا۔

ایسے حالات میں کسی کی کوئی بات اچھی ہی نہیں لگتی اور میٹھی بات بھی کڑوی لگنے لگتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور مزید ظلم یہ کہ شوہر صاحب سخت طعنوں کے نشتر اور پرانے عیوب کے پتھر چاندی کے ورق سے مزین کر کے بیوی کو مارتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ پتھر تو آخر پتھر ہی ہے اس کو سونے چاندی کے ورق میں ہی لپیٹ کر مارا جائے لیکن لگتے ہی تکلیف پہنچائے گا۔ اور پتھر مارنے کے بعد یہ تمنا رکھنا کہ جواب میں پھول برسیں گے، یہ بڑی نادانی ہے۔ انجام کو سوچے بغیر یہ کہا جائے کہ ''مولوی صاحب! اب تو میں بہت ہی نرمی سے بات کر رہا ہوں، شائستگی سے اور تہذیب سے بات کر رہا ہوں، بیوی محترمہ خواہ مخواہ اپنا دماغی توازن خراب کر رہی ہیں۔ میں بالکل ٹھنڈے دل سے بات کرتا ہوں، وہ آپے سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔ میں نے تو پیار سے صرف یہ کہا کہ۔

''زلیخا تم کو یہ نہیں کرنا چاہیے تھا ہم ہوتے تو ایسا نہ کرتے تم نے کیوں کیا؟..... یہاں یہ چیز کس منطق سے کہی گئی ہے؟..... اس معاملے میں تم نے بری حماقت کی ہے..... اصل قصور تمہارا نہیں ہے، تمہاری والدہ کا ہے، جس نے تمہیں کچھ سکھایا نہیں ..... تمہاری بہن کونسا گھر چلا سکی، جو تم چلاؤ گی۔ صبح سے سو رہی تھی کہ ابھی تک کھانا تیار نہیں کیا؟'' وغیرہ وغیرہ۔

آپ اس پر غور فرمائیے کہ اے سی (A.C) کے کمرہ میں بیٹھ کر آئس کریم کھاتے ہوئے بھی اگر آپ اسے نرمی سے سمجھانا کہیں گے تو ہم صرف آپ سے یہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی خام خیالی ہے۔ یہ تو نرمی سے سمجھانا نہ ہوا، بلکہ اس کو ذلیل کرنا ہوا۔ اس سے آپ اپنا وقت بھی ضائع کر رہے ہیں اور بیوی کا بھی۔ اس طرح بیوی سمجھے گی نہ اس کی اصلاح ہوگی۔

بیوی کو سمجھاتے وقت تنقید کے بجائے تدبیر سے کام لیجئے:

یہاں بیوی کو نرمی سے سمجھانے کے لئے ہم چھ تدبیریں لکھتے ہیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، یا رب العالمین!

۱۔ آپ کے سامنے بیوی کی کتنی بڑی غلطی بھی بیان کی جائے، یا آپ کے والدین یا آپ کی بہنیں یا بھابھیاں آپ سے بیوی کی شکایت کریں تو فوری طور پر مشتعل ہونے یا کوئی قدم اٹھانے سے گریز کریں۔ اس وقت بیوی کو کچھ بھی نہ کہیں، کم از کم اتنا صبر کر لیں کہ دو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازوں کا وقت گزر جائے، (یعنی اگر کوئی بات، مثلاً ظہر کے وقت پیش آئی ہو تو مغرب تک اور اگر مغرب کے وقت پیش آئی تو فجر تک)۔ اس کے بعد بیوی سے بات کریں اگر واقعتاً اس کی غلطی معلوم ہو تو اس کو سمجھائیں اس تدبیر پر عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے گھر میں بہت زیادہ مثبت تبدیلی رونما ہوگی، آپ کی بات کی قدر بھی ہوگی، بیوی کی نگاہ میں آپ کی عزت رہے گی، آپ کی سمجھ داری اور بردبادی کا سکہ بھی جمے گا اور وہ آپ کی بات پر عمل بھی کرے گی۔

۲۔ آپ کو آپ کی ہمشیرہ نے بتلایا کہ فلاں موقع پر بھابھی نے فلاں رشتہ دار سے فلاں فلاں بات کی جس سے ہماری شکایت کا پہلو نکلتا ہے تو آپ اس پر فوری ردِ عمل ہرگز ظاہر نہ کریں اور نہ بیوی پر جرح شروع کر دیں، بلکہ حکمت سے کام لیں۔ اول غور کریں کہ آیا بات واقعی اتنی اہم ہے جتنی بہن نے سمجھی؟ اگر اہم نہ ہو تو ٹال دیں اور اگر اہم ہو تو بیوی کو سمجھانے کے لئے عمومی انداز اختیار کریں۔

علماء نے لکھا ہے کہ جب تیرے بھائی بیوی وغیرہ سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو ان کے لئے ستر عذر پیدا کرو اور پھر اپنے دل کو سمجھاؤ کہ ان کے پاس اتنے عذر ہیں اور جب بھی تیرا دل نہ قبول کرے تو بجائے ان کے اپنے آپ کو ملامت کر کہ تجھ میں کس قدر قساوت اور سختی ہے کہ تیرے بھائی یا بیوی ستر عذر پیش کر رہے ہیں اور تو ان کو قبول نہیں کر رہا۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ۔ ''جس شخص کے پاس کوئی عذر پیش کیا جائے اور وہ قبول نہ کرے تو اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا چنگی کے محرر کو (جو لوگوں سے ناجائز ٹیکس وصول کرتا ہے)''

(بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

یاد رکھیئے! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کوئی عیب کسی خاص گروہ یا کسی خاص قوم میں پایا جاتا تو اس قوم کا نام نہ لیتے، بلکہ یوں فرماتے ''ما بال اقوام'' ''لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ ایسا کرتے ہیں''

(بحوالہ ابوداؤد جلد ۲)

پس ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی طریقے پر عمل کرتے ہوئے بیوی کو براہ راست مخاطب کر کے شرمندہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ بعد میں موقع دیکھتے ہوئے عمومی بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنی چاہئے۔ مثلاً۔

پیاری زلیخا! تمہیں پتہ ہے، بعض عورتوں کی یہ بری عادت ہوتی ہے کہ وہ ادھر کی بات ادھر کرتی ہیں، اشارے کنایہ سے سسرال والوں کی شکایتیں کرتی ہیں۔ یہ تو بہت ہی نامناسب عمل ہے اور مجھے ایسا کرنے والیوں سے چڑ ہے۔ لہٰذا تم اس سے ضرور بچنا۔ ارے بھئی! اپنے گھر کی باتیں بھی کوئی دوسروں کو بتاتا ہے، یہ تو حد درجہ حماقت ہے مجھے تم پر اعتماد ہے۔ تم کبھی ایسا نہیں کروگی، وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ تیسری تدبیر یہ ہے کہ آپ کے پاس بیوی کی چار شکایتیں پہنچی ہیں، یا خود کو کچھ باتیں ناگوار محسوس ہوئی ہیں، تو سب پر الگ الگ نہ سمجھائیں بلکہ ان سب کی وجہ پر غور کریں۔ پھر اس وجہ کا سدباب کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس میں رہنمائی فرمائیں کہ ہم صحیح وجہ تک پہنچیں، آمین۔

۴۔ چوتھی تدبیر یہ کہ کوئی بات سمجھاتے ہوئے گڑے مردے نہ اکھاڑیں۔ بلکہ یہ تو یوں بھی بے دین عورتوں کی عادت ہے، مرد کو تو چاہئے کہ جو بات ہوگئی سو ہوگئی، اس کو بھول جائے۔ یاد رکھیئے! اگر آپ پرانی باتوں کو نہیں بھولیں گے اور بیوی کو ہر چھوٹی بڑی کوتاہی اور غفلت یاد دلا کر اس کے ذہن کو کچوکے دیتے رہیں گے تو یہ نہ صرف اس پر بلکہ اپنے آپ پر اور اپنے نونہال پر بھی ظلم ہوگا، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے، آمین۔

۵۔ پانچویں تدبیر یہ ہے کہ سمجھانے میں موقع محل کا ضرور خیال رکھیں کہ جب آپ بیوی کو سمجھا رہے ہوں تو وقت اور جگہ بھی ایسی مناسب ہو کہ بات نہ بگڑے اور مقصد پورا ہو جائے۔ بعض اوقات جب مناسب موقع پر اور مناسب وقت سے سمجھایا جاتا ہے تو بیوی کی غلطی نہ بھی ہو تو بھی وہ مان لیتی ہے، اور بعض اوقات موقع محل کا خیال نہیں رکھا جاتا تو غلطی ہونے کے باوجود وہ ضد پر آجاتی ہے اور بات کہیں سے کہیں نکل جاتی ہے۔

۶۔ چھٹی تدبیر یہ ہے کہ کبھی بھی کسی کے سامنے اس کو نہ سمجھائیں، دوسروں کے سامنے اس کو ذلیل نہ کریں۔ اسی طرح اکیلے میں سمجھاتے ہوئے بھی اس کو دوسری عورتوں کی مثالیں دے کر کبھی نہ سمجھائیں۔ مثلاً یہ کبھی نہ کہیے کہ دیکھو فلاں میرے دوست کی بیوی کیسی ہوشیار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور تم..... فلاں بھابھی دیکھو کس طرح سب سے مل جل کر رہتی ہے اور تم..... میری بہن کو دیکھو، بچوں کی کیسی تربیت کرتی ہے اور تم..... اس طرح کہنے سے اصلاح نہیں ہوا کرتی، اصلاح کے لئے نرمی، محبت، اپنائیت، نصیحت، برداشت، ہمدردی، خیر خواہی، دل سوزی اور دردمندی کے جذبات سے معمور اور تلخ کلامی، سخت بیانی اور طعن و تشنیع سے دور ہونا چاہئے۔

ان سب تدبیروں کے ساتھ ساتھ استغفار بھی کرتے رہنا چاہیے، کیونکہ بعض اوقات انسان کے اپنے گناہوں کی نحوست سے بیوی نافرمان ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بیوی کی اصلاح کے لئے بھی خوب دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان جوڑوں میں باہمی الفت و محبت و مزاج میں ہم آہنگی نصیب فرمائے۔ آمین۔

ازدواجی زندگی سے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب:

بعض شوہر حضرات اپنی بیوی کی واقعی غلطیوں پر صرف دل ہی دل میں کڑھتے ہیں اور زبان سے کچھ نہیں کہتے نہ اصلاح کی کوشش کرتے ہیں اور نہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں، بلکہ خود کو ہی کوستے ہیں یا والدین کے غلط انتخاب پر کڑھتے ہیں۔ یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔

ذیل میں ہم آپ کے لئے تراشہ لکھتے ہیں تاکہ آپ کی سمجھ میں آجائے کہ مایوس ہونا..... یا صرف ایک ہی زاویہ سے سوچنا..... یا صرف دوسرے کو قصوروار ٹھہرانا..... یا ماضی پر سوچتے رہنا کسی طرح مناسب نہیں۔

سوال: ڈھائی تین سال ہوئے ایک شادی کی تقریب میں، جب کہ میں چند قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، گھر کے صحن میں میری چھوٹی سالی کے لڑکے نے مجھ سے بہت بدتمیزی اور بے ادبی کی، جس پر پاس بیٹھے ہوئے عزیزوں نے بھی میری طرف تمسخرانہ نظروں سے دیکھا۔ مجھے بہت سبکی محسوس ہوئی۔ مگر وقت کی نزاکت کی وجہ سے خاموش رہا اور صرف اپنی اہلیہ سے اس کا ذکر کیا۔

سال بھر تک میں خاموش رہا اور اس انتظار میں کہ میری چھوٹی سالی، اہلیہ یا چھوٹی سالی کا لڑکا خود آکر مجھ سے اپنی بے ادبی اور بدتمیزی کی معذرت کرے گا، مگر وہ لوگ ہمارے گھر برابر آتے رہے۔ اہلیہ کو تو اس بے ادبی کا بالکل احساس نہیں، وہ لڑکا بھی آتا اور میرے سامنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اپنی خالہ کے پاس چلا جاتا، دونوں ماں بیٹے نے کبھی مجھے سلام تک نہیں کیا۔

خیر ایک سال یونہی گزر گیا۔ ایک روز وہ لڑکا آیا اور میری اہلیہ سے باتیں کر کے جب جانے لگا تو میں نے اس کو روک کر کہا کہ آئندہ اس گھر میں نہ آنا۔ اس پر وہ بہت سیخ پا ہو گیا اور کہا کہ میں آؤں گا دیکھتا ہوں کون میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ میری اہلیہ سب سنتی رہیں مگر خاموش رہیں۔ ۱۵ مئی ۱۹۹۴ء صبح ساڑھے آٹھ بجے مجھے عارضہ قلب رہا۔ میں صوفے پر لیٹ گیا اور اس مرض کی گولی زبان کے نیچے رکھی۔ ۴ گولیاں رکھنے پر افاقہ ہوا اور درد کی شدت کم ہوئی۔ اسی دوران میری چھوٹی سالی آئیں اور اپنی بہن سے باتیں کرنے لگیں۔ دن بھر رہیں، مگر میرے بارے میں بالکل لاتعلقی ظاہر کی، حالانکہ میں نے جو مجھ سے ہو سکا ان لوگوں کی بہت مدد کی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس کو ظاہر کروں۔ شام کو چھوٹی سالی کا لڑکا ماں کو لینے آیا۔ اس کو دیکھ کر مجھے بے حد غصہ آیا اور سخت کلامی ہوئی۔ لڑکا بھی برابر جواب دیتا رہا، مگر نہ اس کی ماں، نہ میری اہلیہ اور نہ ہی میرے صاحبزادے کچھ بولے۔ وہ لوگ چلے گئے اور آدھ گھنٹہ بعد چھوٹی سالی کی لڑکی نے میری اہلیہ کو فون کیا اور نہ معلوم میرے متعلق کیا کیا کہا کہ میری اہلیہ نے مجھ کو سخت برا بھلا کہا اور مجھ سے طلاق مانگی اور گھر سے نکل جانے کو کہا۔ میں نے کہا کہ آپ خلع لے لیں، طلاق تو میں نہیں دوں گا۔ اس سے بھی کافی تلخ کلامی ہوئی اور مجھ سے یہاں تک کہا کہ میرے لئے اب اچھا نہیں ہوگا۔ اس دن سے میری اہلیہ کی بھی مجھ سے بات چیت بند ہے۔ میں برابر جو میرا فرض ہے یعنی پنشن وغیرہ ان کو دے رہا ہوں۔ آپ سے عرض ہے کہ ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور ہم دونوں میں بالکل بات چیت بند ہے۔ اس سلسلہ میں شرع کے کیا احکامات ہیں، بہت ممنون ہوں گا۔ بہت ذہنی پریشانی میں مبتلا ہوں۔

جواب: شریعت کا حکم یہ ہے کہ دونوں میاں بیوی پیار و محبت سے رہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق واجبہ ادا کریں اور اگر نہیں کر سکتے تو علیحدگی اختیار کر لیں۔ سالی کے لڑکے کی وجہ سے آپ نے اپنا معاملہ بگاڑ لیا۔ اگر وہ بے ادب تھا تو آپ اس کو منہ نہ لگاتے۔ آپ کے معاملات کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے بیوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کے دل میں گھر نہیں کر سکے۔ ایک سال سے گفتگو بند ہے، مگر نہ آپ نے بیوی سے پوچھا، نہ بیوی نے آپ سے، نہ صاحبزادے نے دونوں سے۔ گناہگار تو آپ کی بیوی زیادہ ہے، لیکن اصل قصور آپ کی سخت طبعی کا ہے جو کسی کا ساتھ بھی نہ نباہ سکی۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسنِ سیرت، حسنِ اخلاق، حسن معاملات..... کا معاملہ کریں پھر نہ آپ کو بیوی سے شکایت رہے گی نہ اس کی بہن اور بھانجے سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے حق میں سب سے اچھا ہو۔ اور میں اپنے اہل خانہ کے حق میں سب سے اچھا ہوں۔ (بحوالہ کنز العمال جلد ۱۶)

وضاحت: شریعت میں سالی اور بھابی سے پردہ کرنا بہت ہی ضروری ہے، اس لئے کہ سالی نامحرم ہے، بیوی کے انتقال یا علیحدگی کے بعد اس سے نکاح ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اس سے اسی طرح پردہ کرنا چاہئے، جس طرح اجنبی عورتوں سے پردہ کیا جاتا ہے سالی سے پردہ نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اسے ناراض کریں گے تو ہم خود ہی سوچ لیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے اس کی بنی ہوئی دنیا بھی بگڑ جاتی ہے۔ پھر چاہے وہ ظاہری صورت میں ہمیں کسی کی بد اخلاقی اور بدتمیزی نظر آئے، یا احسان فراموشی اور بے وفائی، لیکن یہ سب ہمارے گناہوں کا وبال ہے۔ لہٰذا طے کرلیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن عورتوں سے پردہ کا حکم دیا ہے ان سے پردہ کریں گے۔ دنیا والے کچھ بھی کہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے احکام پر چلنے والے اور ان احکام کو دنیا میں پھیلانے والا بنائے۔ آمین۔ امید ہے آپ کی سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ سخت طبعی، خاموش رہنا اور دعا نہ کرنا اور حکمت و بصیرت سے اصلاح کرنے کی کوشش نہ کرنا اور صرف دل ہی دل میں کڑھتے رہنا بھی جرم ہے اور اس کے ذمہ دار آپ ہیں۔ لہٰذا قصور صرف بیوی کا نہیں بلکہ آپ کا بھی ہے۔ لہٰذا مایوس نہ ہوئیے، ماضی کو بھول کر آج ہی سے کام شروع کر دیجئے۔ (بحوالہ بتغیر وتبدل از تحفہ دولہا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری نمبر.....۳۰

﴿غصہ پر کنٹرول رکھئے﴾

ایک غصہ ور شوہر کا بیوی کو جان سے مار دینے کا واقعہ:

جاوید نے اپنی بیوی کو قتل کر دیا تھا۔ آس پڑوس میں کوئی بھی اس واقعے کو اپنے گلے میں نہ اتار پا رہا تھا۔ جاوید اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا تھا۔

ایسا کیسے ہوا؟..... اس سوال کا جواب کسی کے پاس نہ تھا۔ ایسا کیوں اور کیسے ہوا؟ اس کا جو بیان جاوید نے خود تھانے میں دیا تھا، اس نے سب کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا۔ وہ بیان کچھ اس طرح تھا۔

نرگس میرے دوستوں کی پارٹیوں سے چڑتی تھی۔ کہ میں دوستوں کے ہاں جاؤں یا گھر میں اپنے دوستوں کو بلاؤں۔ لیکن دوستوں کے یہاں جانا اور ان کو گھر پر بلانا میرے بزنس کی ضرورت تھی۔

نرگس میکے گئی ہوئی تھی اس کا خط آیا کہ اسے ابھی گھر آنے میں پندرہ بیس دن مزید لگیں گے۔ میں نے اس لئے اپنے دوستوں کو گھر بلایا تھا۔ ان میں کچھ پرانے دوست تھے اور کچھ نئے دوست بنے تھے۔ پرانے دوستوں کا قرض چکانا تھا تو نئے دوستوں کو اپنے گھر کی شان و شوکت دکھانا چاہتا تھا۔ بغیر اس کے کون بزنس دیتا ہے؟

محفل جمی ہوئی تھی۔ سب ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک باہر ٹیکسی رکنے کی آواز آئی۔ میں نے سوچا دوستوں میں سے کوئی ہوگا۔ لیکن جب دروازہ کھلا تو سامنے نرگس کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے ایک بار مجھے اور میرے دوستوں کو گھور کر دیکھا اور تمتماتی ہوئی اندر چلی گئی۔ اس کے ایسے سلوک سے محفل برباد ہوگئی۔ رنگ میں بھنگ پڑ گیا تھا۔ سب ایک ایک کر کے کھسک گئے تھے۔

ان کے جانے کے بعد میں بھی دندناتا ہوا اندر پہنچا۔ مجھے معلوم نہیں کیا ہو گیا تھا۔ میرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارا جسم کانپ رہا تھا، جیسے گرم سیسہ رگوں میں بہہ رہا ہو۔ میرے دماغ میں بجلیاں کوند رہی تھیں۔ میں ڈائننگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ نرگس نے مجھ سے نگاہ نہیں ملائی۔ یہ بے مروتی مجھ سے برداشت نہیں ہوئی۔ میں نے جب اس سے جلدی آنے کی وجہ دریافت کی، تب بھی وہ خاموش رہی۔ معلوم نہیں کب میں نے قریب پڑا ہوا چمچہ اٹھایا..... نرگس کے سر پر دے مارا۔ ایسا کر کے میں اپنے بیڈروم میں چلا گیا، جا کر اپنے بیڈ پر پڑ گیا۔

نہ جانے کب وقت گزر گیا، ایک بجا، دو گھنٹے گزر چکے تھے اس حادثے کو، میں اٹھ کر نرگس کو دیکھنے گیا۔ نرگس نڈھال ڈائننگ ٹیبل پر پڑی ہوئی تھی۔ جب ہاتھ لگایا تو دل کانپ اٹھا۔ ڈکٹر کو فون کیا۔ ڈاکٹر نے جو بتایا اس پر اعتبار نہ آیا۔ میں اپنی پیاری بیوی کا قتل کیسے کر سکتا تھا؟..... میں نے ایسا کر دیا..... میں نرگس کے بغیر کیسے زندہ رہوں گا؟..... ڈاکٹر نے شائد میرے دل کی بات بھانپ لی۔ اس نے مجھ پر قابو پایا اور پولیس کو فون پر اطلاع دیدی۔ اس کے بعد جو ہوا سب کے سامنے ہے۔

ایک خاوند اپنی اور اپنے دوستوں کی بے عزتی برداشت نہیں کر پایا۔ اس نے لمبے عرصے سے چلے آرہے اس مسئلے سے چھٹکارہ پانے کا راستہ شائد غصے میں ڈھونڈا اور مسئلے سے نجات حاصل کر لی۔ یہ بات دوسری ہے کہ غصے میں سوجھا راستہ صحیح نہیں تھا۔ اس سے نجات کہاں ملی؟..... اس راستے کو اختیار کر کے جاوید لوگوں ہی کی نہیں، اپنی نظر میں بھی گر گیا۔ اس کا بزنس چوپٹ ہو گیا۔ اس کی زندگی موت سے بھی بدتر ہو گئی۔

غصے کو ضبط کرنے والوں کے واقعات:

اس مذکورہ واقعے کے بعد کچھ اور بھی واقعات ملاحظہ کیجئے اور اندازہ کیجئے کہ جہاں غصے سے بڑے بڑے نقصان سامنے آتے ہیں، وہاں غصے کو ضبط کرنے سے بہت سے فوائد بھی ملتے ہیں، جیسا کہ ذیل کے چند واقعات سے آپ کو اندازہ ہوگا۔

حضرت شاہ ابوالحسن خرقانیؒ کا واقعہ:

حضرت شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ شیر پر سواری کیا کرتے تھے۔ اور جنگل سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکڑیاں کاٹ کر شیر کی پشت پر لاد کر لاتے تھے۔ اگر شیر شرارت کرتا تو زندہ سانپ کا کوڑا ان کے ہاتھ میں ہوتا تھا وہ اس سے شیر کی پٹائی کیا کرتے تھے۔

نراسان سے ایک شخص ان سے بیعت کے لئے خرقان آیا، جب ان کے گھر پہنچا تو حضرت لکڑیاں کاٹنے جنگل تشریف لے گئے تھے۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے ان کی بیوی نے پوچھا کیسے آئے ہو، کیا کام ہے۔ اس نے جواب دیا کہ حضرت سے بیعت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ بیوی کہنے لگی لاحول ولاقوہ وہ حضرت کہاں سے ہے وہ تو بڑا مکار ہے، تم کہاں سے اس کے چکر میں پھنس گئے، بیوی نے ایسی باتیں سنائیں کہ اس نے کانوں کو ہاتھ لگالیا اور رونے لگا کہ میرا ہزار میل کا سفر رائیگاں گیا۔ محلے والوں نے سمجھایا کہ حضرت کی بیوی تیز مزاج ہے بدگمانی نہ کرو۔ حضرت جنگل سے آرہے ہونگے۔ جاؤ ان سے جا کر مل لو۔ یہ جب جنگل کی طرف گیا تو دیکھا کہ حضرت شاہ ابوالحسن شیر پر تشریف فرما ہیں اور آرہے ہیں۔

مولانا جلال الدین رومیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت کو کشف ہوگیا کہ یہ مہمان میری بیوی کی باتیں سن کر آرہا ہے، اور پریشان ہے تو جب ملاقات ہوئی تو حضرت نے مسکرا کر پوچھا! ارے بھائی پریشان اور غمگین کیوں ہو۔ کیا بات ہے؟۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کی بیوی بڑی تیز مزاج کی ہے ایسی عورت سے آپ نے شادی کیوں کی؟..... شیخ نے فرمایا! اسی بیوی کی طرف سے آنے والی اذیتوں پر صبر اور غصہ کو کنٹرول کرنے کی وجہ سے تو اللہ نے مجھ پر یہ انعام فرمایا ہے کہ میں شیر پر سواری کر رہا ہوں اور زندہ سانپ میرے ہاتھ میں کوڑا بنا ہوا ہے۔

گر نہ صبرم مے کشیدے بار زن
کے کشیدے شیر نرے گار من

''اگر میرا صبر اس عورت کی تکلیفوں کے بوجھ کو نہ اٹھاتا تو یہ شیر میرا غلام کب بنتا''

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ کا واقعہ:

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ بڑے نازک مزاج تھے اور بڑی نفیس طبیعت کے مالک تھے۔ دشمن نے جب ان کو گولی ماری تو فرمایا کرتے تھے کہ گولی کی تکلیف تو نہیں ہے البتہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گندھک کی بدبو سے بڑی سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ دہلی کی جامع مسجد میں جب نماز پڑھ کر واپس تشریف لاتے تو راستے میں اگر کسی کا پلنگ ٹیڑھا پڑا ہوا دیکھ لیتے تو سر میں درد ہو جاتا۔

دہلی کا بادشاہ حاضر خدمت ہوا، اس کو پیاس لگی، اٹھ کر صراحی سے پانی پیا اور کٹورا صراحی پر ترچھا رکھ دیا تو حضرت کے سر میں درد شروع ہو گیا۔ بادشاہ نے محسوس کیا کہ حضرت کو خادم کی ضرورت ہے۔ عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ایک خادم خدمت کے لئے بھیج دوں۔ حضرت نے فرمایا! جب سے آپ نے صراحی پر کٹورا ٹیڑھا رکھا ہے اس وقت سے سر میں درد ہو گیا ہے۔ پتہ نہیں آپ بادشاہی کیسے کرتے ہونگے، جب بادشاہ ہو کر آپ کو کٹورا رکھنا نہیں آتا، تو آپ کا خادم جو رنگ لگائے گا وہ میں کیسے بھگتوں گا۔

غرض یہ کہ بڑے نازک مزاج تھے۔ ان کو الہام ہوا کہ دہلی میں ایک نہایت غصے والی بدمزاج اور بداخلاق عورت ہے اگر تم اس سے نکاح کر لو تو ہم سارے عالم میں تمہارا ڈنکا بجوادیں گے۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ نے اللہ سے سودا کر لیا اور اس عورت سے نکاح کر لیا۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت کا ایک کابلی مرید آیا۔ حضرت نے ایک دن اسے کھانا لینے بھیجا، اس کابلی نے جا کر کہا کہ حضرت کھانا منگوا رہے ہیں تو اندر سے بیوی نے خوب صلواتیں سنائیں، کہ حضرت بنے ہوئے ہیں یہاں کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے اور وہاں حضرت کی تقریر جاری ہے، حضرت کیا ہے بڑا مکار ہے غرض جی بھر کہ صلواتیں سنائیں، وہ کابلی تھا پٹھان اس کو بڑا غصہ آیا اس نے بڑا چھرا نکال لیا بعد میں حضرت کے خیال سے اس کو چھوڑ دیا واپس آ کر حضرت کی خدمت میں گزارش کی کہ کیسی عورت سے آپ نے شادی کی ہے بڑی بدزبان اور بداخلاق ہے، حضرت نے فرمایا ارے بیوقوف یہ جو پورے عالم میں مظہر کا ڈنکا پٹ رہا ہے یہ اسی عورت کی اذیتوں پر صبر کرنے کی بدولت ہے اس مجاہدے کی برکت سے تو اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے تو خلاصہ یہ ہوا کہ غصہ کو ضبط کرنا بڑی فضیلت والا کام ہے اسکی بدولت اللہ پاک دنیا و آخرت میں نوازتے ہیں اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرو اور غصہ پر قابو پانا ایسا کوئی ایسا مشکل بھی نہیں کہ بالکل ناممکن ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار دیا ہے اس اختیار کو استعمال کر لے تو غصہ پر قابو پا سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غصہ دور کرنے کی تدابیر:

غصہ کو دور کرنے سے متعلق بہت سی تدابیر مختلف کتابوں میں نظر سے گزریں جو کہ انتہائی اختصار کے ساتھ ہم اپنے لفظوں میں یہاں پیش کر رہے ہیں۔

(۱) جب بھی آپ کو غصہ آئے فوراً دھیان میں لائیے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی اس طرح غصہ کرنے لگے تو میں یقیناً چاہوں گا کہ مجھے معاف کر دیا جائے، تو بالکل اسی طرح مجھے بھی چاہئے کہ اس شخص کو معاف کر دوں۔ اور سوچئے کہ!..... یہ شخص میرا اتنا خطاوار تو نہیں ہوگا جتنا میں اللہ تعالیٰ کا گناہگار ہوں، پھر جب میں معافی کا آرزومند ہوں تو اس کو کیوں نہ معاف کروں۔

(۲) فوراً وہاں سے جدا ہو جائیے۔ جب تک غصہ بالکل فرو (زائل) نہ ہو جائے۔ انشاءاللہ اس تدبیر سے آپ غصہ کے شر سے محفوظ رہیں گے۔

(۳) کوئی وقت متعین کر کے اپنے عیوب کا دھیان کیجئے اور سوچا کیجئے کہ میں سب سے بدتر ہوں۔ اس سے کبر کی جڑ کٹ جائیگی۔ کیونکہ غصے کا منشاء (سبب) کبر ہی ہے۔ کبر کے معنی اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسرے کو حقیر سمجھنا۔

(۴) یاد رکھیئے! غصہ ایک جذبہ ہے اور ہر جذبہ گرمی لئے ہوئے ہوتا ہے لہٰذا اس جذبے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کیجئے۔ غصے کے وقت اس جذبے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کریں۔ مگر آپ اسے کیسے ٹھنڈا کر سکتے ہیں؟..... جب کسی کو غصہ آتا ہے تو اس کی رگیں تن جاتی ہیں اور مٹھیاں خود بخود بھنچ جاتی ہیں اس کی آواز گنگ ہو جاتی ہے۔ تمام جسم میں تناؤ سا آجاتا ہے۔ نفسیاتی زبان میں وہ شخص لڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا آپ کوشش کر کے جذبات کی اس گرمی کو سرد کرنے کی کوشش کریں۔ ایسی حالت میں اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بند نہ ہونے دیں۔ انگلیوں کو سیدھا رکھیں۔ اپنی آواز کو اونچا نہ ہونے دیں۔ آہستہ آہستہ باتیں کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ممکن ہو تو کسی کرسی پر بیٹھ جائیں اور جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیں۔ ایسی صورت میں غصہ آپ پر اپنا جادو نہ چلا سکے گا۔

(۵) ہر وہ بات جو آپ کو غصہ دلاتی ہے اس پر عبادت کے ذریعے قابو پانے کی کوشش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیجئے۔ایک ایک کر کے ان باتوں پر آپ قابو پاتے چلے جائیں گے۔اس طرح خود بخود آپ کے غصے کا عنصر کم ہوتا چلا جائے گا اور اس حد تک پہنچ جائے گا جہاں آپ اسے بخوبی قابو پا سکیں گے۔

(۶) اگر آپ اس بات کا التزام کر لیں تو زیادہ سود مند ہوگا کہ آپ کو جس پر غصہ آ رہا ہے اسے کچھ ہدیہ دے دیں چاہے وہ قلیل مقدار میں ہی کیوں نہ ہو۔

(۷) اپنے آپ سے اونچی آواز میں کہیں کہ یونہی احمق بننے کی کوشش مت کرو اس سے تمہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔لہٰذا اسے جانے دو، یہ چیز آپ کے جذبات کو دھیما کرنے میں مدد دے گی۔

(۸) غصہ غم کی وجہ سے بھی زیادہ آتا ہے اس لئے اپنے دکھ درد اور غم کے خیالات کو ذہن سے نکال کر ہوا میں منتشر کر دیجئے۔کسی ایسے شخص سے اپنے دل کا سارا حال کہہ دیجئے جس پر آپ کو بڑا اعتماد ہو۔اس سے آپ کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔

(۹) غصے کا ایک مجرب علاج یہ بھی ہے کہ جس پر آپ کو غصہ آیا ہے اس کو اپنے پاس سے جدا کر دیں یا اس کے پاس سے خود جدا ہو جائیں۔اور فوراً کسی شغل میں لگ جائیں۔

(۱۰) غصہ ایک ایسا جذبہ ہے جس میں اور بہت سے چھوٹے چھوٹے غصیلے جذبات اور رنجشیں شامل ہوتی ہیں۔ان چھوٹی رنجشوں کا اجتماعی اثر ہماری شخصیت کے لئے بڑا مہلک ثابت ہوتا ہے اس لئے ہر اس چیز یا بات کی فہرست بنا لیں جسے دیکھ کر یا سن کر آپ چڑ جاتے ہیں، کوئی چیز خواہ آپ کے لئے کتنی ہی گھٹیا اور باعث شرم کیوں نہ ہو اسے فہرست میں ضرور شامل کر لیں۔اس فہرست کا بنانے کا یہ فائدہ ہوگا کہ آپ اپنے دشمنوں سے باخبر ہو جائیں گے۔جو چھوٹے چھوٹے نالوں اور ندیوں کی صورت میں غصے کے سمندر کو پایاب نہیں ہونے دیتے۔

(۱۱) غصہ کے وحشیانہ جذبات کو قابو کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ خود کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جس طرح تو ہمیں گناہوں سے بچنے کی طاقت عطا کرتا ہے اسی طرح ہمیں اپنی طاقت یعنی غصہ پر قابو پانے کی قوت عطا فرما۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) جذبات اور غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایک ڈاکٹر نے ترکیب بتائی ہے کہ جب آپ کو غصہ آئے تو زیر لب دس تک گنتی گنیں، اگر پھر بھی غصہ زائل نہ ہو تو بیس تک۔ اسی طرح اس وقت تک گنتی گنیں جب تک آپ کا غصہ دور نہ ہو۔

(۱۳) جہاں تک ہو سکے لوگوں کو معاف کرنے کے اصول پر عمل کریں۔ اگر آپ لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرنے کی عادت بنالیں گے تو آپ اپنے دل اور ذہن پر ایک مقدس سکون کا سایہ محسوس کریں گے۔ آپ خود کو فتح مند اور عظیم شخص سمجھنے لگیں گے۔ آپ کی ہستی دوسرے لوگوں سے بلند ہوتی چلی جائیگی انشاء اللہ۔

(۱۴) جب کبھی آپ کو غصہ آئے تو خود سے کہیں ''یہ غصہ مجھے جذباتی طور پر جو نقصان پہنچا رہا ہے کہیں وہ بہت زیادہ تو نہیں؟..... میں کہیں غصے کے ہاتھوں احمق تو نہیں بن رہا؟ یوں کرنے سے تو میں اپنے دوست احباب کھو بیٹھوں گا۔'' اور مزید اس طریقے کو پر اثر بنانے کے لئے آپ اپنے آپ سے مندرجہ ذیل الفاظ دن میں تین چار مرتبہ کہتے رہیں کہ'' کسی چھوٹی سی بات پر مشتعل ہو جانا دانائی سے بعید ہے۔''

غصہ دور کرنے کا عجیب واقعہ:

معتمر ابن سلیمانؒ راوی ہیں کہ سابقہ امتوں میں سے ایک شخص تھا جسے غصہ بہت آیا کرتا تھا اس نے تین نصیحت نامے تیار کئے اور تین مختلف افراد کو دے دیئے۔ ایک سے کہا کہ جب مجھے غصہ آئے تو یہ تحریر دکھا دینا، دوسرے سے کہا جب میرا غصہ جاتا رہے تو یہ تحریر دکھا دینا، اور تیسرے سے کہا کہ جب میرا غصہ پورے طور پر ختم ہو جائے تو یہ تحریر پیش کر دینا۔ چنانچہ ایک دن جب اسے کسی بات پر شدید غصہ آیا تو پہلے شخص نے ایک پرچہ اس کے سامنے رکھ دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ تو اس پر کیوں خفا ہے تو اس کا معبود نہیں بلکہ انسان ہے، عنقریب ایسا ہو گا کہ تیرے ٹکڑے تجھے خود کھالیں گے۔ یہ پرچہ پڑھ کر اس کا غصہ قدرے کم ہو گیا۔ تو دوسرے شخص نے اپنا پرچہ سامنے رکھ دیا اس میں تحریر تھا کہ تو زمین والوں پر رحم کر تجھ پر آسمان والا رحم کرے گا۔ جب غصہ جاتا رہا تو تیسرے شخص نے یہ تحریر آگے بڑھائی کہ لوگوں کے ساتھ حق کا معاملہ کر اسی طرح ان کی اصلاح ہو سکے گی۔ (بحوالہ احیاء العلوم ج ۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراجع و مصادر

تفسیرِ مظہری ..... حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

معارف القرآن ..... حضرت مفتی شفیع عثمانیؒ

بخاری شریف ..... حضرت امام بخاریؒ

مسلم شریف ..... حضرت امام مسلمؒ

ترمذی شریف ..... حضرت امام ترمذیؒ

الادب المفرد ..... حضرت امام بخاریؒ

معارف الحدیث ..... حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ

مظاہر حق جدید ..... حضرت نواب محمد قطب الدینؒ

حجۃ اللہ البالغہ ..... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

تنبیہ الغافلین ..... حضرت ابولیث سمرقندیؒ

احیاء العلوم ..... حضرت امام غزالیؒ

تحفہ زوجین ..... حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

آداب المعاشرت ..... حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

بہشتی زیور ..... حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

حقوق الاسلام ..... حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

التبلیغ ..... حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

خطباتِ حکیم الاسلام ..... حضرت قاری طیب صاحبؒ

خواتین کے لئے شرعی احکام ..... حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ

آپ کے مسائل اور ان کا حل ..... حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اصلاحی مواعظ ..... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حقوق الوالدین ..... حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ

اسلامی شادی ..... حضرت مفتی محمد زید مظاہری ندویؒ

تحفۃ العروس ..... حضرت علامہ محمود مہدی استنبولیؒ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صالح خاوند ..... مجلس علماء جنوبی افریقہ
صالح بیوی ..... مجلس علماء جنوبی افریقہ
تحفہ دولہا ..... حضرت مولانا محمد حنیف عبدالمجید صاحب
تحفہ دلہن ..... حضرت مولانا محمد حنیف عبدالمجید صاحب
مسلمان خاوند ..... جناب محمد ادریس صاحب
مسلمان بیوی ..... جناب محمد ادریس صاحب
شادی بیاہ کے اسلامی احکام ..... حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب
اصلاحی خطبات ..... حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب
خطباتِ فقیر ..... حضرت مولانا ذوالفقار نقشبندی صاحب
ندائے منبر و محراب ..... حضرت مولانا اسلم شیخوپوری صاحب
رسول اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی ..... جناب محمد ثانی صاحب
پُرمسرت ازدواجی زندگی ..... جناب عظیم احمد صاحب
نسوانی ازدواجی مسائل کا قرآنی حل ..... حکیم میر محمد اقبال قادری
اسوۂ خواتین ..... جناب صدیق حسنؒ
اسلام میں میاں بیوی کے حقوق ..... جناب مفتی عبدالغنی صاحب
مسلمان کی شادی ..... جناب عبدالغفور صاحب
خوشگوار اور پرسکون زندگی ..... جناب الشیخ عبداللہ ایرانی صاحب
شادی کا شرعی معیار ..... جناب اسداللہ نعمانی صاحب
ازدواجی زندگی ..... جناب قاضی جاوید صاحب
آدابِ مباشرت ..... ڈاکٹر آفتاب احمد شاہ
نکاح مبارک ..... سید آصف بخاری صاحب
گھریلو جھگڑے اور ان کا حل ..... جناب ابنِ فرید صاحب
کامیاب ازدواجی نفسیات ..... جناب آغا اشرف صاحب
کامیاب ازدواجی زندگی ..... جناب رانا رحمٰن ظفر صاحب
مختلف اخبارات و رسائل کے کٹ پیس .....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد کے حقوق
اور
والدین کی ذمہ داریاں

مؤلف
مولانا ھارون معاویہ

بیت العلوم
۲۰۔ ناصر روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۳۳۵۳۳۵۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوہر کے حقوق اور بیوی کی ذمہ داریاں

مؤلف
مولانا ھارون معاویہ

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۷۳۵۲۷۵۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین کے حقوق
اور
اولاد کی ذمہ داریاں

مؤلف
مولانا ھارون معاویہ

بیت العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۷۳۱۲۴۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد کی تربیت

قرآن وحدیث کی روشنی میں

بچہ کی ابتدائے آفرینش سے لے کر تعلیم
اور اصلاح وتربیت تک کا تذکرہ

اردو ترجمہ

الطِّفْلُ فِي ضَوْءِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ

تالیف

احمد خلیل جمعہ

ترجمہ

لجنۃ من المصنفین لاہور

بیت العلوم

۲۰ کلب روڈ، بالمقابل گورنمنٹ کالج، لاہور ۔ فون ۳۶۳۶۳۶۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر شہروں میں بیت العلوم کے اسٹاکسٹ

ملتان	کراچی	راولپنڈی
بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان	ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی	الخلیل پبلشنگ ہاؤس راولپنڈی
کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوھڑ گیٹ ملتان	بیت القلم گلشن اقبال کراچی	**اسلام آباد**
بیکن بکس گلگشت کالونی ملتان	کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی	مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد
کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان	دار القرآن اردو بازار کراچی	المسعود بکس F-8 مرکز اسلام آباد
فاروقی کتب خانہ بیرون بوھڑ گیٹ ملتان	مرکز القرآن اردو بازار کراچی	سعید بک بینک F-7 مرکز اسلام آباد
اسلامی کتب خانہ بیرون بوھڑ گیٹ ملتان	عباسی کتب خانہ اردو بازار کراچی	پیر بک سنٹر آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد
دار الحدیث بیرون بوھڑ گیٹ ملتان	ادارۃ الانوار بنوری ٹاؤن کراچی	**پشاور**
ڈیرہ غازی خان	علی کتاب گھر اردو بازار کراچی	یونیورسٹی بک ڈپو خیبر بازار پشاور
مکتبہ زکریا بلاک نمبر ۱ ڈیرہ غازی خان	**کوئٹہ**	مکتبہ سرحد خیبر بازار پشاور
بہاول پور	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	لندن بک کمپنی صدر بازار پشاور
کتابستان شاہی بازار بہاولپور	**سرگودھا**	**سیالکوٹ**
بیت الکتب سرائیکی چوک بہاولپور	اسلامی کتب خانہ پھولوں والی گلی سرگودھا	بنگش بک ڈپو اردو بازار سیالکوٹ
سکھر	**گوجرانوالہ**	**اکوڑہ خٹک**
کتاب مرکز فریئر روڈ سکھر	والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ علمیہ اکوڑہ خٹک
حیدر آباد	مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ رحیمیہ اکوڑہ خٹک
بیت القرآن چھوٹی گٹی حیدر آباد	**راولپنڈی**	**فیصل آباد**
حاجی امداد اللہ اکیڈمی جیل روڈ حیدر آباد	کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی	مکتبہ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد
امداد الغرباء کورٹ روڈ حیدر آباد	فیڈرل لاء ہاؤس چاندنی چوک راولپنڈی	ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد
بھٹائی بک ڈپو کورٹ روڈ حیدر آباد	اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی	مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد
کراچی	بک سنٹر ۳۲ حیدر روڈ راولپنڈی	اقراء بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد
ویلکم بک پورٹ اردو بازار کراچی	علی بک شاپ اقبال روڈ راولپنڈی	مکتبہ قاسمیہ امین پور بازار فیصل آباد

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بیت العلوم
Bait-ul-Uloom

ہیڈ آفس: ۲۰۔ تابعہ روڈ چوک پرانی انارکلی۔ لاہور فون 7352483
برانچ: دکان نمبر ۱۴ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ ۲۰ اردو بازار لاہور فون 7235996
www.baitululoom.com